# سورۂ آل عمران

یہ سورت، سورۂ انفال کے بعد نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس نے فضائل میں النحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز اس سورت کو پڑھا جس میں آل عمران کا ذکر ہے شام تک اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء کی تلاوت کی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حکیموں میں لکھ دیا جاتا ہے (2)۔

امام دارمی، محمد بن نصر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے آل عمران کی تلاوت کی وہ غنی ہے اور سورۂ نساء زینت عطا کرنے والی ہے (3)۔

امام دارمی، ابوداؤد نے فضائل اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران محتاج کا کتنا اچھا خزانہ ہے جس کے ساتھ وہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرتا ہے (4)۔

حضرت سعید بن منصور نے ابو عطاف سے نقل کیا ہے کہ تورات میں آل عمران کا نام طیبہ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وہ بصرہ پر امیر تھے تو سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جن میں آپ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الملک بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی تو کعب نے کہا کہ اس نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جن میں ایسا اسم ہے جب اس کے واسطہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 48 (11002)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1023 (485)، مطبوعہ دار الصمیعی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 529 (2615) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، (2615)

5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1138 (553)

آیاتها ۲۰۰ | سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ ۳ | رکوعاتها ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۝١ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝٢ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝٣ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۗ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝٤ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝٥ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٦

”الف، لام، میم، اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے نازل فرمائی اس نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ، تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتری) ہیں اور اتاری اس نے تورات اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتار افرقان کو، بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کے ساتھ، ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ رہتی اس پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔ وہی ہے جو تمہاری تصوریں بناتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے۔ کوئی معبود نہیں بغیر اس کے (وہی) غالب ہے حکمت والا ہے“۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قیوم سے مراد ہر چیز کا نگہبان ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ، پڑھتے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور سورۂ آل عمران کے آغاز میں الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيَّامُ پڑھا۔

امام ابن ابی داؤد نے اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَلْحَيُّ الْقَيَّامُ، ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن انباری نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن انباری نے حضرت ابو معمر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میں نے علقمہ کو اَلْحَیُّ الْقَیِّمُ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ عبداللہ کے شاگرد اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عاصم بن کلیب سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کو سورۂ آل عمران کی قرأت بہت پسند تھی۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں چودہ افراد ان کے معززین میں سے تھے۔ ان میں سے ابو حارثہ بن علقمہ، عاقب، عبدالمسیح اور ایہم سید نے گفتگو کی۔ وہ (ایہم) نصرانیت میں اپنے بادشاہ کے دین پر تھا جب کہ ان کا آپس میں باہم اختلاف تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے وہی اللہ ہیں، کبھی کہتے وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور کبھی کہتے آپ تین میں سے تیسرے ہیں (نعوذ باللہ)۔ نصرانیوں کا نقطہ نظر یہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ ہونے کا استدلال وہ ان چیزوں سے کرتے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، بیماروں کو تندرست کرتے ہیں، غیب کی خبریں دیتے ہیں، مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں، اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا ہے حالانکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے لئے ایک معجزہ بنا دے۔

بیٹا ہونے کا استدلال وہ اس سے کرتے کہ وہ کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں تھا، آپ نے پنگھوڑے میں گفتگو کی جب کہ آپ سے قبل حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بھی گفتگو نہیں کی، وہ تین میں تیسرے کا استدلال اس سے کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَعَلْنَا۔ اَمَرْنَا، خَلَقْنَا، قَضَیْنَا۔ یعنی جمع متکلم کے صیغے استعمال فرمائے اگر اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا: فَعَلْتُ، اَمَرْتُ، قَضَیْتُ، خَلَقْتُ لیکن وہ تین اللہ، عیسیٰ اور مریم ہیں۔ ان تمام کے عقیدہ کے مطابق قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ جب دو علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم دونوں اسلام قبول کرلو۔ انہوں نے جواب دیا ہم پہلے ہی مسلمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہیں اسلام قبول کرنے سے یہ چیز مانع ہے کہ تم نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور تم صلیب کی عبادت کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ ان دونوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتاؤ پھر مسیح کا باپ کون ہے؟ آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ اور اختلاف کے بارے میں سورۂ آل عمران کی اسی سے زائد آیات کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں ان کے عقائد سے اپنی پاکی، یکتا خالق ہونے اور لا شریک ہونے کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے جو کفر گھڑ رکھا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے تھے اس کا رد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو وہ اعتقادات رکھتے تھے ان سے ان کے خلاف استدلال کیا تا کہ اس کے ذریعے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان پر ان کی گمراہی واضح کردے ارشاد فرمایا۔

الٓمّٓ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یعنی معبود برحق ہونے میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ حی ہے، اس پر موت طاری نہیں ہوتی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ان کے عقیدے کے مطابق) مرچکے ہیں، ان کے عقیدہ کے مطابق قیوم اسے کہتے ہیں جس کی بادشاہت قائم رہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام تو جا چکے (1)۔

امام ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن سہیل بن ابی امامہ نے بتایا جب نجران کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے گفتگو کرے تو انہیں کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی اسی آیات نازل ہوئیں۔ امام بیہقی نے اس روایت کو دلائل میں ذکر کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ انہوں نے پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان لگایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اولاد، باپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حی ہے جس پر موت طاری نہیں ہوئی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو فنا طاری ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے، ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، اسے رزق بہم پہنچاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے کسی چیز کے مالک ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کسی چیز کے بھی مالک نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان میں سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام اس کے علاوہ بھی کوئی جانتے ہیں جو انہیں علم دیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا علم دیئے گئے کے علاوہ تو کچھ نہیں جانتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے رب نے رحم میں جیسی چاہی حضرت عیسیٰ کی صورت بنائی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ ہی اس سے نجاست خارج ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے انہیں اپنے رحم میں اسی طرح اٹھائے رکھا ہے جس طرح عام عورت بچے کو رحم میں اٹھاتی ہے پھر آپ کی والدہ نے آپ کو جنا جس طرح ایک عورت اپنے بچے کو جنتی ہے۔ پھر آپ کو اسی طرح غذا دی گئی جس طرح بچے کو غذا دی جاتی ہے پھر بعد میں بھی آپ غذا کھاتے، پانی پیتے اور قضاء حاجت کرتے؟ سب نے کہا بات اسی طرح ہے۔ تو آپ نے فرمایا جو تم گمان رکھتے ہو وہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ انہوں نے حقیقت حال کو پہچان لیا پھر محض عناد کی وجہ سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت الٓمّٓ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو نازل فرمایا (2)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 191، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 192

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ القیام کو القیوم پڑھتے۔ ابن جریر نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھتے (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آپ سے پہلے آنے والے رسول اور کتابیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت ہود علیہم السلام اور دوسرے انبیاء کو دیئے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کیا اس سے مراد قرآن اور مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو اس سے قبل گزر چکی ہے وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۙ مِنْ قَبْلُ هُدًى سے مراد تورات اور انجیل دو کتابیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر چیز کی وضاحت ہے اور جنہوں نے ان کتابوں کو لیا ان کی تصدیق اور ان میں موجود احکامات پر عمل کیا ان کی عصمت کا وعدہ ہے اور اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن ہے جس نے حق اور باطل میں تفریق کر دی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال کیا گیا اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بیان کیا گیا، اس کی حدود کی وضاحت کی گئی، فرائض کو فرض قرار دیا گیا اس کے بیان کو بیان کیا گیا اس کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کی نافرمانی سے منع کیا گیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جن گروہوں نے اختلاف کیا تھا ان کے اختلاف میں حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے اور اس کے فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی آیات کا علم رکھنے اور ان میں موجود احکام کی معرفت کے بعد انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ سے مراد یہ ہے کہ وہ جو ارادہ کرتے ہیں، جو مکر کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو ناحق باتیں کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب اور معبود مانتے ہیں جب کہ ان کے پاس اس کے برعکس علم ہے سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ یہ سب اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے اور اس کا انکار کرنے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر بنائی گئی وہ نصاریٰ اس کا انکار نہیں کرتے تھے جس طرح دوسرے انسانوں کی رحم میں تصویر بنائی گئیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی یہ شان ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر اور مؤنث ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 196　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 98-196

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت سدی کی سند سے ابو مالک، ابو صالح، حضرت ابن عباس، مرہ، حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب رحم میں نطفہ پڑتا ہے تو چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر چالیس روز جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ جب وہ پیدائش کے مرحلہ کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ تصویر بنانے کے لئے بھیجتا ہے۔ فرشتہ دو انگلیوں کے درمیان مٹی لاتا ہے مٹی کو گوشت کے لوتھڑے میں ملا دیتا ہے۔ پھر اسے گوندھتا ہے پھر جیسا حکم ہوتا ہے اس کی تصویر بنا دیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کیا یہ مذکر ہے یا مؤنث، بدبخت ہے یا سعادت مند، اس کا رزق، عمر، اثر اور مصائب کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم دیتا ہے فرشتہ سب لکھ لیتا ہے جب وہ جسم مرتا ہے تو اسے وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اس کی مٹی لی گئی تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر، مؤنث ہے، سرخ، سفید، سیاہ، مکمل یا نامکمل ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو انتقام لینے میں غالب اور اپنے حکم میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَيۡغٌ فَيَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَابۡتِغَآءَ تَاۡوِيۡلِهٖ ۚ وَمَا يَعۡلَمُ تَاۡوِيۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ يَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ۝

"وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں (صرف) ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں قرآن سے (ان کا مقصد) فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ساتھ اس کے سب ہمارے رب کے پاس ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقل مند"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّحۡكَمٰتٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد ناسخ، حلال، حرام، حدود، فرائض اور جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 199 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202

WWW.NAFSEISLAM.COM

منسوخ، مقدم، مؤخر، امثال، اقسام اور جن پر ایمان لانا تو ضروری ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا (1)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور ان پر عمل کیا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد جن کی پیروی نہیں کی جاتی (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور حاکم نے یہ روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن قیس سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سورۂ انعام کی آخری تین آیات محکمات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیات محکمات کے متعلق یہ سنا کہ قُلْ تَعَالَوْا (انعام: 151) سے لے کر آخری تین آیات ہیں اور وَ قَضٰى رَبُّكَ (الاسراء: 23) سے لے کر بعد کی تین آیات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز کئی اور صحابہ سے یہ نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد وہ ناسخ آیات ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے اور مُتَشٰبِهٰتٌ سے مراد منسوخ آیات ہیں (4)۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں ان کے علاوہ متشابہات ہیں قرآن کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (البقرہ: 26) اللہ تعالیٰ کا فرمان كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام: 125) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (محمد: 17)

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد ایسی آیات ہیں جن میں حکم اور جھڑک پائی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسحاق بن سوید سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن یعمر اور ابو فاختہ نے اس آیت هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ ابو فاختہ نے کہا اس سے مراد سورتوں کے آغاز ہیں۔ انہیں سے قرآن شروع ہوتا ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ان کلمات سے سورۂ بقرہ کا آغاز ہوتا ہے الٓمّٓ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ان سے سورۂ آل عمران کا آغاز ہوتا ہے۔ یحییٰ نے کہا اُمُّ الْكِتٰبِ سے مراد وہ آیات ہیں جن میں فرائض، امر، نہی، حلال، حدود اور دین کی بنیادی چیزیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ام الکتاب سے مراد کتاب کی اصل ہے کیونکہ یہ چیزیں تمام کتابوں

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 202
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 199
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 203

کیڑے مکوڑوں، بچھوؤں اور قبیح چیزوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے نور کو اور ہر اچھی شے کو پیدا کیا ہے۔ تو اس وقت ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ سورۂ انعام لے کر اترے، تسبیح وتکبیر اور تہلیل وتحمید کے ساتھ ان کی آوازیں بلند تھیں۔ بعدازاں مجاہد نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ میں تین ادیان کارد ہے۔ ان میں سے ایک دہریہ کارد ہے کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ تمام اشیاء دائمی ہیں۔ پھر فرمایا وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ میں ان مجوسیوں کارد ہے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ ظلمت اور نور دو تدبیر کرنے والے (مدبر) ہیں۔ پھر فرمایا: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مشرکین عرب کارد ہے اور ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ مانا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں تمام مقامات پر جَعَلَ بمعنی خلق ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ سے مراد کفر اور ایمان ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ کے بارے میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے پہلے آسمانوں کو، نور سے پہلے ظلمت کو اور جہنم سے پہلے جنت کو پیدا فرمایا۔ اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرانے والوں نے جھوٹ بولا اور وہی مشرک لوگ ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلمات سے مراد رات کی تاریکی ہے اور نور سے مراد دن کی روشنی ہے اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ سے مراد مشرکین ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک کرتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے کہتے کہ اس سے مراد وہ معبودان باطلہ ہیں جن کی انہوں نے عبادت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں، نہ کوئی اس کا مدمقابل ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو بیوی اور بیٹا بنایا ہے (4)۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 168، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ۞ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْأَرْضِ ۖ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ۞ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيٰتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۞ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۖ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ۞

"اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر مقرر کی ایک معیاد اور ایک معیاد مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔ اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ وہ جانتا ہے تمہارے بھید بھی اور تمہاری کھلی باتیں بھی اور جانتا ہے جو تم کما رہے ہو۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے مگر وہ ہو جاتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے۔ بے شک انہوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا ان کے پاس۔ سو اب آیا چاہتی ہیں ان کے پاس خبریں اس چیز کی جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ ثُمَّ قَضٰٓى أَجَلًا سے مراد موت کا وقت ہے اور أَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد قیامت اور اللہ تعالیٰ کے پاس وقوف کا وقت مقرر ہے(1)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد باری تعالیٰ: ثُمَّ قَضٰٓى أَجَلًا کے بارے فرمایا اس سے مراد دنیا کی مدت ہے۔ اور ایک روایت میں موت کا مقررہ وقت بھی مذکور ہے اور قول باری تعالیٰ: وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ کے بارے فرمایا اس سے مراد آخرت کی مدت مقررہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَضٰٓى أَجَلًا سے مراد نیند ہے اللہ تعالیٰ نیند کے وقت روح قبض فرما لیتا ہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد اسے واپس اپنے مالک کے پاس لوٹا دیتا ہے اور أَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد انسان کی موت کا وقت ہے(3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ کے متعلق فرمایا کہ یہ مخلوق کی ابتدا کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر آپ کی نسل کو ایک جوہر یعنی حقیر پانی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ سورہ سجدہ میں ہے ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۞ اور ثُمَّ قَضٰٓى أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ کے بارے کہتے ہیں کہ اس سے مراد تیرے مرنے کے دن تک تیری مدت حیات ہے۔ اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 173، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 173

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور ارشاد فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس کی تعبیر میں جھگڑ رہے ہیں تو وہی اس آیت کا مصداق ہیں ایسے لوگوں سے محتاط رہو (1) بخاری کے الفاظ یہ ہیں جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں ذکر کیا ہے پس ان لوگوں سے محتاط رہو۔ ابن جریر کے یہ الفاظ ہیں جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کر رہے ہیں تو ان سے محتاط رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن جریر کے یہ الفاظ بھی ہیں جب تم ایسے لوگ دیکھو جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو دیکھو جو ان کے بارے میں باہم جھگڑ رہے ہیں تو ان کی مجلس میں نہ بیٹھو کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے۔

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ سے مراد خارجی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران:106) سے مراد خارجی ہیں۔

امام طبرانی نے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے اپنی امت کے بارے میں تین باتوں کا خوف ہے (1) ان کے پاس مال زیادہ ہوگا تو وہ آپس میں حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے (2) کتاب کے اسرار ان کے سامنے بیان کئے جائیں گے، مومن اس میں تاویل کرنا شروع کر دیں گے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ (3) ان کے علم میں اضافہ ہوگا تو وہ اسے ضائع کریں گے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

امام حاکم نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جن چیزوں کے بارے میں امت کے متعلق ڈرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی تو وہ آپس میں مقابلہ شروع کر دیں گے پھر آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اپنی امت کے بارے میں مجھے جس چیز سے خوف ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے لئے قرآن عام کر دیا جائے گا یہاں تک کہ مومن، کافر اور منافق سب اسے پڑھیں گے صرف مومن اس کے حلال کو حلال قرار دے گا (2)۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ کی وضاحت یہ ہے ابو یعلی نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری امت ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی۔ اسے یوں بکھیرے گی جس طرح ردی کھجوریں بکھیری جاتی ہیں۔ وہ اس کے ایسے معانی کریں گے جو اس کے معانی نہیں ہوں گے۔

امام ابن سعد، ابن ضریس نے فضائل میں اور ابن مردویہ نے عمر بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 210 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 316 (3139)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کی طرف نکلے جو قرآن کے معانی میں گفتگو کر رہی تھی جب کہ آپ سخت غصہ میں تھے۔ فرمایا اسی وجہ سے تم سے پہلی امتیں بھی گمراہ ہوئیں۔ وہ انبیاء پر اختلاف کرتے اور کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے تھے۔ فرمایا قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا بعض، بعض کو جھٹلائے بلکہ اس لئے نازل ہوا ہے کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرے۔ اس میں سے جس کی حقیقت کو تم پہچان لو اس پر عمل کرو اور جس کا معنی تم پر واضح نہ ہو سکے اس پر ایمان رکھو۔

امام احمد نے ایک اور سند سے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنی رائے سے قرآن حکیم کے معانی بیان کرتے ہوئے سنا فرمایا تم سے پہلے لوگ بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئے انہوں نے کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکرایا اللہ تعالیٰ کی کتاب تو اس لئے نازل ہوئی کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعض حصہ کے ساتھ بعض حصہ کی تکذیب نہ کرو۔ اس میں جس کا علم رکھتے ہو اس کے بارے میں بات کرو جس سے ناواقف ہو اس کا معاملہ عالم کے سپرد کر دو (1)۔

امام ابن جریر اور حاکم نے اسے نقل کیا حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابو نصر سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ پہلی کتابیں ایک دروازے سے ایک قسم میں نازل ہوئی تھیں قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں نازل ہوا یہ جھڑکنے والا ہے، حکم دینے والا ہے، اس میں حلال و حرام کے احکام ہیں، اس میں محکم، متشابہ اور امثال والی آیات ہیں، اس کے حلال کو حلال جانو، اس کے حرام کردہ کو حرام جانو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس سے رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو اس کی محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور یہ کہو ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (2) ابن ابی حاتم نے اسے حضرت ابن مسعود سے موقوفاً نقل کیا ہے۔

امام طبرانی نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا آسمان سے کتابیں ایک دروازے سے اترتی تھیں اور قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں اترا اس میں حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، امر اور نہی ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اس کے حرام کو حرام جانو، اس کے محکم پر عمل کرو متشابہ پر رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تاہم نصیحت دانش مند ہی حاصل کرتا ہے۔

امام ابن نجار نے تاریخ بغداد میں کمزور سند کے ساتھ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں تمہارے لئے حلال اور حرام کردہ چیزوں کو واضح کر دیا ہے۔ پس اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو، اس کی متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو۔

---

1۔ مسند رک احمد، جلد 2، صفحہ 185، مطبوعہ دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 318 (3144)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا حرام، حلال، محکم، متشابہ اور امثال۔ اس کے حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام جانو، متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

حضرت امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم تمہارے نبی پر سات دروازوں سے سات انداز میں نازل ہوا ہے جب کہ تم سے پہلے کتاب ایک دروازے سے ایک اسلوب میں نازل ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن حکیم سات انداز میں نازل ہوا، قرآن حکیم میں شک کرنا کفر ہے، اس میں جو تم جان لو اس پر عمل کرو، جس کو نہ جان سکو اسے عالم کے پاس لے جاؤ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے مطالب کو کھول کر بیان کرو، اس کے غرائب کو دریافت کرو، اس کے غرائب اس کے فرائض اور حدود یعنی قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا ہے حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، اس کے حلال پر عمل کرو حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن ذو معنی، کئی فنون کا حامل اور اس میں ظہور و خفاء ہے اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے نہ اس کی انتہاء کو پایا جاسکتا ہے جو اس میں نرمی سے داخل ہوا نجات پا گیا اور جو سختی سے داخل ہوا گمراہ ہوگیا۔ اس میں اخبار، امثال، حرام، حلال، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، ظہر اور بطن ہے اس کے ظہر سے مراد اس کی تلاوت اور بطن سے مراد اس کی تاویل ہے، اس کے اسرار کو جاننے کے لئے علماء کی مجلس میں بیٹھو اور سفہاء سے دور رہو عالم کی لغزش سے بچو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، فرمایا کیوں نہیں، میں یہی کہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ والی آیت نازل کی (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں نقل کیا ہے حاکم نے اسے نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت طاؤس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں تلاوت کرتے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَیَقُوْلُ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ۔

امام ابو داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح ہے۔ وَاِنْ حَقِیْقَةُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 208

WWW.NAFSEISLAM.COM

تَأْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان آیات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پڑھا۔ انہوں نے فرمایا علم میں ان کا رسوخ یہ کہ تو اس کی محکم اور متشابہ پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ ہی اس کی تاویل کو جانتا ہے، تم اس کی تاویل کو نہیں جانتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرات ابوشعثاء اور ابونہیک سے نقل کیا ہے دونوں کہتے کہ تم اس آیت کو ملا کر پڑھتے ہو جب کہ یہ مقطوع ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ۔ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ان کا علم ان کے قول پر ختم ہو گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے متشابہ آیات کی تاویل نہیں جانتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا علم قرآن حکیم کی تاویل میں یہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی سے نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں سے جو ظاہر ہو اس پر عمل کرو، جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس پر ایمان لے آؤ اور اس کو جاننے والے کی طرف سپرد کر دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے قرآن کے مینار ہیں جس طرح راستہ کے مینار (علامت، نشانی) ہوتے ہیں، جو تم پہچان لو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو چھوڑ دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کے مینار اس طرح ہیں جس طرح راستہ کے مینار ہوتے ہیں، جو کسی پر بھی مخفی نہیں، اس میں سے جو تم پہچان لو اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کرو، جس کے بارے میں تمہیں شک ہو اس کا معاملہ جاننے والے کے سپرد کر دو۔

امام ابن جریر نے اشہب کے واسطہ سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ متشابہ کی تاویل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو نہیں جانتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت انس سے ابوامامہ، واثلہ بن اسقع اور ابودرداء نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے علم میں رسوخ رکھنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ہاتھوں سے نیکی کرے، جس کی زبان سچ بولے، جس کا دل استقامت کا مظاہرہ کرے، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ راسخ فی العلم ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن یزید اودی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے علم میں رسوخ رکھنے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جو گفتگو میں سچا، قسم کو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 214　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 215　4۔ ایضاً۔ جلد 3،

پورا کرنے والا، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ علم میں راسخ ہے۔

امام ابن منذر نے کلبی کے واسطہ سے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر کی چار صورتیں ہیں (1) جسے علماء جانتے ہیں (2) جس کی عدم واقفیت سے لوگ معذور نہیں سمجھے جاتے جیسے حلال وحرام کے احکام (3) عرب اپنی زبان سے اسے پہچانتے ہیں (4) اس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اس کے علم کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم سات صورتوں میں نازل ہوا ہے، حلال وحرام کوئی بھی ان سے عدم واقفیت کی بناء پر معذور نہیں ہوتا۔ اس کی ایک تفسیر وہ ہے جو عرب کرتے ہیں۔ اس کی ایک تفسیر علماء کرتے ہیں۔ متشابہ جس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے جاننے کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں اس کی تاویل جانتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں ہم متشابہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت نہیں کرتے یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ منسوخ کیا گیا ہے اور جو منسوخ نہیں کیا گیا سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (4)۔

امام دارمی نے اپنی مسند میں نصر مقدسی نے الحجۃ میں سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ صبیغ نامی آدمی مدینہ طیبہ آیا، وہ قرآن حکیم کی متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا۔ آپ نے اس کے لئے کھجور کی شاخوں کی چھڑیاں تیار کر لیں، پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عبداللہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمر ہوں آپ نے ان چھڑیوں میں سے ایک چھڑی پکڑ لی، اسے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین کافی ہے میرے سر میں جو فتور تھا وہ نکل گیا ہے۔

امام دارمی نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ صبیغ عراقی مسلمانوں کے لشکروں میں قرآن حکیم کی بعض اشیاء کے بارے میں سوال کرتا تھا یہاں تک کہ مصر آ گیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب صبیغ عراقی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے تر چھڑیاں منگوائیں، اسے مارا یہاں تک کہ اس کی پشت کو سراپا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 215 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 218 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

زخم بنا دیا پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا پھر اسے مارا پھر چھوڑا، یہاں تک وہ صحت مند ہو گیا پھر بلایا تا کہ اسے ماریں صبیغ نے کہا اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھے طریقے سے مجھے قتل کر دیں، اگر میرا علاج مقصود ہے تو اللہ کی قسم ہے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ اب مجھے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس کی مجلس میں نہ بیٹھے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ کوفی کو قرآن حکیم کے ایک حروف کے بارے میں سوال کرنے پر مارا تھا یہاں تک کہ اس کی پشت خون آلود ہو گئی تھی۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں نصر مقدمی نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو قرآن حکیم کے شکالات کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت عمر نے دعا کی اے اللہ مجھے اس پر قدرت عطا فرما۔ ایک دن وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، آپ نے اپنی آستینیں چڑھا لیں، اسے کوڑے مارنے لگے۔ پھر فرمایا اسے بنیان جانگیا پہنا دو اونٹ کے کجاوے پر سوار کر دو اور اسے اس کے قبیلہ تک پہنچا دو پھر ایک خطیب کھڑا ہو اور کہے صبیغ نے علم کی طلب کی اور اس میں غلطی کی وہ اپنی قوم میں ہمیشہ ذلیل ورسوا رہا جب کہ پہلے ان کا سردار تھا۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں ابن عساکر نے ابو عثمان نہدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی طرف خط لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں۔ کہا اگر وہ آتا اور ہم سو افراد ہوتے تو اٹھ کر چلے جاتے۔

امام ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ وہ صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھا کرے اس کو عطیات اور روزینہ نہ دیا کرے۔

امام نصر نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے زرعہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے صبیغ کو بصرہ میں دیکھا گویا وہ خارش زدہ اونٹ ہے، وہ لوگوں کے حلقہ کی طرف آتا ہے، ان کے پاس بیٹھتا ہے تو لوگ اسے پہچانتے تک نہیں۔ دوسرا حلقہ پہلے حلقے والے کو ندا دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزمہ...... تو پہلے حلقے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اسے وہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

امام نصر نے الحجۃ میں ابو اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ صبیغ نے مخفی امور میں تکلف سے کام لیا، جس کا والی تھا اس کو ضائع کیا، جب میرا خط تیرے پاس پہنچے تو اس سے تجارت نہ کرو اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

امام ہروی نے علم کلام کی معرفت میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم کلام والوں کے بارے میں میرا وہی نقطہ نظر ہے جو صبیغ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا کہ انہیں چھڑی سے مارا جائے اونٹ پر بٹھایا جائے اور قبائل میں پھرایا جائے اور یہ اعلان کیا جائے جس نے کتاب وسنت کو چھوڑا اور علم کلام کی طرف متوجہ ہوا اس کی یہ جزا ہے۔

امام دارمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تمہارے پاس لوگ آئیں گے جو تمہارے ساتھ قرآن

حکیم کی متشابہ آیات کے بارے میں جھگڑا کریں گے، تم ان کا مقابلہ احادیث کے (علماء) ذریعے کرو کیونکہ احادیث کے علماء کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لاتے جب کہ وہ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے ایک، ایک آیت سے استدلال کر رہا تھا، دوسرا، دوسری آیت سے استدلال کر رہا تھا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا گویا آپ کے چہرے پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ فرمایا کیا تمہیں اس لئے پیدا گیا ہے کیا تمہیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ قرآن حکیم کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے رہو ذہن نشین کر لو، جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور جس چیز سے تمہیں روکا گیا ہے اس سے رک جاؤ۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم میں جھگڑنا کفر ہے۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ باہر تشریف لاتے جب کہ آپ کے حجرہ کے باہر لوگ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، آپ سخت غصے کے عالم میں باہر تشریف لائے، محسوس ہوتا کہ آپ کے رخساروں سے خون بہہ رہا ہے، فرمایا قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑا نہ کرو، تم سے پہلی قومیں بھی آسمانی کتابوں میں جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں، قرآن حکیم اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کی تکذیب کرے بلکہ اس لئے نازل ہوا کہ اس کا بعض حصہ بعض حصہ کی تصدیق کرے، اس میں سے محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔

امام نصر نے الحجۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا جو قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا مخلوق نہیں۔ حضرت عمر اٹھے۔ اسے کپڑوں سے پکڑا اور حضرت علی شیر خدا کے پاس لے گئے۔ فرمایا اے ابو الحسن، کیا تم وہ نہیں سنتے جو یہ کہتا ہے؟ آپ نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا یہ میرے پاس آیا ہے اور پوچھتا ہے کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے؟ حضرت علی نے فرمایا یہی وہ بات ہے جس پر بہت بڑا فتنہ رونما ہوگا، جس منصب پر آپ فائز ہیں اگر میں اس منصب پر فائز ہوتا تو میں اس کی گردن اڑا دیتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قوم نے اس کا معنی جاننے کی خواہش کی اس کا معنی تو نہ جان سکے اور فتنہ کو جا پہنچے، انہوں نے قرآن کی متشابہ آیات کی پیروی کی اور اس میں ہلاک ہو گئے۔

امام ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اے ہمارے رب نہ ٹیڑھے کر ہمارے دل بعد اس کے کہ تو نے ہدایت دی ہمیں اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت بے شک تو ہی سب کچھ بہت زیادہ دینے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم کردے پھر اس آیت کو پڑھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم کردے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا دل الٹ پلٹ ہوتے ہیں؟ فرمایا ''بنی آدم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو اللہ چاہے تو اسے سیدھا رکھے چاہے تو اسے ٹیڑھا کردے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ ہم اس کی بارگاہ میں یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں خصوصی رحمت سے نوازے۔ بے شک وہ وہاب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے ایسی دعا نہیں سکھاتے جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کروں؟ فرمایا کیوں نہیں، فرمایا اے اللہ جو محمد نبی کا رب ہے میرے گناہ بخش دے میرے دل کے غصہ کو دور کردے، جب تک تو مجھے زندہ رکھے مجھے گمراہی کے فتنہ سے محفوظ رکھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر دعا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط کردے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہ دعا کتنی ہی زیادہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جب وہ اسے درست کرنا چاہتا ہے تو درست کر دیتا ہے، جب اسے گمراہ کرنا چاہتا ہے تو گمراہ کر دیتا ہے، کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنتی اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو گمراہ نہ کر، ہمیں اپنی طرف سے خصوصی رحمت سے نواز، بے شک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جب وہ اسے ہدایت کی طرف پھیرنا چاہتا ہے ہدایت کی طرف پھیر دیتا ہے جب گمراہی کی طرف پھیرنا چاہتا ہے تو گمراہی کی طرف پھیر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام احمد اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے اسے روایت کرنے کے ساتھ حسن قرار دیا ہے اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ کہا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین کی طرف پھیر دے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے اور اس پر بھی ایمان لائے جو پیغام حق آپ لائے ہیں، کیا آپ کو ہمارے بارے میں خوف رہتا ہے؟ فرمایا ہاں، فرمایا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جنہیں وہ الٹ پلٹ کرتا ہے (4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 220

2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 25، (29199) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25 (29196)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن جریر اور طبرانی نے سبرہ بن فاتک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب چاہتا ہے انہیں سیدھا کر دیتا ہے، جب چاہتا ہے انہیں ٹیڑھا کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حاکم نے روایت کرنے کے ساتھ اسے صحیح قرار دیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کا دل چڑیا کے دل کی طرح ہے جو دن میں سات دفعہ الٹتا ہے(2)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے۔ دل کی مثال اس پر کی مانند ہے جو کھلی زمین میں پڑا ہو۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہ دل کھلے میدان میں پڑے ایک پر کی مانند ہے جس کو ہوا اوپر نیچے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوعبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں مدینہ طیبہ آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قصار مفصل میں سے ایک ایک سورۂ پڑھی پھر آپ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو سورۂ فاتحہ اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی (رَبَّنَا لَا تُزِغْ الخ)

امام ابن جریر، طبرانی نے سنن اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت کی حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنے دین پر مضبوط رکھ۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں جب کہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں؟ فرمایا تمام لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح ایک دل ہوتا ہے۔ آپ اس طرح فرماتے۔ طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ انسان کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب وہ انہیں سیدھا کرنا چاہتا ہے تو سیدھا کر دیتا ہے، جب انہیں ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے(3)۔

امام احمد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میزان اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جب سیدھا کرنا چاہتا ہے سیدھا کر دیتا ہے، جب ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے اور آپ دعا فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ(4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221　2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 342 (7850) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 317 (3140)　4۔ ایضاً، (3141)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام حاکم نے مقداد سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انسان کا دل الٹ پلٹ ہونے میں ہنڈیا سے بھی بڑھ کر ہے جب وہ جوش مار رہی ہو(1)۔

امام ابن جریر حضرت محمد بن جعفر سے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی تفسیر بیان فرماتے ہیں ہمارے دل کو مائل نہ کر اگرچہ ہم اپنے جسموں کے ساتھ حق سے بھٹک جائیں (2)۔

امام ابن سعد نے اپنے طبقات میں ابوعطاف سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے اے میرے رب میں بدکاری نہ کروں، اے میرے رب میں چوری نہ کروں، اے میرے رب میں ناشکری نہ کروں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ ڈرتے ہیں تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں دلوں کے پھیرنے والے پر ایمان لایا ہوں۔ یہ آپ نے تین دفعہ کہا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو درداء سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رورحہ جب مجھے ملتے تو کہتے اے عویمر بیٹھو تا کہ ہم ایک گھڑی کے لئے ایمان دار بنیں۔ ہم بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا پھر فرماتے اے عویمر یہ ایمان کی مجالس ہیں، تیرے ایمان اور تیری مثال تیری قمیض جیسی ہے، تو اسے پہنے ہوتا ہے، تو اسے اتار دیتا ہے، تو اتارے ہوتا ہے پھر پہن لیتا ہے۔ اے عویمر دل ہنڈیا سے بھی زیادہ جلدی پھرنے والا ہے جب وہ جوش مار رہی ہو۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان قمیض کے قائم مقام ہے، کسی وقت اسے تو پہن لیتا ہے اور کسی وقت تو اسے اتار دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت کیا ہے انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی جلد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی نفاق کی جگہ نہیں ہوتی۔ اس پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی ایمان کی جگہ نہیں ہوتی۔

امام ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھتے۔

تو ہی معبود برحق ہے، تو پاک ہے، میں تیری بارگاہ میں گناہوں کی بخشش کا طلب گار ہوں، تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما، مجھے صلاحیت دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر، اپنی بارگاہ خاص سے مجھے رحمت عطا فرما تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 317 (3142) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک دل ہوتا ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے(1)۔

امام طبرانی نے السنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

"اے ہمارے پروردگار بے شک تو جمع کرنے والا ہے سب لوگوں کو اس دن کے لئے نہیں کوئی شبہ جس (کے آنے) میں، بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پھرتا اپنے وعدہ سے۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور وہی (بدبخت) ایندھن ہیں آگ کا"۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت جعفر بن محمد خلدی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جس کی کوئی چیز گم ہو اس نے اس آیت (نویں) کو اس پر پڑھا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اس پر لوٹا دیتا ہے اے میرے مولا اے لوگوں کو ایسے دن جمع کرنے والے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں میرے اور میرے مال کو جمع فرمادے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

"(ان کا طریقہ) مثل طریقہ آل فرعون کے اور ان لوگوں کے تھا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو پس پکڑ لیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آل فرعون کے اعمال کی طرح(2)۔ ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی اٰلِ فِرْعَوْنَ کا معنی نقل کیا ہے ابوالشیخ نے مجاہد سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے اس کا معنی ان کی سنت نقل کیا ہے(3)۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 223 3۔ ایضاً

الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَھُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُـؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

"(اے میرے رسول) فرمادو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ بے شک تھا تمہارے لئے (عبرت کا) نشان (ان) دوگروہوں میں جو ملے تھے (میدان بدر میں) ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا کافر تھا دیکھ رہے تھے (مسلمان) انہیں اپنے سے دو چند (اپنی) آنکھوں سے اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے یقیناً اس واقعہ (بدر) میں بہت بڑا سبق ہے آنکھ والوں کے لئے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو تکلیف پہنچائی اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو آپ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا کہا اے جماعت یہود اسلام قبول کرلو اس سے پہلے کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ اسی قسم کی مصیبت سے دوچار کرے جیسی مصیبت اس نے قریش کو پہنچائی ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (ﷺ) تجھے یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ نے قریش کی ایک جماعت سے جنگ کی وہ اناڑی تھے اور جنگ کے فن سے آشنا ہی نہ تھے، اللہ کی قسم اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو خوب پہچان لو گے کہ ہم ہی بہادر جنگجو لوگ ہیں اور ہماری مثل لوگوں سے آپ کا واسطہ نہیں پڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم بن عمر سے وہ قتادہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہا اے محمد (ﷺ) آپ کو یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ قریش پر غالب آگئے ہیں اور انہیں آپ نے قتل کر دیا ہے، قریش تو اچھی طرح جنگ نہیں کر سکتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ آیہ میں آیت سے مراد عبرت اور تفکر ہے(3)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں اور اُخْرٰى كَافِرَةٌ سے مراد قریش کی کافر جماعت ہے(4)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کے متعلق سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۴۵، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۶۴، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۷ اور آیت نمبر ۱۲۸، سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۸، سورۂ انعام کی آیت نمبر ۴۷ اور سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲، ۱۳ نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 225 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 226 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 227

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ یہاں لفظ آیت سے مراد عبرت یعنی تمہارے لئے اس میں نصیحت اور سوچ و بچار کا موقع ہے، اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور انہیں فتح سے نوازا مشرکوں کی تعداد نو سو پچاس تھی جب کہ صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ بدر کے روز ظاہر ہوا ہم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ہم سے دوگنا دکھائی دیتے تھے پھر ہم نے انہیں دیکھا تو وہ ہمیں ہماری تعداد سے صرف ایک آدمی زائد محسوس ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْۤ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْۤ اَعْيُنِهِمْ (الانفال: ۴۴) میں یہی مراد ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم بدر کو مومنوں پر جو تخفیف ہوئی تھی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس روز مومن تین سو تیرہ افراد تھے اور مشرک ان سے دوگنا تھے یعنی چھ سو چھبیس۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد کی تو یہ مومنوں پر تخفیف کی صورت تھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی، ان میں سے مہاجر چھہتر تھے۔ یہ جنگ رمضان شریف 17 تاریخ کو ہوئی جب کہ جمعہ کا دن تھا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسائل میں نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا جس کے بارے میں چاہتا ہے اپنی مدد سے انہیں قوی کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

بِرِجَالٍ لَسْتُمْ اَمْثَالَهُمْ اَيَّدُوْا جِبْرِيْلَ نَصْرًا فَنَزَلَ

تم ان لوگوں جیسے نہیں ہو سکتے، انہوں نے جبریل کی مدد کی تو وہ نازل ہوئے۔

**زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾**

"آراستہ کی گئی لوگوں کے لئے ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ سب کچھ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 229 3۔ ایضاً

تو حضرت عمر نے عرض کی یا رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا تو پھر اگلی آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دونوں آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، عرض کی اے ہمارے رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا؟

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے سیار بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی عرض کی اے ہمارے رب اب کیا ہوگا جب کہ تو نے انہیں دلوں میں مزین کر دیا ہے؟

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن ابی حاتم نے اسلم سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبداللہ ارقم کو دیکھا جو حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں خوبصورت منقش برتن لائے۔ حضرت عمر نے فرمایا اے اللہ تو نے اس مال کا ذکر کیا میں نے عرض کیا زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ اور میں نے کہا لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ (الحدید:23) ہم تو طاقت نہیں رکھتے مگر یہ کو جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں۔ اے اللہ ہمیں یوں بنا دے کہ ہم اسے حق میں خرچ کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کس نے اسے مزین کیا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس کی مذمت کرنے والا کوئی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی کہ شیطان نے ان کے لئے اسے مزین کیا۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دنیا کی دو چیزیں میرے لئے محبوب بنادی گئی ہیں عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار اوقیہ ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ سے وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار اوقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار دینار ہے۔

امام ابن جریر نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (5)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 233
2۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 16، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 363، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234
5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رات میں سو آیات پڑھیں تو وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے دو سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں اٹھایا جائے گا، جس نے رات میں پانچ سو سے ایک ہزار تک آیات پڑھیں تو اس کے لئے اجر کا ایک قنطار ہوگا اور قنطار بڑے ٹیلے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بار سو اوقیہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کی ہے (3)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار یا ہزار دینار ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو درہم اور بارہ سو مثقال ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قنطار سے مراد اتنا سونا ہے جو بیل کی کھال میں آجائے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ سے قنطار کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ستر ہزار (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد ستر ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد اسی ہزار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد سو رطل ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ قنطار سے مراد سونے کے سو رطل اور چاندی کے اسی ہزار (7)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا مجھے قناطیر کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا اہل بیت کے ہاں قنطار سے مراد دس ہزار مثقال ہیں۔ جہاں تک بنو حسل کا تعلق ہے ان کے نزدیک قنطار سے مراد اتنا سونا یا چاندی ہے جو بیل کے چمڑے میں آجائے۔ اس نے پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں عرب اسے جانتے ہیں۔ کیا تم نے عدی بن زید کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 236　7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 235

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَكَانُوْا مُلُوْكَ الرُّوْمِ تُجْبٰى اِلَيْهِمْ قَنَاطِيْرُهَا مِنْ بَيْنِ قَلِّ وَ زَائِلٍ

روم کے بادشاہ ان کی طرف اپنے خزانے لاتے تھوڑے تھے یا زیادہ۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد پندرہ ہزار مثقال ہے اور مثقال چوبیس ہزار قیراط ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا (1)۔

امام ربیع سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال جو ایک دوسرے پر پڑا ہو۔ سدی سے نقل کیا کہ مقنطرہ سے مراد سونا اور چاندی ہے جس سے دراہم اور دنانیر بنا دیئے گئے ہوں۔

امام ابن جریر نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے ہیں (2) یہی ابن منذر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے موٹے گھوڑے ہیں پھر یہ آیت پڑھی شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد موٹے خوبصورت گھوڑے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تسویم سے مراد ان کا حسن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو پنج کلیاں ہوں۔

امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ دنیا متاع ہے اور اس کا بہترین سامان صالح عورت ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے پلٹنے کی بہترین جگہ وہ جنت ہے (5)۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 237 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 238 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 239

4۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 10-48/9 (64) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 241

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ﴿۱۶﴾

”(اے میرے رسول) آپ فرمائیے کیا میں بتاؤں تمہیں اس سے بہتر چیز ان کے لئے جو متقی بنے ان کے رب کے ہاں باغات ہیں رواں ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے (متقی) ان میں اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور حاصل ہوگی انہیں خوشنودی اللہ کی اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب یقیناً ہم ایمان لائے تو معاف فرمادے ہمارے لئے ہمارے گناہ اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے“۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے اے اللہ تو نے ہمارے لئے دنیا کو مزین فرمایا اور ہمیں یہ بتایا کہ آخرت اس سے بہتر ہے، ہمارا حصہ اس میں رکھ جو بہترین اور باقی رہنے والی ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

”(یہ مصیبتوں میں) صبر کرنے والے ہیں اور (ہر حالت میں) سچ بولنے والے ہیں اور (عبادت میں) عاجزی کرنے والے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی مانگنے والے ہیں سحری کے وقت“۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ صابرین سے مراد ایسی قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرے اور اپنی محارم پر صبر کرے۔ صادقین سے مراد ایسی قوم ہے جس کی نیتیں سچی ہیں ان کے دل اور زبانیں مستقیم ہیں، وہ مخفی اور ظاہر دونوں حالتوں میں سچ بولنے والی ہے۔ قَانِتُوْنَ سے مراد اطاعت شعار ہیں۔ مُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد نمازی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ ساری رات عبادت کرتے۔ پھر حضرت نافع سے فرماتے کیا صبح ہوگئی ہے؟ وہ جواب دیتے نہیں۔ تو آپ پھر نماز پڑھنا شروع کردیتے۔ جب وہ کہتے ہاں صبح ہوگئی ہے تو آپ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار اور دعا کرتے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیا کہ ہم سحری کے وقت ستر دفعہ استغفار کریں (1)۔

امام ابن جریر نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ جس نے رات کو نماز پڑھی پھر رات کے آخری حصہ میں ستر دفعہ استغفار کہی تو وہ استغفار کرنے والوں میں سے لکھ لیا جاتا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے زہد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کون سی رات افضل ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا اے داؤد میں اور تم کچھ نہیں جانتے مگر عرش سحری کے وقت جھومنے لگتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۸ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَ مَا
اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ
وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ
اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ
الْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰

''شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا حکمت والا ہے۔ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور نہیں جھگڑا کیا جن کو دی گئی تھی کتاب مگر بعد اس کے کہ آ گیا تھا ان کے پاس صحیح علم (اور یہ جھگڑا) باہمی حسد کی وجہ سے تھا اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیتوں کا تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر اگر (اب بھی) جھگڑا کریں آپ سے تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے جھکا دیا ہے اپنا سر اللہ کے سامنے اور جنہوں نے میری پیروی کی اور کہیے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھوں سے کہ کیا تم اسلام لائے؟ پس اگر وہ اسلام لے آئیں تب تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیں تو اتنا ہی آپ کے ذمہ تھا کہ آپ پیغام پہنچا دیں (جو آپ نے پہنچا دیا) اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے (اپنے) بندوں کو''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245 2۔ ایضاً

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابومنصور شحامی نے اربعین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ آل عمران کی دو آیات شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ آیات کہتی ہیں اے ہمارے رب تو ہمیں زمین اور اپنے نافرمان کی طرف نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا وہ جیسا بھی ہو جنت میں اس کا ٹھکانہ بناؤں گا، اسے فردوس میں جگہ دوں گا، ہر روز ستر دفعہ اس کی طرف نظر رحمت کروں گا، ہر روز ستر حاجتیں پوری کروں گا، ان میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہوگی اور ہر دشمن سے اسے محفوظ رکھوں گا اور اس کے خلاف اس کی مدد کروں گا۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی آیات شَهِدَ اللّٰهُ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ نازل ہوئیں تو عرش کے ساتھ چمٹ گئیں۔ عرض کیا تو نے ہمیں ایسی قوم کی طرف نازل کیا ہے جو تیری نافرمانیاں کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا میری عزت، جلال اور مکان کی رفعت کی قسم جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا اس کا عمل جیسا بھی ہو میں اس کے گناہ بخش دوں گا، اسے جنت الفردوس میں رہائش دوں گا، اس کی طرف ہر روز ستر دفعہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر ضرورتیں پوری کروں گا جن میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہے۔

امام احمد، طبرانی اور ابن سنی نے عمل یوم ولیلہ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ عرفہ میں تشریف فرما تھے، آپ شَهِدَ اللّٰهُ والی آیت تلاوت فرما رہے تھے، فرمایا اے میرے رب میں اس پر شہادت دیتا ہوں (1) طبرانی کے الفاظ میں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے تو عزیز و حکیم ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نیز آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن نجار نے حضرت غالب قطان سے راویت کیا ہے کہ میں تجارت کی غرض سے کوفہ آیا میں اعمش کے ہاں ٹھہرا جب رات ہوگئی تو میں نے ارادہ کیا کہ نیچے اتروں تو حضرت اعمش اٹھے اور تہجد کی نماز ادا کی آپ تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے شَهِدَ اللّٰهُ تو عرض کی اللہ تعالیٰ نے جس کی گواہی دی، میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں اور اس شہادت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ودیعت رکھتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری طرف سے ودیعت ہے۔ آپ نے کلمات بار بار دھرائے۔ میں نے دل میں کہا آپ نے ان آیات کے بارے میں کوئی خصوصی بات سن رکھی ہے تو میں نے آپ سے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا مجھے ابووائل نے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ان آیات کو پڑھنے والا لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندے نے مجھ سے وعدہ لیا تھا پس میں وعدہ پورا کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں،

---

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 166، مطبوعہ دار صادر بیروت

میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔

امام ابوشیخ نے العظمۃ میں حضرت حمزہ زیات سے نقل کیا ہے کہ میں ایک روز کوفہ جانے کے ارادے سے نکلا، میں ایک کھنڈر تک پہنچا، اس میں داخل ہوگیا، میں اس میں تھا کہ دو جن میرے پاس آئے، ایک نے دوسرے سے کہا یہ حمزہ بن حبیب زیات ہے جو لوگوں کو کوفہ میں پڑھاتا ہے، دوسرے نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے، اللہ کی قسم میں اسے ضرور قتل کروں گا، پہلے نے کہا اسے چھوڑ دو بے چارہ مسکین ہے اور مسکین کی زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے نے کہا میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ جب اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا میں نے پڑھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ اور کہا میں اس پر گواہ ہوں تو اس نے ساتھی سے کہا اب تو صبح تک نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی حفاظت کرو۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ کی جگہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنْ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ کا معنی ہے اے ہمارے رب عدل قائم فرما۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قسط کا معنی عدل ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود، فرشتوں اور لوگوں میں سے علماء نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے(1)۔

امام محمد بن جعفر بن زبیر نے نقل کیا ہے کہ نصاریٰ نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور علماء نے اس کے برعکس گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اسلام سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام حق لاتے ہیں اس کا اقرار کرنا ہے، اسلام وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا، اس کے ساتھ رسولوں کو مبعوث کیا، اولیاء نے اس کی طرف لوگوں کی راہنمائی کی، اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں فرمائے گا اور اس پر جزائے خیر دے گا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ہر رسول کو اسلام کے ساتھ ہی مبعوث کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بیت اللہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے، ہر قبیلہ کا ایک یا دو بت تھے تو اللہ تعالیٰ نے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نازل فرمائی تو صبح کے وقت سارے بت کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہوگئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 246 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 249

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًاۢ بَيۡنَهُمۡ میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کی حکمرانی اور سلطنت کی طلب کے بعد ہی وہ گمراہ ہوئے، انہوں نے دنیا کے لالچ میں ایک دوسرے کو قتل کیا جب کہ وہ علماء تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے بنی اسرائیل کے ستر علماء کو بلایا، آپ نے انہیں تورات امانت کے طور پر دی اور ان علماء کو اس پر امین بنایا، ہر عالم کو ایک حصہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع بن نون کو اپنا نائب بنایا۔ جب پہلا دوسرا اور تیسرا قرن (صدی یا چالیس، چالیس سال) گزر گیا تو یہودیوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ یہ وہی علماء تھے جو ان ستر علماء کی اولاد تھے یہاں تک کہ انہوں نے خون بہائے اور ان میں فتنہ وفساد پیدا ہو گیا۔ یہ سب کچھ ان کی طرف سے ہوا جنہیں علم دیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی سبب دنیا کی محبت، اس کی بادشاہی، خزانوں اور زیب وزینت کی طلب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں ان پر جابر لوگوں کو مسلط کر دیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ سے مراد نصاریٰ ہیں اور اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ سے مراد ہے کہ انہیں یہ علم عطا کر دیا گیا تھا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے، کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ سے یہودی اور نصرانی جھگڑا کریں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ سے مراد یہود ونصاریٰ آپ سے جھگڑا کریں انہوں نے کہا تھا دین تو یہودیت اور نصرانیت ہے تو اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا دیا ہے۔

امام ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اگر وہ خَلَقۡنَا، فَعَلۡنَا، جَعَلۡنَا اور اَمَرۡنَا کے قول سے باطل استدلال کریں تو آپ کہیں اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِىَ لِلّٰهِ کیونکہ ان کا شبہ باطل ہے اور وہ حق کو خوب پہچانتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنِ اتَّبَعَنِ کے بارے نقل کیا ہے کہ جو آپ کی اتباع کرتے ہیں انہیں بھی آپ کی طرح ہی قول کرنا چاہیے۔

امام حاکم نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میں اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام کے ساتھ۔ میں نے پوچھا اس کی نشانی کیا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 250 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 251 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا اسلام کی نشانی یہ ہے کہ تو کہے میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا پھر تو ہر چیز سے الگ تھلگ ہو جائے، تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، یہ دونوں آپس میں بھائی بھائی ہیں، یہ آپس میں مددگار ہیں، جس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد شرک کیا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی عمل قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف آ جائے، میرا یہ کام نہیں کہ میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچاؤں، خبردار میرا رب مجھے بلانے والا ہے اور مجھ سے پوچھنے والا ہے کیا تو نے میرے بندوں تک پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ میں عرض کرنے والا ہوں اے میرے رب میں نے انہیں تیرا پیغام حق پہنچا دیا ہے پس تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں تک پیغام حق پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ پھر تمہیں اس حال میں لایا جائے گا کہ تمہارے منہ کو فدام سے بند کر دیئے گئے ہوں گے، سب سے پہلے تمہارے بارے جو چیز بیان کرے گی وہ ران اور ہتھیلی ہوگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارا دین ہے؟ فرمایا یہ تمہارا دین ہے جب تو اس پر اچھی طرح عمل کرے گا یہ تیرے لئے کافی ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہود ونصاری ہیں اور امیین سے مراد جو نہیں لکھتے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا سے مراد یہ ہے کہ جس نے صدق دل سے ایمان کو قبول کیا وہ ہدایت پا گیا اور اگر انہوں نے ایمان سے اعراض کیا تو آپ پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

"بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل وانصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انہیں دردناک عذاب کی۔ یہ ہیں وہ (بدنصیب) اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن لوگوں کو ہوگا؟ فرمایا اس آدمی کو جس نے نبی کو قتل کیا یا اس آدمی کو جس نے برائی کا حکم دیا اور نیکی سے منع کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَيَقْتُلُوْنَ سے ان آیات کی تلاوت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو عبیدہ بنی اسرائیل نے دن کے پہلے پہر ایک ہی وقت میں تینتالیس انبیاء کو قتل کیا، بنی اسرائیل میں سے ایک سو ستر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 252

WWW.NAFSEISLAM.COM

آدمی اٹھے، انہوں نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو بنی اسرائیل نے پچھلے پہر ان سب کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کا یہاں ذکر کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے من عاش بعد الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے بھیجا، آپ بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے، بادشاہ کو اپنی بھتیجی بڑی خوبصورت لگتی تھی، بادشاہ نے اس لڑکی کا ارادہ کر لیا ہر روز اس کی کوئی نہ کوئی خواہش پوری کرنے لگا۔ اس لڑکی کی والدہ نے لڑکی سے کہا اگر اب بادشاہ تجھ سے کسی کام کے بارے میں پوچھے تو کہنا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دے۔ بادشاہ نے پوچھا کوئی کام؟ تو لڑکی نے کہا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دے۔ بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کام کہو تو لڑکی نے کہا میں تجھ سے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کہوں گی۔ جب لڑکی نے کوئی اور سوال کرنے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم دے دیا تو آپ کو ایک ہاتھ دھونے والے برتن میں ذبح کر دیا گیا۔ آپ کے خون کا ایک قطرہ جلدی سے نکلا وہ لگاتار جوش مارتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو بھیجا۔ ایک بڑھیا نے بخت نصر کی اس پر راہنمائی کی تو بخت نصر نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ لگاتار قتل عام کرتا رہے گا یہاں تک خون جوش مارنا چھوڑ دے گا تو اس نے ایک دن میں ایک ہی وار سے اور ایک ہی برچھے سے ستر ہزار آدمی قتل کر دیئے تو وہ خون ساکن ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے معقل بن ابی مسکین سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وحی بنی اسرائیل کے لئے آتی تو انبیاء اپنی قوم کو نصیحت کرتے کوئی کتاب لے کر آتا تو بنی اسرائیل اسے قتل کر دیتے کچھ لوگ ان انبیاء کی اتباع کرتے ان کی تصدیق کرتے اور اپنی قوم کو نصیحت کرتے یہ وہ لوگ ہوتے جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اہل کتاب ہیں، انبیاء کے پیروکار انہیں برے اعمال سے روکتے اور اچھی باتوں کی نصیحت کرتے تو بنی اسرائیل انہیں قتل کر دیتے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے دور میں لوگوں پر قحط آ گیا بادشاہ نے کہا وہ ہم پر بارش برسائے ورنہ ہم اسے اذیت دیں گے اس کے ہم نشینوں نے اسے کہا تو اللہ تعالیٰ کو کیسے اذیت دے گا یا اس پر ناراضگی کا اظہار کرے گا جب کہ وہ تو آسمانوں میں ہے۔ تو بادشاہ نے کہا میں زمین میں اس کے دوستوں کو قتل کر دوں گا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف کا باعث ہو گی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل کر دی۔

امام ابن عساکر نے زید بن اسلم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 254 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 253 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اَلِیْمٍ فرمایا یہاں الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد عدل کرنے والے ہیں جیسے حضرت عثمان اور ان جیسے لوگ۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَقَاتَلُوْا لُقِسْطِ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۟ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

"کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا کچھ حصہ کتاب کا (جب) بلائے جاتے ہیں کتاب الٰہی کی طرف تاکہ تصفیہ کر دے ان کے باہمی جھگڑوں کا تو پیٹھ پھیر لیتا ہے ایک گروہ ان میں سے درآنحالیکہ وہ روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس (بیباکی) کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ بالکل نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ مگر چند دن گنے ہوئے اور فریب میں مبتلا رکھا انہیں ان کے دین کے معاملہ میں ان باتوں نے جو وہ خود گھڑا کرتے تھے سو کیا حال ہو گیا (ان کا) جب ہم جمع کریں گے انہیں اس روز جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور پورا پورا بدلہ دیا جائیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام ابن جریر، ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں پیغام حق کی دعوت دی تو نعمان بن عمرو اور حرث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد ﷺ آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہوں۔ دونوں کہنے لگے حضرت ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تورات کی طرف آؤ، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ تو دونوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے 24,23 نمبر آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ سے مراد یہودی ہیں جن کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دی گئی تاکہ کتاب ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور اللہ کے اس نبی کی طرف دعوت دی گئی جس کی صفات وہ اپنی کتاب تورات میں پاتے تھے۔ پھر انہوں نے رخ پھیر لیا جب کہ وہ اعراض کرنے والے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف دعوت دی جاتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تھی تا کہ کتاب ان کے درمیان اور حدود میں حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔ حضور ﷺ انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے تو وہ اس سے اعراض کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے نصیبًا کا معنی حصہ نقل کیا ہے اور کتاب سے مراد تورات ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کی باتوں نے انہیں اس بات سے دھوکے میں ڈالا تھا کہ ہمیں گنتی کے چند روز ہی آگ چھوئے گی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وُفِّيَتْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہر نیک اور بد نفس نے مرنا ہے اور انہوں نے اچھا یا برا جو عمل کیا ہوگا اسکے بارے میں ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

"(اے حبیب یوں) عرض کرو اے اللہ اے مالک سب ملکوں کے تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات (کا حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے تو دن (کا حصہ) رات میں اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رب العالمین سے سوال کیا کہ فارس اور روم کے ملک آپ کی امت کو عطا کر دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلِ اللّٰهُمَّ الخ والی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 256 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 257 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 260

WWW.NAFSEISLAM.COM

عرض کی اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الاسراء:80) آپ نے اپنے رب سے ان کلمات کے ساتھ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما دیا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ اسم اعظم جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے وہ آل عمران کی اس آیت میں ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الدعا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں قرض کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو قرض ادا کرنا پسند کرتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ ساتھ ہی یہ کلمات کہ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَاتَشَاءُ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم تو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے روک لیتا ہے، میرا قرض ادا فرما۔ اگر تجھ پر زمین بھر سونا بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز انہیں نہ پایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ چکے تو حضرت معاذ کے پاس آئے، فرمایا اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز میں نہیں دیکھا؟ عرض کی ایک یہودی کا میں نے ایک اوقیہ سونا قرض دینا ہے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے اسے ادا کر دے گا، اے معاذ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو، یہ آیت پڑھی اور ان کلمات کا اضافہ کیا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَ تَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ تَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم ان میں سے جو جسے چاہتا عطا فرماتا ہے اور ان میں سے جو جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے غیر کی رحمت سے غنی کر دے، مجھے فقر سے غنی کر دے۔ میری طرف سے قرض ادا فرما

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 172 (12792)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

WWW.NAFSEISLAM.COM

دے، اپنی عبادت اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کے ساتھ مجھے موت عطا کر۔

امام طبرانی نے صغیر میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسی دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو، اگر احد پہاڑ کے برابر تم پر دین ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا، اے معاذ یوں دعا کیا کرو پھر مذکورہ الفاظ ذکر فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الملك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے مراد اے بندوں کے رب جو مالک ہے ان کے بارے میں تیرے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرتا تو تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ یہ سب کچھ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے کسی اور کے قبضۂ قدرت میں نہیں۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تیرے سوا کوئی اس پر قادر نہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ موسم سرما سے موسم گرما اور موسم گرما سے موسم سرما نکالتا ہے۔ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ سے مراد زندہ انسان مردہ نطفہ سے نکالتا ہے اور تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ سے مراد زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد موسم سرما کی طویل راتوں میں دونوں کو چھوٹا کرنا اور موسم گرما کے لمبے دنوں میں راتوں کو چھوٹا کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رات میں سے جو کم کرتا ہے اسے دن میں بڑھا دیتا ہے اور دن میں جو کم کرتا ہے اسے رات میں داخل کر دیتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ رات پندرہ گھنٹوں اور دن نو گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ دن پندرہ گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹوں کی ہو جاتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے دن اور رات دوسرے سے حصہ لیتا ہے۔

عبد بن حمید نے ضحاک سے نقل کیا ہے دن رات سے حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ دن لمبا ہو جاتا ہے اور رات دن سے حصہ لیتی ہے یہاں تک کہ رات دن سے لمبی ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ سے مراد ہے کہ زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے پھر نطفہ سے زندہ انسان نکالتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ زندہ لوگ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61-260 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 261 | 3۔ ایضاً

نطفوں سے نکالتا ہے اور نطفے مردہ ہیں، انہیں زندہ لوگوں سے نکالتا ہے، جانوروں اور نباتات کی بھی یہی حالت ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو انڈے کو زندہ سے نکالتا ہے جب کہ انڈہ مردہ ہوتا ہے پھر اس سے زندہ جانور نکالتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو گٹھلی سے کھجور کا درخت اور کھجور کے درخت سے گٹھلی نکالتا ہے، سٹے سے دانا اور دانے سے سٹہ نکالتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے اور ابوشیخ نے حضرت ابو مالک سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کافر سے مومن اور مومن سے کافر نکالتا ہے مومن اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ ہے جس کا دل زندہ ہے اور کافر ایسا بندہ ہے جس کا دل مردہ ہے (4)۔

امام سعد بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دنوں تک خمیر دیا پھر اس میں اپنا ہاتھ رکھا تو اس مٹی پر ہر اچھی اور ہر خبیث چیز اوپر اٹھ آئی پھر اسے اس کے ساتھ ملا دیا پھر اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ اس وجہ سے فرمایا کہ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے (5)۔

امام ابن مردویہ نے ابو عثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آپ کی اولاد نکالی، دائیں ہاتھ کی مٹھی بھری، فرمایا یہ جنتی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں، بائیں ہاتھ میں ایک مٹھی بھری اس میں تمام ناکارہ لوگ آگئے، فرمایا یہ سب جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے بعض کو بعض سے ملا دیا۔ پس کافر کو مومن سے نکالتا ہے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے۔ اس آیت کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوعثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تو مومن کو کافر اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے زہری کے واسطہ سے اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ خالدہ بنت اسود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کی گئی خالدہ بنت اسود ہے۔ فرمایا پاک ہے وہ ذات جو مردہ کو زندہ سے نکالتی ہے وہ ایک نیک عورت تھی اس کا والد کافر تھا (6)۔

ابن منذر نے ابوسلمہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت میں لفظ میت کو مخفف پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے یحییٰ بن وثاب سے نقل کیا ہے کہ آپ اسے اور سورۂ فاطر کی آیت نمبر 9 میں لفظ میت کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 264 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 265

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کی تفسیر میں بیان کیا ہے وہ اس طرح حساب سے نہیں نکالتا کہ اسے اپنے پاس کمی کا خوف ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کا معنی نقل کیا ہے کہ بہت زیادہ۔ امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے تُوْلِجُ الَّيْلَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس قدرت کے ساتھ جس کے حق میں چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس سے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں ہوتا اور تو ہی یہ کرتا ہے یعنی اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض چیزوں جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مریضوں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرندہ بنانا، غیب کی خبریں دینا پر اختیار اور حاکمیت دی ہے تا کہ تمہارے لئے انہیں معجزہ بنادے اور اس نبوت کی تصدیق بنادے جس کے ساتھ میں نے انہیں مبعوث کیا ہے۔ جہاں تک میری قدرت کا تعلق ہے میں نے اسے یہ طاقت عطا نہیں کی نبوت کے ساتھ ملکوں کا مالک بنانا یا نبوت کو جہاں چاہوں رکھنا، رات کو دن میں داخل کرنا، دن کو رات میں داخل کرنا، زندہ کو مردہ سے نکالنا اور مردہ کو زندہ سے نکالنا اور فاسق و نیک جس کو چاہوں اسے رزق دینا، اس پر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اختیار نہیں دیا اور نہ ہی اس چیز کا مالک بنایا ہے کیا ان کے لئے اس میں کوئی عبرت نہیں، اگر وہ اللہ ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں۔ جب کہ ان نصاریٰ کے علم میں ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگتے تھے اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے (1)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

''نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام پس نہ رہا (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے (یعنی غضب سے) اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو، کعب بن اشرف، ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید کا حلیف تھا ان لوگوں نے انصار میں سے چند آدمیوں کے ساتھ خفیہ دوستانہ بنا رکھا تھا ان لوگوں کا مقصود یہ تھا کہ انہیں دین اسلام سے برگشتہ کر دیں۔ حضرت رفاعہ بن منذر، عبداللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ نے اس جماعت سے کہا یہودیوں کی اس جماعت سے اجتناب کیا کرو ان کے ساتھ خفیہ دوستی کرنے سے محتاط رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں تو ان انصاریوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی بات ماننے سے انکار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان دو آیات (۲۸، ۲۹) کو نازل فرمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 266 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 267

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ وہ کنار کے ساتھ نرمی اور شفقت کریں اور مومنوں کو چھوڑ کر انہیں دوست بنائیں، ہاں یہ صورت ہو کہ کفار تم پر غالب ہوں ان کے لئے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں ان کی مخالفت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس طرح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جاتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زبان سے تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کو ایسی گفتگو کرنے پر مجبور کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے زبان سے وہ بات کر دیتا ہے جب کہ اس کا دل مطمئن ہوتا ہے۔ یہ اسے کچھ نقصان نہیں دیتا کیونکہ تقیہ تو زبان کے ذریعے ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے سنن میں عطاء کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تُقٰىةً کا معنی ہے زبان سے گفتگو کرنا جب کہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ اپنا ہاتھ نہ پھیلائے مبادا کہ اسے قتل کر دیا جائے اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے کیونکہ اس کے لئے کوئی عذر نہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مگر تم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور حسن خلق سے پیش آؤ (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تقیہ زبان سے ہوتا ہے دل سے نہیں ہوتا (6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے تو تو اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے (7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو رجاء سے نقل کیا ہے کہ وہ تَتَّقُوۡا کو یَتَّقُوۡا پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو بکر بن عیاش سے انہوں نے حضرت عاصم سے نقل کیا ہے کہ وہ تقیہ کو تقاۃ پڑھتے۔

قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِكُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡهُ یَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾ یَوۡمَ تَجِدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 268 3۔ ایضاً

4۔ متدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3149) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 268

6۔ ایضاً۔ 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 269

WWW.NAFSEISLAM.COM

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

''فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن موجود پائے گا ہر نفس جو کی تھی اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کی تھی اس نے برائی تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان اور اس دن کے درمیان (حائل ہوتی) مدت دراز اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے (عذاب) سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ وہ جس بات کو راز دارانہ کریں گے یا اعلانیہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مُّحْضَرًا کا معنی موفو ہے یعنی وافر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ایک کو یہ بات پسند ہوگی کہ وہ اپنے عمل سے کبھی ملاقات نہ کرے کیونکہ یہ ملاقات اس کے لئے موت ہے۔ جہاں تک دنیا کا معاملہ ہے اس میں وہ گناہ سے لذت حاصل کرتا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَمَدًۢا بَعِيْدًا سے مراد دور جگہ ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہما اللہ سے امد کا معنی اجل بیان کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی پکڑ سے خبردار کرتا ہے (5)۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

''(اے محبوب) آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 270
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 271
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 272

WWW.NAFSEISLAM.COM

محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو''۔

امام ابن جریر نے بکر بن اسوف کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے یہ کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کو اپنی محبت کی نشانی بنایا اور جو آپ کی مخالفت کرے اس کے لئے عذاب مقدر کیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو عبیدہ ناجی کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مختلف جماعتوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عباد بن منصور کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے قول کی تصدیق ان کے عمل سے ہو تو یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ان کے قول کی تصدیق ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو ان کا امتحان لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں وہ کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرار دیا گیا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بات اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور تم اس کی تعظیم بجالاتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا، اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے (4)۔

امام علامہ اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش نفس اس پیغام حق کے تابع نہ ہوگی جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو نیکی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 272 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقویٰ میں میری اتباع کرو، تواضع اختیار کرو اور نفس کو مطیع بناؤ۔

امام حکیم ترمذی، ابونعیم، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔

ابن عساکر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی الفاظ تقدیم وتاخیر کے ساتھ نقل کیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شرک تاریک رات میں صفا پہاڑی پر چیونٹی کے حرکت کرنے سے بھی زیادہ خفیف ہے۔ شرک کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ معمولی سا ظلم بھی پسند کرے اور عدل پر بغض کرے۔ دین تو صرف اللہ کے لئے محبت اور اس کے لئے ناراضگی میں ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حوشب کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کی نشانی حضور ﷺ کی سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے حضور ﷺ کے فرمان اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی وضاحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ تمہیں اپنے قریب کر لے گا۔ محبت سے مراد قرب ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی انہیں اپنے قریب نہیں کرتا۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ فرماؤ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت کریں کیونکہ وہ پہلے ہی حضور ﷺ کو خوب پہچانتے تھے۔ یہاں ان لوگوں سے مراد نجران کا وفد ہے اور وہ اپنی کتابوں میں آپ کے اوصاف پاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے بھی واپس چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو رافع سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور اس کے پاس میرا حکم پہنچے جس کا مجھے حکم دیا گیا یا اس سے منع کیا گیا ہو تو وہ کہے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو صرف اسی پر عمل کریں گے جو ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں (3)۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3148)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 190 (368)

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَضَعَتْهَاۤ اُنْثٰىؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰىۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝۳۶

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم (علیہم السلام) کے گھرانے کو اور عمران کے گھرانے کو سارے جہان والوں پر۔ یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب عرض کی عمران کی بیوی نے اے میرے رب! میں نذر مانتی ہوں تیرے لئے جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرمالے (یہ نذرانہ) مجھ سے، بے شک تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا اسے (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور نہیں تھا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) مانند اس لڑکی کے اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آل ابراہیم کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد میں سے مومن ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو صالح گھرانوں اور دو صالح افراد کا ذکر کیا ہے جن کو جہانوں پر فضیلت دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم سے تعلق رکھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا فرما کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی، یہ انبیاء، اتقیا اور اپنے رب کی اطاعت کرنے والے ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ نیت، عمل، اخلاص اور توحید میں ایک دوسرے سے ہیں (4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٹھو لوگوں کو خطبہ دو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ خطبہ دوں اور آپ میرے سامنے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ایسی جگہ بیٹھ گئے جہاں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن رہے تھے مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی گفتگو کی پھر نیچے اترے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے انہیں الفاظ کو پڑھا ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝۳۴۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عسا کر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے لوگوں میں سے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کو پسند فرمایا اور آل عمران کو بھی نبوت و رسالت کے لئے جہان والوں پر منتخب فرمایا، اس طرح ان میں سے بعض بعض کی ذریت ہیں۔ یہ سب حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں۔ فرمایا یاد کرو اس وقت جب عمران کی بیوی نے کہا۔ عمران ماتان کے بیٹے تھے۔ اس عورت کا نام حسنہ بنت فاقوذ تھا۔ یہی حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ انہوں نے التجا کی اے میرے رب میرے پیٹ میں جو ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا ہے، وہ آزاد ہے۔ اس التجاء کی وجہ یہ بنی کہ حضرت مریم کی والدہ سن ایاس کو پہنچ چکی تھی۔ ایک روز جب وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک مادہ پرندے کو دیکھا جو بچے کو خوراک دے رہی تھی، ان کے دل میں بھی اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی بچہ عطا فرمائے۔ انہیں اس وقت حیض آیا۔ جب یہ حیض سے پاک ہوئیں تو ان کے خاوند نے ان سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ جب اسے بچے کی ولادت کے عمل کا یقین ہو گیا تو اس نے دعا کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات عطا فرمائی اور میں نے بچہ جن دیا تو میں اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دوں گی۔ بنو ماثان حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے اور بنی اسرائیل کے حاکم تھے۔ محرر اسے کہتے ہیں جو دنیا کا کوئی کام نہیں کرتا تھا اور نہ ہی شادی کرتا وہ اپنی آخرت کو بہتر بنانے میں ہی مشغول رہتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور کنیسہ کی خدمت کرتا اس زمانہ میں صرف لڑکوں کو ہی اس کام کے لئے مختص کیا جاتا تھا۔ حضرت مریم کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ انبیاء کی جنس میں سے محرر ہوتے ہیں اور ہمارا خاندان تو بادشاہوں کا خاندان ہے، انبیاء کا خاندان تو نہیں جب کہ میں نے تو اپنے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے نذر کر دیا ہے تو اس کے خاوند نے کہا اگر تیرے پیٹ میں بچی ہوئی تو پھر کیا کرو گی۔ یہ بات سن کر حضرت مریم کی والدہ غمگین ہو گئیں تو اس موقع پر اس نے یہ دعا کی اے میرے رب میں نے اسے تیرے لئے نذر مانا ہے جو میرے پیٹ میں ہے پس اسے قبول کر لے، بے شک تو سمیع و علیم ہے۔

جب اس نے بچے کو جنا تو عرض کی اے میرے رب میں نے تو اسے مؤنث جنا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا وہ مذکر جو اس کے دل میں تھا۔ اس مؤنث کے مقام و مرتبہ کا حامل نہیں جو اس نے جنی ہے۔ پھر عرض کی میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کا یہی نام تھا۔ میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان ملعون کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ شیطان اس بچی اور اس کی اولاد (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے قریب نہ گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شیطان ہر بچے کو اپنی انگلی سے کچوکہ لگاتا ہے جس وجہ سے بچہ روتا ہے مگر حضرت مریم اور اس کے بیٹے تک شیطان نہ پہنچ سکا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب حضرت مریم کی والدہ نے بچی جنی تو اسے ڈر ہوا کہ بچی تو کنیسہ کی خدمت کے لئے قبول نہ کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت مریم کو کپڑے میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

لپیٹا اور بیت المقدس میں قراء کے پاس چھوڑ آئیں۔ قاریوں نے اس کی خدمت کے بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اسے پرورش میں لے کیونکہ یہ ان کے امام کی بیٹی تھی۔ قاریوں کے امام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا جو علماء کے سردار تھے میں اسے اپنی گود میں لوں گا کیونکہ میں اس خدمت کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس کی خالہ میری بیوی ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ قاریوں نے کہا کیا اس صورت میں بھی جب کہ قوم (قراء) میں کوئی ایسا بھی ہو جو اس کا زیادہ ضرورت مند ہو، اگر اسے زیادہ حق دار کے لئے چھوڑا جاتا تو اسے اس کے باپ کے لئے چھوڑا جاتا۔ لیکن یہ تو آزاد ہے ہم قرعہ اندازی کریں گے جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ وہ قاری جن قلموں سے وحی لکھتے تھے ان سے تین دفعہ قرعہ ڈالا کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کے نام قرعہ نکلا۔

ان کے قلموں کے قرعہ کا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی قلمیں ایک جگہ جمع کیں پھر انہیں ڈھانپ دیا پھر ایک لڑکا جو ابھی تک بالغ نہیں ہوا تھا اور بیت المقدس کی خدمت کرتا تھا اسے کہا اپنا ہاتھ اس میں داخل کرو اور ان قلموں میں سے ایک قلم نکالو اس نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اس سے نکالا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم اس طریقہ پر راضی نہیں بلکہ ہم اپنی قلمیں پانی میں ڈالیں گے جس کا قلم جاری پانی سے نکلے گا اور اوپر اٹھ آئے گا وہ حضرت مریم کی کفالت کرے گا۔ انہوں نے اپنی قلمیں نہر اردن میں ڈال دیں تو چلتے پانی سے حضرت زکریا کا قلم اوپر اٹھ آیا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم تیسری دفعہ قرعہ اندازی کریں گے جس کی قلم پانی کے ساتھ چل پڑے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کی قلم پانی کے ساتھ چلنے لگی اور دوسروں کی قلمیں چلتے پانی سے اوپر اٹھ آئیں۔ اس وقت حضرت زکریا نے انہیں اپنی کفالت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کا معنی ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ پھر فرمایا: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں اس کو اچھی طرح پروان چڑھایا یہاں تک کہ وہ بڑی ہوگئی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے بیت المقدس میں ایک کمرہ بنایا اور دیوار کے درمیان اس کا دروازہ رکھا جس تک بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جا سکتا تھا۔

حضرت مریم کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک دائی اجرت پر حاصل کی۔ جب دو سال پورے ہوگئے تو اس نے دودھ چھوڑ دیا۔ حضرت زکریا حضرت مریم کے کمرے کا دروازہ بند رکھتے جب کہ چابی آپ کے پاس ہی ہوتی۔ آپ کسی کو بھی ان کے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے۔ آپ کی ضروریات کے لئے بھی حضرت زکریا کے علاوہ کوئی بھی کمرے میں نہ آتا یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت مریم کی والدہ کا نام حنہ تھا۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کو جنم دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 648، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

مریم کی والدہ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بچہ کو کنیسہ میں عبادت کے لئے مختص کر دے گی، وہ امید رکھتی تھی کہ وہ مذکر ہوگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ یہ ارادہ رکھتی تھیں کہ وہ عبادت کے لئے ہر کام سے اسے آزاد کر دیں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان مُحَرَّرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے وہ کنیسہ کا خادم ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُحَرَّرًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کے لئے خالص ہوگا، دنیا کا کوئی کام اس کے ساتھ خلط ملط نہ ہوگا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کر دیا تھا، وہ مذکر اولاد کو ہی مختص کرتے تھے۔ جب کسی بچے کو مختص کر دیا جاتا تو وہ بیت المقدس میں ہی رہتا۔ اس کی خدمت کرتا، صفائی کا انتظام کرتا۔ عورت حیض کی وجہ سے یہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتی تھی۔ اسی وجہ سے کہا مذکر مؤنث جیسا نہیں ہو سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مُحَرَّرًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ اور کنیسہ کے لئے آزاد کر دیا ہے اب اس کے اور عبادت کے درمیان کوئی ذمہ داری حائل نہیں ہو سکتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں جب کوئی عورت بچہ جنتی تو ماں اسے دودھ پلاتی جب وہ خدمت کے قابل ہو جاتا تو ماں بچے کو ان کے حوالے کر دیتی جو کتابیں پڑھاتے تو ساتھ ہی کہتی یہ آزاد ہے تمہاری خدمت کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی بوڑھی اور بانجھ تھی جس کا نام حنہ تھا، اس کی اولاد نہ ہوتی تھی، وہ عورتوں پر اولاد کی وجہ سے رشک کرتی تھی۔ اس نے دعا کی اے اللہ مجھ پر بطور شکر نذر ہے، اگر تو مجھے بچہ عطا فرمائے تو میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کروں گی، وہ اس کے خادموں میں سے ہوگا۔ جب اس نے بچی کو جنا تو عرض کی میں نے تو بچی جنی ہے اور مذکر مؤنث کی طرح نہیں کیونکہ عورت کو حیض آتا ہے نیز کسی عورت کو یہ زیب نہیں کہ وہ مردوں کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت مریم کی والدہ حضرت مریم کو لے کر بنی کاہن بن ہارون کے پاس گئی، یہ ان دنوں بیت المقدس کی خدمت کے ذمہ دار تھے۔ حضرت مریم کی والدہ نے کہا یہ نذر وصول کرو۔ میں نے اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے۔ یہ میری بیٹی ہے جب کہ کنیسہ میں تو حیض والی داخل نہیں ہو سکتی جب کہ میں تو اسے واپس نہیں لے جاؤں گی۔ وہاں کے علماء نے کہا یہ ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ عمران انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا نے کہا یہ بچی میرے حوالے کر دو کیونکہ اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ دوسرے علماء نے کہا ہمارے دل اس پر راضی نہیں۔ اس وجہ سے انہوں

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 276 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 277

نے ان قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی جن کے ساتھ وہ تورات لکھتے تھے۔ قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا جس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت مریم کو اپنی کفالت میں لے لیا(1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعۡتُ قرأت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بِمَا وَضَعۡتُ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَضَعۡتُ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں سفیان بن حسین سے ان الفاظ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکایت عرض کیے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتۡ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتۡ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے مس کرتا ہے، شیطان کے چھونے سے وہ چیختا ہے مگر حضرت مریم اور اس کا بیٹا شیطان کے چھونے سے محفوظ رہے۔ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو وَاِنِّیۡۤ اُعِیۡذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر بچے کو شیطان کچوکہ مارتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے مگر عمران کی بیٹی مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہے کیونکہ جب حضرت مریم کی والدہ نے اسے جنا تھا تو اس وقت یہ عرض کیا تھا میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا تو شیطان صرف حجاب میں کچوکہ مار سکا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے دو یا تین دفعہ نچوڑتا ہے مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہر نومولود بچہ چیخا مگر حضرت عیسیٰ بن مریم کیونکہ نہ شیطان اس پر مسلط ہوا اور نہ ہی شیطان نے اسے کچوکہ مارا(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 278 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280 | 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280
4۔ ایضاً۔ | 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

WWW.NAFSEISLAM.COM

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین، ابلیس کے پاس آئے، کہا بتوں نے اپنے سر جھکا لیے ہیں۔ شیطان نے کہا یہ تو بہت بڑا واقعہ ہے، تم یہیں ٹھہرو۔ وہ اڑا اس نے کوئی چیز نہ پائی۔ پھر سمندر کی طرف آیا تو ان میں بھی کوئی چیز نہ پائی۔ پھر اڑا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا کہ ان کی ولادت ہو چکی ہے۔ فرشتوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور کہا آج رات ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے۔ اسے صرف ایک عورت نے جنا ہے، کوئی بچہ بھی نہیں جنا گیا مگر میں اس کے پاس حاضر تھا۔ صرف یہ بچہ ایسا ہے جس کے پاس میں موجود نہیں تھا۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو گئے کہ اس رات کے بعد بتوں کی پوجا کی جائے گی۔ ابلیس نے انہیں کہا انسانوں کے پاس جاؤ اور ان پر جلد بازی اور خفت کے حوالے سے حملہ آور ہو جاؤ (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہیں، ان کے اور شیطان کے درمیان پردہ ڈال دیا گیا، اس کا وار حجاب میں لگا اور ان دونوں تک کوئی چیز نہ پہنچی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں گناہ نہیں کر سکتے تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سمندر پر بھی اسی طرح چلتے تھے۔ جس طرح وہ خشکی پر چلتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین اور اخلاص عطا فرمایا تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی ماں اس سے محفوظ رہے، وہ گناہ پر قادر نہ تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ پر قادر ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے تھے، یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری ماں کو مردود شیطان سے محفوظ رکھا اس کا ہم پر کوئی بس نہیں چلتا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمران کی بیوی نے دعا کرتے ہوئے اگر ذریتھا کے الفاظ نہ کہے ہوتے تو حضرت مریم کی اولاد نہ ہوتی۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

”پھر قبول فرمایا اسے اس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 281 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور نگران بنا دیا اس کا زکریا کو جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں، (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق)؟ مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی ماں سے اس مقصد کے لئے اس کو قبول کیا جو اس کی ماں کا ارادہ تھا کہ وہ کنیسہ کی خدمت کرے اور حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی غذا میں پروان چڑھیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنی حفاظت میں لے لیا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے نیز امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگہداشت میں لیا۔ آپ حضرت مریم کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں انگور پائے جو ایک ٹوکری میں تھے جب کہ انگوروں کا کوئی موسم نہ تھا تو کہا یہ انگور کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اللہ تعالیٰ حساب کے بغیر رزق عطا فرماتا ہے تو اس وقت حضرت زکریا نے کہا وہ ذات جو بغیر موسم کے پھل عطا کرتی ہے وہ مجھے بانجھ بوڑھی عورت سے بچہ بھی دے سکتی ہے، وہاں ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جب آپ کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی تو اس وقت حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے ایک نشانی بنا دے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے کلام نہیں کرے گا تو صحیح سالم ہوگا مگر تیری زبان بول نہ سکے گی (3)۔

امام عبد بن حمید، آدم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کے ساتھ ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی (4)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نیز چند اور صحابہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم ان علماء کے سردار اور امام کی بیٹی تھی۔ اس وجہ سے علماء نے اس کے بارے میں بخل سے کام لیا اور اس بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اس کو اپنی نگرانی میں لے گا اور تعلیم دے گا۔ حضرت زکریا ان دنوں سب سے افضل تھے۔ وہ بھی ان علماء کے ساتھ ہوتے تھے۔ حضرت مریم کی خالہ ان کے عقد میں تھیں۔ جب وہ اس کو لائے تو حضرت زکریا نے فرمایا میں اس کی کفالت کا زیادہ حق رکھتا ہوں، میرے عقد میں اس کی خالہ ہے۔ تمام علماء دریائے اردن کی طرف نکلے۔ انہوں نے اپنی وہ قلمیں اس میں پھینکیں جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ فیصلہ یہ کیا جس کی قلم ٹھہر جائے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا۔ تمام قلمیں بہ گئیں حضرت زکریا کی قلم ٹھہر گئی گویا وہ مٹی میں گڑھی ہوئی ہے تو آپ نے حضرت مریم کو کفالت میں لے لیا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 282
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 286
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنے حجرہ میں رکھ لیا(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کفلھا کو مشدد پڑھا ہے اور زَكَرِيَّا الف ممودہ کے ساتھ منصوب پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک ٹوکرا پایا جس میں بے موسے انگور تھے۔

امام عبد بن حمید نے ابن جریر سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ بے موسے انگور پائے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے ہاں موسم سرما میں موسم گرما کے پھل اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل پائے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں رزق سے مراد علم ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کے ہاں جنت کے پھل پائے اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں پائے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کسی کے پاس کوئی پھل نہ ہوتا تو حضرت مریم کے پاس تازہ پھل ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے انّی کا معنی این کیا ہے کہ کہاں سے پھل آتے ہیں۔

امام ضحاک سے نقل کیا ہے کہ اَنّٰى لَكِ هٰذَا کا معنی یہ ہے کہ کون تیرے پاس یہ پھل لاتا ہے۔

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز کھانا تناول نہ فرمایا، آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے مگر ان کے پاس کوئی چیز نہ پائی۔ پھر آپ فاطمہ کے پاس تشریف لائے، پوچھا اے بیٹی کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جس کو میں کھالوں کیونکہ میں تو بھوکا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لے آئے تو آپ کی ایک پڑوسن نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے یہ کھانا لے لیا اور اسے برتن میں رکھ لیا، کہا میں اس کھانے کے بارے میں اپنے آپ اور گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دوں گی جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب گھر والے سخت بھوکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے ایک چیز عطا فرمائی ہے جسے میں نے آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی وہ پیالہ لے آؤ۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 285 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 287 3۔ ایضاً

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالہ سے پردہ ہٹایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو حیران ہوگئیں اور جان گئیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی برکت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پوچھا اے بیٹی یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ عرض کی اے ابا جان یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سیدہ کی طرح بنایا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں رزق حسن عطا فرماتا اور اس سے پوچھا جاتا کہ یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ تو وہ کہتی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾

"وہیں دعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے، عرض کی اے میرے رب عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی سننے والا ہے دعا کا"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں دیکھے تو کہا وہ ذات پاک جو مریم کے پاس بے موسم پھل لا سکتی ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مجھے اولاد عطا کرے، اسی وجہ سے انہوں نے وہاں یہ دعا کی (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم سرما کے پھل موسم گرما میں اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں دیکھے جو جبرئیل امین لاتے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم سے پوچھا یہ بے موسم پھل تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسے لاتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی خواہش کی اور کہا وہ ذات پاک جو حضرت مریم کے پاس بغیر موسم کے پھل لا سکتی ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ میری بیوی کو تندرست کر دے اور اس سے مجھے اولاد عطا کر دے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب محرم کے تین دن باقی تھے۔ حضرت زکریا اٹھے غسل کیا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری سے التجاء کی۔ عرض کی اے مریم کو موسم سرما میں موسم گرما کے اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل عطا کرنے والے مجھے اپنی بارگاہ سے متقی اولاد عطا کر۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً کا معنی مبارک نقل کیا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 290

بِيَحۡيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ حَصُوۡرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۳۹﴾

''پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اپنی) عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں ملائکہ سے مراد حضرت جبرئیل امین ہیں (1) ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن حماد سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے جب جبرئیل امین نے حضرت زکریا کو آواز دی جب کہ وہ اپنے حجرے میں عبادت کر رہے تھے (2)۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ملائکہ کو مذکر ذکر کرو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓٮِٕكَةَ تَسۡمِيَةَ الۡاُنۡثٰى (النجم: 27) وہ اس آیت میں فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ پڑھتے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ) کو تاء کے ساتھ پڑھا۔ ابن منذر نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن حکیم میں ملائکہ کو مذکر ذکر کرتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ وہ فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ تاء کے ساتھ پڑھتے ان اللہ کو الف کے نصب کے ساتھ اور يُبَشِّرُكَ کے شین کو مشدد پڑھتے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ نماز زمین میں اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں نماز سے بڑھ کر کوئی فضیلت والی چیز ہوتی تو یہ نہ فرماتا: فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓٮِٕكَةُ وَهُوَ قَآٮِٕمٌ يُّصَلِّىۡ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ محراب کا معنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان قربان گاہوں سے بچو یعنی مجالس میں بلند جگہ بیٹھنے سے بچو۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت موسیٰ جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت اس وقت تک بہتر حالت میں رہے گی جب تک وہ اپنی مساجد میں اسی طرح قربان گاہیں نہ بنائے گی جس طرح نصاریٰ نے قربان گاہیں بنائی تھیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا ان محاریب (قربان گاہوں) سے بچو۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبید بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کہا کرتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانی ہے کہ مساجد میں عبادت کے لئے حجرے بنالیے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مساجد میں قربان گاہیں بنالی جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ طاق میں نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاق میں نماز کو مکروہ جانتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مساجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مسجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے یُبَشِّرُ کی شین کو شد دپڑھا ہے۔ اس وقت یہ بشارت سے مشتق ہوگا۔ اس کا معنی بشارت ہوگا جس نے اسے مخفف پڑھا ہے اور باء پر زبر پڑھی اس وقت اس کا معنی سرور ہوگا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے آپ سے بالمشافہ گفتگو کی اور براہ راست حضرت یحییٰ کی بشارت دی(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ حضرت یحییٰ کا نام یحییٰ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے ساتھ زندگی عطا کی(3)۔

امام ابن عدی، دار قطنی نے افراد میں، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر بنایا اور حضرت یحییٰ کو آپ کی ماں کے پیٹ میں مومن بنایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں کلمہ اس لئے نام دیا کیونکہ وہ اللہ کے کلمہ سے پیدا ہوئے(4)۔

امام احمد نے زہد میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا میں اپنے پیٹ میں وہ پاتی ہوں جو اس کے لئے حرکت کرتا ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ حضرت زکریا کی بیوی نے حضرت یحییٰ کو اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو جنم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے انہیں الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلے حضرت یحییٰ ہیں۔ انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 294 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت یحیٰی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے اور وہ حضرت عیسیٰ سے بڑے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں اور ان کی سنت اور راستہ پر چلنے والے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحیٰی کی والدہ حضرت مریم سے کہتی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ یہی ماں کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ کی تصدیق ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں اور حضرت یحیٰی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑے ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یحیٰی کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ سے ملیں جب کہ ان کے پیٹ میں حضرت یحیٰی تھے جب کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کو اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھیں۔ حضرت زکریا کی زوجہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے (4)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سیدا کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حلیم اور متقی ہے (5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہے (6)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سیدا سے کہتے ہیں جس پر غصہ غالب نہ آسکے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مرد فقیہ اور عالم ہے (8)۔

امام احمد نے زہد میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اچھے اخلاق والا اور حصور سے مراد جو عورتوں سے دور رہتا ہو۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حَصُوْرًا سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہ آتا ہو۔

امام احمد نے زہد میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان سے ندا کرنے والے نے ندا کی کہ یحیٰی بن زکریا ان کا سردار ہے جنہیں عورتوں نے جنم دیا ہے اور جورجیس شہداء کا سردار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہیں آتا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 297　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 298　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً　8۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد جو عورتوں کے پاس نہ آئے (1)۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جسے انزال نہ ہوتا ہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے قریب نہیں جاتا۔ ابن منذر کے الفاظ ہیں جو عنین ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جو بندہ بھی اللہ سے ملاقات کرے گا اس کا کوئی نہ کوئی قصور ہوگا مگر حضرت یحییٰ بن زکریا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَسَيِّدًا وَّحَصُوۡرًا ان کی شرم گاہ کپڑے کے پلو کی طرح تھی وہ انگلیوں سے اشارہ کرتے (3)۔

اسے امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے حضرت ابن عمرو سے موقوف روایت نقل کی ہے جب کہ یہ روایت مرفوع سے بھی زیادہ قوی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر انسان اللہ تعالیٰ سے گناہ کی حالت میں ملے گا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے سزا دے گا چاہے گا تو اس پر رحم فرمائے گا مگر یحییٰ بن زکریا کیونکہ وہ سید، حصور اور صالح نبی تھے پھر حضور ﷺ زمین پر پڑے ایک تنکے کی طرف متوجہ ہوئے اسے اٹھایا فرمایا ان کی شرم گاہ اس تنکے جیسی تھی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں پر دنیا اور آخرت میں بددعا کی گئی اور فرشتوں نے اس پر آمین کہی (1) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مذکر پیدا کیا تو اس نے اپنے آپ کو مونث بنایا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کی (2) وہ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے مؤنث بنایا تو اس نے اپنے آپ کو مذکر پیش کیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کی (3) وہ آدمی جو نابینا کو غلط راستے پر لگائے (4) جو مرد حصور بنے اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت یحییٰ کو حصور بنایا ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن صالح سے انہوں نے ایسے راوی سے حدیث نقل کی ہے جس نے حدیث کو مرفوعا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جو حضرت یحییٰ بن زکریا کے بعد خود کوشش سے حصور بنا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حصور سے مراد ایسا مرد ہے جو عورتوں کی

---

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 393، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 301

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 299

4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 204 (7827) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

WWW.NAFSEISLAM.COM

خواہش نہ رکھتا ہو پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا، ایک گٹھلی اٹھائی اور کہا ان کے پاس ایسی ہی شرمگاہ تھی (1)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف ''مسائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حصور کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا جو عورتوں کے پاس نہ جاتا ہو۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی اس چیز کو جانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَحَصُوْرٌ عَنِ الْخَنَا يَامُرُ النَّاسَ بِفِعْلِ الْحِرَابِ وَالتَّشْمِيرِ

وہ فحش گوئی سے بچنے والا ہے وہ لوگوں کو جنگ کرنے اور اس کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۴۱

''زکریا کہنے لگے اے رب! کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا حالانکہ آ لیا ہے مجھے بڑھاپے نے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا بات اسی طرح ہے (جیسی تم نے کہی) لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! مقرر فرمادے میرے لئے کوئی نشانی۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہ بات کر سکو گے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو (اس کی) شام اور صبح''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت زکریا نے ندا کو سنا تو آپ کے پاس شیطان آیا پوچھا اے زکریا جو آواز تم نے سنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں تھی یہ تو شیطان کی جانب سے تھی جو تم سے مذاق کرنا چاہتا تھا اگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی تو آپ پر اسی طرح وحی کی جاتی جس طرح دوسرے معاملات میں تیری طرف وحی کی جاتی ہے تو اس موقع پر انہیں شک گزرا تو کہا میرے ہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس شیطان آیا، اس نے ارادہ کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو مکدر کر دے۔ اس نے پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ کس نے تجھے ندا کی تھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں، میرے رب کے فرشتوں نے ندا کی ہے۔ تو شیطان نے کہا یہ تو شیطان کی جانب سے تھی، اگر یہ ندا تیرے رب کی جانب سے ہوتی تو وہ اپنی ندا کو مخفی رکھتا جس طرح تو نے اپنی ندا کو مخفی رکھا۔ تو اس وجہ سے حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے اللہ میرے لئے کوئی نشانی بنا دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب جبائی سے روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ کی ماں کا نام اشیع تھا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَذٰلِكَ کا معنی ھکذا نقل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب اگر یہ آواز تیری جانب سے ہے تو میرے لئے کوئی نشانی بنادے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے لئے ایک ایسی نشانی بنادے کہ میں یہ محمول کرسکوں کہ یہ آواز تیری جانب سے ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس صورتحال سے بطور سزا گزارا گیا تھا کیونکہ فرشتوں نے براہ راستہ آپ سے گفتگو کی تھی اور حضرت یحییٰ کی بشارت دی تھی۔ حضرت زکریا نے فرشتوں کی گفتگو کے بعد یہ التجاء کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے سے روک دیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان کسی مرض کے بغیر بولنے سے رک گئی تھی۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان تین دن اور تین رات بولنے سے رک گئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان پھول گئی تھی یہاں تک کہ آپ کے منہ کو بھر دیا تھا اور کلام سے روک دیا تھا، تین دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے کے قابل بنادیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اِلَّا رَمْزًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ ہونٹوں سے اشارہ کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا رَمْزًا کی وضاحت میں یہی نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اشارہ کرنا۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ رمز کا معنی یہ ہے کہ وہ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرے اور گفتگو نہ کرے(4)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رمز کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو پکڑ لے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے(5)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف مسائل اور ابن الانباری نے الوقف والا بتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اِلَّا رَمْزًا کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا معنی ہاتھ اور سر سے اشارہ کرنا ہے نافع نے سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

مَا فِي السَّمَاءِ مِنَ الرَّحْمٰنِ مُرْتَمَزٌ ۔۔۔ اِلَّا اِلَيْهِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ وِزْرٍ

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 3، صفحہ 304 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 305
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 306 | 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہے مگر حضرت مریم بتول کے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمار بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ میری امت کی کئی عورتوں پر یوں فضیلت رکھتی ہیں جس طرح حضرت مریم جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں کی سردار حضرت مریم بنت عمران پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت آسیہ زوجہ فرعون ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے مقاتل کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی کہ چار عورتیں اپنے اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ ان میں سے علم کے اعتبار سے سب سے افضل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں (4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بعد جہان بھر کی عورتوں کی سردار ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورتیں اونٹ کے ہودجوں میں سوار ہوئیں ان میں سے بہترین قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے چھوٹے بچوں پر حد درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حد درجہ نگہبانی کرتی ہیں، اگر میں جانتا ہوتا کہ حضرت مریم بنت عمران بھی اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو میں ان پر کسی کو فضیلت نہ دیتا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالی نے ایمان کے اعتبار سے تجھے پاکیزہ بنایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تجھے حیض سے پاک کیا اور تجھے اس زمانے کی عورتوں پر فضیلت دی جس میں وہ رہ رہے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم کنیسہ میں ہی عبادت کرتی رہتی تھیں ان کے ساتھ کنیسہ میں ایک نوجوان تھا جس کا نام یوسف تھا، اس کے والدین نے بھی اس کے بارے میں نذر مانی تھی اور وہ کنیسہ میں عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ یہ دونوں کنیسہ میں ہی رہتے۔ جب حضرت مریم اور یوسف کا پانی ختم ہو جاتا تو دونوں اپنے گھڑے اٹھاتے اور اس جگہ چلے جاتے جہاں سے پانی ملتا وہ گھڑے بھرتے پھر واپس لوٹتے۔ اسی دوران فرشتے حضرت مریم

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 309
2۔ ایضاً
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 107، مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 388 (32272) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 403 (32402)

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ جب حضرت زکریا نے یہ بات سنی تو کہا عمران کی بیٹی کی تو بڑی شان ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ سے مراد یہ ہے کہ لمبا قیام کرو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت مریم کو لمبا قیام کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے قیام کیا یہاں تک ان کے قدموں میں سوجن آگئی۔

ابن جریر نے اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنا قیام کرتی تھیں کہ ان کے قدموں سے پیپ بہہ نکلتی (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنی دیر نماز پڑھتی رہتیں کہ ان کے قدموں میں سوجن آجاتی۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اپنے رب کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو (4)۔

حضرت قتادہ سے تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اپنے رب کی اطاعت کرو ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَارْكَعِيْ وَاسْجُدِيْ فِي السّٰجِدِيْنَ۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ میں تاء سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریم کو جب مسجد میں رکھا گیا تو علماء نے ان کے بارے میں قرعہ اندازی کی جب کہ یہ علماء وحی کی کتابت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت آپ وہاں نہ تھے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پانی میں پھینکیں، وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گئیں جب کہ حضرت زکریا کی قلم اوپر اٹھ آئی پھر حضرت زکریا نے آپ کی کفالت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پھینکیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پانی میں اپنے عصا پھینکے جو پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے جب کہ حضرت زکریا کا عصا پانی کے بہاؤ کے سامنے ٹھہر گیا تو اس طرح قرعہ اندازی میں آپ غالب رہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے انہوں نے وہ قلم پھینکے جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَقْلَامَهُمْ سے مراد پیالے ہیں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 311 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 313 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 314

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی عمر تین سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت عطا فرمائی۔ ایک روز وہ اپنے حجرے میں تھیں کہ فرشتوں نے یعنی جبرئیل امین نے ان سے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کرلیا ہے اور فحش باتوں سے آپ کو پاک کردیا ہے اور آپ کی امت کی عورتوں پر تمہیں فضیلت دی ہے، اے مریم اپنے رب کے لئے نماز پڑھ۔ یہ بھی معنی کیا جاتا ہے کہ اپنے رب کے لئے نماز میں طویل قیام کرآپ نماز میں کھڑی رہتیں یہاں تک کہ ان کے قدم سوج جاتے اور بیت المقدس میں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرو۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے جب وہ علماء حضرت مریم کی کفالت کے لئے اپنی قلمیں پھینک رہے تھے اس وقت آپ ان کے پاس نہ تھے۔ پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تمہیں کلمہ خاص کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز اور آخرت میں مقربین میں شامل ہوگا۔ وہ پنگھوڑے میں خلاف عادت لوگوں سے گفتگو کرے گا اور پختہ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرے گا اور جب آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل آپ کے پاس جمع ہوں گے۔ یہاں صالحین سے مراد مرسلین ہے یعنی آپ رسولوں میں سے ہیں (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے جب حضرت مریم کو حمل ہوگیا اور جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو بشارت دی تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معزز کئے جانے کا یقین ہوگیا، آپ مطمئن ہوگئیں، آپ خوش ہوگئیں، آپ نے کمر کس لی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف لوگوں میں آپ کے آپ کا ساتھ خالہ زاد بھائی بھی وہاں رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا وہ پردہ کے پیچھے سے آپ کی خدمت کرتا تھا آپ سے گفتگو کرتا اور کوئی چیز لینی ہوتی تو پردہ کے پیچھے سے ہی چیز لیتا یہی سب سے پہلے آپ کے حاملہ ہونے پر مطلع ہوا، اس معاملہ کی وجہ سے وہ دل گرفتہ ہوا اور اس نے اسے کو غمگین کردیا اور وہ اس حمل کی وجہ سے اس الزام سے ڈرنے لگا جس کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا، اسے یہ محسوس نہ ہوسکا کہ یہ حمل حضرت مریم کو کیسے ہوا، اس حمل نے یوسف کو اپنی ذات اور اپنے عمل کے بارے میں نظر و فکر کرنے سے غافل کردیا کیونکہ وہ ایک عبادت گزار اور حکیم آدمی تھا جب تک حضرت مریم نے پردے کا اہتمام نہ کیا تھا تو حضرت مریم اس کے ساتھ ہوتی تھیں اور یوسف انہیں کے ساتھ پروان چڑھا تھا۔

حضرت مریم کا معمول تھا جب ان کا اپنا اور یوسف کا پانی ختم ہوجاتا تھا تو یہ دونوں اپنے گھڑے لیتے اور جنگل میں جہاں پانی ہوتا، وہاں جاتے اپنے گھڑے بھرتے۔ پھر گرجا میں واپس آجاتے، فرشتے حضرت مریم کو یہ بشارت دیتے اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے منتخب کرلیا ہے اور تجھے ہر آلائش سے پاکیزہ کیا ہے۔ یوسف یہ سنتا تو خوش ہوتا۔ جب یوسف پر حضرت مریم کا حمل ظاہر ہوا تو آپ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔ قریب تھا کہ وہ حضرت مریم پر تہمت لگا دیتا۔ جب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 348، مطبوعہ دار الفکر بیروت

حضرت مریم پر تہمت لگانے کا ارادہ کیا تو وہ بات یاد آئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے اور آپ کو منتخب کیا ہے اور یہ یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے بھی اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ ساتھ ہی وہ فضائل یاد آئے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو نوازا تھا۔ کہا حضرت زکریا نے تو اسے عبادت گاہ میں محفوظ کر دیا تھا نہ مرد اس کے پاس جا سکتا ہے نہ ہی شیطان کو اس پر اختیار ہے تو پھر یہ حمل کہاں سے آگیا۔

جب یوسف نے حضرت مریم کا رنگ بدلتے ہوئے اور حمل ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا تو اسے سخت صدمہ ہوا تو آپ سے یوں گفتگو کی اے مریم کیا بیج کے بغیر بھی کھیتی ہو سکتی ہے؟ حضرت مریم نے جواب دیا ہو سکتی ہے، یوسف نے پوچھا وہ کیسے تو حضرت مریم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے پہلا بیج بغیر کسی پودے کے پیدا کیا، تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ کسی نے بیج کے ذریعے کیوں غلبہ نہ چاہا کہ وہ غلبہ پالیتا تاکہ اللہ تعالیٰ تخلیق کرنے اور فصل اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے سچی بات کہی ہے اور نور وحکمت کے ساتھ گفتگو کی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ پہلی فصل کو بغیر بیج کے پیدا کرے اور اگائے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بیج کے بغیر فصل اگائے، مجھے یہ بتاؤ کیا درخت پانی اور بارش کے بغیر اگ سکتا ہے تو حضرت مریم نے کہا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ بیج، فصل، پانی، بارش اور درخت کا خالق ایک ہی ہے، شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو اگر پانی اور بارش نہ ہوتی تو وہ درخت اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے بالکل صحیح بات کی ہے، اب مجھے بتاؤ کیا مذکر کے بغیر کوئی بچہ ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم نے کہا ہاں پوچھا کیسے حضرت مریم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا کو حمل، عورت اور مذکر کے بغیر پیدا کیا ہے۔ تو یوسف نے کہا بات اسی طرح ہے، اب مجھے اپنے بارے میں بتاؤ تو حضرت مریم نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا تو یوسف کو معلوم ہو گیا کہ یہ بھی ایک اللہ کا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے بارے میں ارادہ کیا ہے، جس کے باعث یوسف خاموش ہو گیا۔

حضرت مریم اسی طرح رہیں یہاں تک کہ حضرت مریم علیہا السلام کو دردزہ ہوا، آپکو ندا کی گئی اپنی عبادت کی جگہ سے نکلو تو حضرت مریم اپنے حجرہ سے باہر نکل گئی۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے حضرت مریم کو براہ راست خبر دی تھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (كَلِمَةٍ مِّنْهُ) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ کا کلمہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی کے بھی دو نام نہ تھے، صرف حضرت عیسیٰ اور حضور ﷺ کے دو نام تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسیح سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 316

صدیق ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کیونکہ آپ کو برکت کے ساتھ چھوا گیا تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت کرتے رہتے تھے، اسی وجہ سے آپ کا نام مسیح ہے، آپ ایک جگہ شام گزارتے اور دوسری صبح آپ نے آسمانوں پر اٹھائے جانے تک شادی نہ کی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مقربین کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقربین میں ہوں گے(3)۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٤٧﴾

"اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی اور پکی عمر میں بھی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ مریم بولیں اے میرے پروردگار! کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ؟ حالانکہ ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کسی انسان نے۔ فرمایا بات یونہی ہے (جیسے تم کہتی ہو لیکن) اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب فیصلہ فرماتا ہے کسی کام (کے کرنے) کا تو بس اتنا ہی کہتا ہے اسے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی کہ مہد سے مراد دودھ پینے کے عرصہ میں بچے کا بستر ہے(4)۔

امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی تھا جسے جریج کہتے، وہ نماز پڑھ رہا تھا تو اس کی ماں آگئی۔ ماں نے اسے بلایا۔ جریج نے خیال کیا کہ میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں۔ اس کی ماں نے بددعا دی اے اللہ اسے موت نہ دینا یہاں تک تو اسے موسات (بدکار عورتیں) کے چہرے دکھائے۔ جریج اپنے گرجے میں تھا۔ ایک عورت اس کے سامنے آگئی اور جریج سے خواہش پوری کرنے کو کہا۔ جریج نے اس سے انکار کردیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی۔ اس سے اپنی خواہش پوری کی۔ اس نے ایک بچہ جنا اور کہا یہ جریج کا بیٹا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ دیا، اسے نیچے اتارا اور اسے گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا چرواہا۔ لوگوں نے کہا ہم تیری عبادت گاہ سونے سے بنائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 317 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318

دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں مٹی سے بنادو۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلارہی تھی۔ ایک خوبصورت سوار اس کے پاس سے گزرا۔ عورت نے دعا کی اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح بنادے۔ بچے نے پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ دعا کی اے اللہ مجھے اس کی مثل نہ بنانا پھر دوبارہ ماں کے پستان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے چوسنے لگا۔ پھر دونوں ماں بیٹا ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو گوشت کاٹ رہی تھی اور اس کے ساتھ تمسخر کیا جارہا تھا۔ اس کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی مثل نہ بنانا۔ بچے نے پستان کو چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ مجھے اس کی مثل بنانا۔ ماں نے کہا ایسا کیوں تو بچے نے کہا سوار ایک جابر شخص ہے، یہ لونڈی جس کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا ہے۔ یہ عورت کہتی ہے میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔ لوگ اسے کہتے ہیں تو نے چوری کی ہے۔ یہ کہتی ہے مجھے اللہ کافی ہے(1)۔

امام ابوشیخ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پنگھوڑے میں صرف حضرت عیسیٰ، یوسف کے گواہ، جریج کے گواہ اور فرعون کے ہاں کنگھی کرنے والے کے بیٹے نے گفتگو کی(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھوٹی عمر اور پکی عمر میں گفتگو فرماتے تھے(3)۔

امام ابن ابی حاتم، ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وَكَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہولت کی عمر میں گفتگو کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الکھل کا معنی الحلیم ہے(4) ابن ابی حاتم نے یذید بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ الکھل سے مراد حد درجہ کی بردباری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں گفتگو کی، جب دجال ظاہر ہوگا اس وقت بھی آپ گفتگو کریں گے۔ اس وقت آپ پکی عمر کے ہوں گے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اسے کرتا ہے اور بشر میں سے جسے چاہتا ہے اسے تخلیق فرماتا ہے، جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے کن تو وہ چیز ہوجاتی ہے یعنی جو چیز جیسے چاہتا ہے اس کے ارادہ کے مطابق ہوجاتی ہے(6)۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾

"اور اللہ تعالیٰ سکھائے گا اسے کتاب وحکمت اور تورات وانجیل"۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 489، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 650 (4161) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 319 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6، ایضاً، جلد 3، صفحہ 320

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ وہ قلم کے ساتھ لکھنا سکھائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے اس کی تفسیر میں نقل کیا کہ وہ ہاتھ سے لکھنا سکھائے گا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو کاتب کے پاس لے آئیں اور حضرت عیسیٰ کو اس کے سپرد کیا۔ کاتب (مدرس) نے کہا کہو "بسم" تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ۔ معلم نے کہا کہو الرحمٰن تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الرحیم۔ معلم نے کہا کہو ابو جاد۔ حضرت نے کہا وہ کتاب میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ الف کیا ہے؟ معلم نے کہا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ باء کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بہاء اللہ (اللہ تعالیٰ کا جمال) پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ جیم کیا ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کا جلال۔ پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ لام کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی عنایات (آلاء اللہ) آپ اس طریقہ پر اس کی تفسیر کرنے لگے۔

معلم نے کہا میں اسے کس طرح تعلیم دوں جو مجھ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت مریم نے کہا اسے بچوں کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو اس کھانے کے بارے میں بتا دیتے تھے جو وہ گھر سے کھا کر آتے تھے اور اس کے بارے میں بھی باخبر کرتے جو ان کی مائیں ان کے لئے گھروں میں ذخیرہ کرتی تھیں۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ عالم کے پاس لے گئیں تاکہ وہ اسے تعلیم دے۔ معلم نے آپ سے کہا بسم اللہ لکھو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) سین سے مراد اس کی چمک (سناءہ) میم سے مراد اس کی مملکت، اللہ سے مراد معبودوں کا معبود، الرحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت پر رحم کرنے والا، رحیم سے مراد آخرت میں رحم فرمانے والا، ابو جاد میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (آلاء اللہ) باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جلال، دال سے مراد دائم، ھوز میں ھاء سے مراد ہاویہ، واؤ سے مراد جہنمیوں کے لئے جہنم میں ایک وادی، زاء سے مراد اہل دنیا کی زینت، حطی میں حاء اللہ سے مراد حکیم ہے، طاء یعنی ہو حق کا طالب یہاں تک کہ اس پر وارد ہو، کلمن کاف سے مراد اللہ کافی ہے، لام سے مراد اللہ قائم ہے، میم سے مراد اللہ مالک ہے، نون سے مراد اللہ سمندر ہے، سعفص یہاں سین سے مراد سلام، صاد سے مراد اللہ صادق ہے، عین سے مراد اللہ تعالیٰ عالم ہے، فاء سے مراد اللہ ذکر ہے، صاد سے مراد اللہ بے نیاز ہے، قرشت قاف سے مراد وہ پہاڑ ہے، جس نے دنیا کو احاطہ میں لے رکھا ہے جس پہاڑ کی وجہ سے آسمان سرسبز ہے، راء سے مراد لوگوں کا اس کی وجہ سے ریاء کاری کرنا ہے، سین سے مراد اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی فرمانا ہے، تاء سے مراد وہ ہمیشہ ہمیشہ مکمل ہے۔ ابن عدی نے کہا یہ روایت اس سند کی وجہ سے باطل ہے، اسے اسماعیل بن یحییٰ کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا(2)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 374، مطبوعہ دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جو یبر کے واسطہ سے اور حضرت مقاتل نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں گفتگو کی۔ پھر گفتگو سے رک گئے یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و بیان کے ساتھ گفتگو کرنے کی قوت عطا فرمائی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کے متعلق بہت زیادہ جھوٹی باتیں کیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کا دودھ پیا کرتے تھے۔ جب آپ نے دودھ چھوڑا تو آپ نے کھانا کھانا اور مشروب پینا شروع کیا۔ جب آپ کی عمر سات سال کی ہو گئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو ایک ایسے آدمی کے سپرد کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے بچوں کی طرح تعلیم دے۔ وہ معلم آپ کو کچھ تعلیم نہیں دیتا تھا مگر اس کی تعلیم سے پہلے آپ اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

معلم نے آپ کو ابوجاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ابوجاد کیا ہوتا ہے معلم نے کہا میں تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس کی کیسے تعلیم دے گا جسے تو کچھ جانتا ہی نہیں معلم نے پھر تم مجھے ہی تعلیم دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے پوچھو۔ معلم نے کہا ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا حسن، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال، معلم ان باتوں سے متعجب ہوا، حروف ابجد کی تفسیر سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابجد کی تفسیر سیکھو کیونکہ اس میں تمام اسرار عجیب وغریب ہیں۔ اس عالم پر افسوس ہے جو ان کی تفسیر سے ناواقف رہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ابجد کی کیا تفسیر ہے؟ فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال وجلال، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بزرگی، دال سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین، ہوز کی تفسیر ہاء سے مراد ہاویہ، اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جو اس میں گر گیا، واؤ سے مراد جہنمیوں کی ہلاکت ہے، زاء سے مراد جہنم کا ایک کونہ ہے۔

حطی کی تفسیر حاء سے مراد لیلۃ القدر میں بخشش طلب کرنے والوں کے گناہوں کی بخشش اور وہ نعمتیں ہیں جو قدر کی رات جبرئیل امین فرشتوں کے ساتھ لے کر آتے، طاء سے مراد ان کے لئے طوبیٰ اور اچھا ٹھکانہ ہے، یہ وہ درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے، یاء سے مراد مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا دست شفقت ہے۔ کلمن کی تفسیر، کاف سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں، لام سے مراد جنتیوں کا آپس میں ملاقات کرنا اور سلام کرنا اور جہنمیوں کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا ہے، میم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بادشاہت جو کبھی ختم نہ ہوگی اور ایسا دوام ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا، نون سے مراد (نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ) ہے۔ صعفص کی تفسیر، صاد سے مراد صاع کے بدلے صاع اور جزاء کے بدلے جزاء ہے یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ قرشت کی تفسیر، یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں جمع کرے گا

ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ فرمائے گا (1)۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ حکیمانہ باتیں

امام ابن مبارک نے زہد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا جس طرح بادشاہوں نے تمہارے لئے حکمت کو چھوڑ دیا ہے اسی طرح تم ان کے لئے دنیا کو چھوڑ دو۔

امام ابن عساکر نے حضرت یونس بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے کوئی بھی ایمان کی حقیقت تو نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ دنیا کی چیزوں سے لاپرواہ نہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کاش آپ ایک گدھا لے لیتے جس پر آپ ضرورت کے وقت سوار ہو جاتے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے ایک ایسی چیز بنائے جو مجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ساتھیو اللہ تعالیٰ کی خشیت اور جنت سے محبت، مشقت پر صبر کرنے کا حکم دیتی ہیں اور دنیا کی چیزوں سے دوری پیدا کرتی ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عتبہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے کمزور ابن آدم! جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر، مسجد کو اپنا گھر بنا، دنیا میں کمزور بن کر رہ، اپنے نفس کو رونے، دل کو سوچ و بچار کرنے اور اپنے جسم کو صبر کا عادی بنا۔ کل کے رزق میں غم نہ کر کیونکہ یہ خطا ہے جو تیرے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی (4)۔

امام ابن ابی دنیا اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت محمد بن مطرف سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت وہیب بن کلیب سے نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلطی کی جڑ دنیا کی محبت ہے، کئی خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو خواہش کرنے والے کو طویل دکھ دے جاتی ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا سے گزر جاؤ، اس میں آباد نہ ہو، دنیا کی محبت ہی ہر خطا کی جڑ ہے، کسی چیز کو دیکھنا دل میں شہوت پیدا کرتا ہے (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سفیان بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے، اس کا مال بڑی بیماری ہے، لوگوں نے پوچھا مال میں کیا بیماری ہے؟ فرمایا مال دار فخر اور تکبر سے محفوظ نہیں ہوتا۔ لوگوں نے عرض کی اگر وہ محفوظ رہے۔ آپ نے فرمایا مال کی نگہداشت اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے (6)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 375، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ کتاب الزہد امام احمد، جلد 1، صفحہ 37، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 422 4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 426 5۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 428
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 323، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مبارک نے حضرت عمران کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے حواریوں سے کہا جنہیں تم تعلیم دیتے ہو ان سے ایسا اجر نہ لو جو تم نے مجھے دیا ہے۔ اے زمین کے علماء تم خراب نہ ہو جاؤ کیونکہ جب ہر چیز خراب ہو جاتی ہے تو اس کا علاج نمک سے کیا جاتا ہے۔ جب نمک بھی خراب ہو جائے تو اس کی کوئی دوا نہیں۔ یاد رکھو تم میں جہالت کی دو خصلتیں ہیں حیرانی کے بغیر مسکرانا اور بغیر رات کی بیداری کے صبح کرنا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ صالح دلوں کے ذریعے زمین کو آباد فرماتا ہے اور جب دل صالح نہ ہو تو زمین کو برباد کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی ایسے گھر کے پاس سے گزرتے جس کے رہنے والے مر چکے ہوتے تو آپ اس گھر کے پاس کھڑے ہو جاتے، فرماتے تیرے مالکوں پر افسوس جو باہم وارث بنتے رہے، انہوں نے سابقہ بھائیوں کے اعمال سے عبرت حاصل نہ کی (1)۔

امام بیہقی نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی یا روح اللہ کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بناؤ، تاہم اسے سمندر کے کنارے پر بناؤ۔ لوگوں نے عرض کی وہاں اچانک پانی آئے گا اور گھر کو بہا کرلے جائے گا۔ پوچھا کیا بنانا چاہتے ہو؟ کیا تم پل پر میرا گھر بنانا چاہتے ہو؟ (2)

امام احمد نے زہد میں حضرت بکر بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ پایا تو تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ پانی پر چل رہے تھے۔ ایک نے عرض کی کیا میں آپ کی طرف چل کر آؤں؟ فرمایا ہاں اس نے ایک قدم پانی میں رکھا، جب دوسرا پانی میں رکھنے لگا تو اس میں ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے کوتاہ ایمان والے مجھے اپنا ہاتھ دے، اگر انسان میں دانے یا ذرہ کے برابر بھی یقین ہوتا تو وہ پانی پر چلتا (3)۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن نمیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سنا فرمایا یہ تھی میں نہ تھا یہ ہوگی میں نہیں ہوں گا۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آپ نے دنیا کو منہ کے بل گرا دیا، جب آپ کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تو بعد میں لوگوں نے اسے اٹھایا۔

امام عبد اللہ نے زوائد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دنیا کو منہ کے بل گرایا، اس کی پشت پر سوار ہوا، میرا کوئی بیٹا نہیں جو مرے، نہ گھر ہے جو برباد ہو، لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنائیں؟ تو فرمایا برسر راہ گھر بنا دو۔ لوگوں نے عرض کی وہاں تو یہ قائم نہ رہے گا۔ لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے بیوی کا اہتمام نہ کریں؟ فرمایا میں اس بیوی کو کیا کروں گا جو مر جائے گی۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 385 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 399

3۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزری، کہنے لگی وہ پستان کتنا مبارک ہے جس نے تجھے دودھ پلایا، وہ گود کتنی مبارک ہے جس نے تجھے اٹھایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ کتنا مبارک ہے جس نے کتاب اللہ کی تلاوت کی پھر اس پر عمل کیا (1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میں نے تجھے مساکین کی محبت اور ان کی رحمت ہبہ کی ہے تو ان سے محبت کر وہ تجھ سے محبت کریں گے، وہ تجھے امام اور قائد بنانے پر راضی ہیں تو انہیں اپنا ساتھی اور تابع بنانے پر راضی ہو، یہ دونوں اخلاق ہیں، جان لو جو مجھے ان دونوں کے ساتھ ملے گا وہ مجھے بہترین اور محبوب ترین اعمال کے ساتھ ملے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت میمون بن سیاہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے حواریوں کی جماعت مساجد کو اپنا گھر بناؤ، اپنے گھروں کو مہمان خانہ کی طرح سمجھو، جہاں بھر میں تمہارا کوئی گھر نہیں تم محض مسافر ہو۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں یہ سچ کہہ رہا ہوں کہ آسمان کے اطراف اغنیاء سے خالی ہیں، جنت میں داخل ہونے سے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا آسان ہے۔

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت جعفر بن حرفاس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب سے بڑی غلطی دنیا کی محبت ہے، شراب ہر برائی کی چابی ہے اور عورتیں شیطان کی ڈوری ہیں۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت کی بھی کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے، اگر تو اسے ایسی جگہ رکھے گا جو اس کا محل نہ ہوگی تو تو اسے ضائع کر دے گا، اگر تو اسے اس کی جگہ سے روک دے گا تو پھر بھی تو اسے ضائع کر دے گا، طبیب کی طرح ہو جا جو وہاں ہی دوا رکھتا ہے جو اس دوا کا محل ہوتا ہے۔

امام احمد نے حضرت محمد بن واسع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہارے بارے میں اس امر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم اہل کتاب کے لئے عار بنو، تمہارا قول شفاء ہے جو بیماری کو ختم کر دیتا ہے اور تمہارے اعمال ایسی بیماری ہیں جو دوا کو قبول نہیں کرتے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے علماء سے فرمایا تم لوگوں کے لئے چور، لٹیرے، مکار لومڑی اور اچکنے والی چیل نہ بنو۔

امام احمد نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علماء کی جماعت تم میں سے کون اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ سمندر کی موج پر اپنا گھر بنائے۔ علماء نے عرض کی اے روح اللہ اس پر کوئی قادر ہو سکتا ہے؟ فرمایا اس دنیا سے بچو اسے اپنی قرارگاہ نہ بنالو (3)۔

امام احمد نے حضرت زیاد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے یہ

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 75، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76

WWW.NAFSEISLAM.COM

چیز کچھ فائدہ نہ دے گی کہ تو وہ علم حاصل کرے جس پر تو عمل نہ کرے اور جو تو عمل کرے اسے نہ جانتا ہو بے شک علم کی زیادتی بھی تم میں تکبر کو پیدا کر دے گی جب تو اس پر عمل نہ کرے گا (1)۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم بن ولید عبدی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا زہد تین دنوں میں گردش کرتا رہتا ہے گزرا ہوا کل جس سے تو نے نصیحت حاصل کی آج جس نے تیرے اندر زہد میں اضافہ کر دیا اور آنے والا کل جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس میں تیرے لئے کیا ہے؟ فرمایا معاملہ کی بھی تین ہی صورتیں ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا تجھ پر ظاہر ہو چکا ہے، اس کی اتباع کر، دوسرا وہ جس کی گمراہی تم پر واضح ہو چکی ہے، اس سے اجتناب کر، تیسرا وہ جو تم پر مشتبہ ہو گیا تو اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے (2)۔

امام احمد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے سوال کرو، میرا دل نرم ہے، میں اپنے نفس میں بہت حقیر ہوں (3)۔

امام احمد نے حضرت بشیر دمشقی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے تو یہ کلمات تین دفعہ کہے اے اللہ ہمیں بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی اے روح اللہ ہم تو آج آپ سے نصیحت سننا چاہتے تھے جب کہ ہم آپ سے ایسی بات سن رہے ہیں جو پہلے ہم نے نہیں سنی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ انہیں کہو کہ میں جس کے لئے ایک مغفرت کرتا ہوں میں اس ایک مغفرت کے ساتھ اس کی دنیا اور آخرت کو درست کر دیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے قراء کو دعوت دی تو ان کی خدمت کے لئے آپ ان پر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا تم بھی قراء کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنا۔

امام احمد نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے اصفیاء بن جاؤ اور بنی آدم کے نور بن جاؤ تو پھر اسے معاف کر دو جو تم پر ظلم کرے اور اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ احسان کرو جو تم پر احسان نہیں کرتا اور اسے قرض دو جو تمہیں بدلہ نہیں دیتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درختوں کے پتے کھاتے، جہاں شام ہوتی وہیں رات گزار لیتے، نہ شام کے لئے کھانا ساتھ رکھتے اور نہ ہی اگلے دن کے لئے کھانا ذخیرہ کرتے فرماتے ہر روز اپنا رزق ساتھ لاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے گھر جو تباہ و برباد ہونے والا ہے اور تیرے مکین فنا ہونے والے ہیں، اے نفس کام کر تجھے رزق دیا جائے گا، اے جسم اپنے آپ کو تھکاوٹ میں ڈال تو آرام پائے گا۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 76　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً

حواریو جو کی روٹی اور زمین کی نباتات کھاؤ، خالص صاف پانی پیو، گندم کی روٹی کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم اس روٹی کا شکر نہ بجالا سکو گے جان لو دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی سخت کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے(1)۔

امام احمد کے بیٹے نے زوائد میں حضرت عبداللہ بن شوذب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے کہا عمدہ لباس دل کے تکبر کی علامت ہے۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے باتیں اس لئے نہیں کرتا کہ تم تعجب کرو بلکہ اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ تم علم حاصل کرو۔

امام احمد کے صاحبزادے نے حضرت ابوحسان سے رایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا صاحب علم طبیب کی طرح ہو جاؤ جو دوائی وہاں ہی تجویز کرتا ہے جہاں وہ دوائی نفع مند ہوتی ہے۔

امام احمد کے صاحبزادے نے عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل دنیا کو حقیر جانو، وہ تم پر حقیر ہو جائے گی دنیا کو ذلیل جانو تمہارے لئے آخرت معزز ہو جائے گی، دنیا کی تعظیم نہ کرو ورنہ آخرت تم پر حقیر ہو جائے گی کیونکہ دنیا کریم لوگوں کے لئے نہیں ہر روز دنیا فتنہ اور خسارہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت ابوغالب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت میں روایت نقل کی ہے اے حواریو نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو ان سے ناراضگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم کن سے مجلس کریں فرمایا جب کسی کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے اس کے پاس بیٹھو جس کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے جس کا عمل تمہیں دنیا میں زاہد بنا دے(2)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنے نفس کو نصیحت کرو، اگر تم خود نصیحت حاصل کرو تو پھر لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھ سے حیا کرو(3)۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا جس قدر تم یہاں تھکتے ہو اتنا ہی وہاں (آخرت میں) آرام پاؤ گے۔ جس قدر تم یہاں آرام پاؤ گے وہاں تم تھکو گے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس آدمی کے لئے مبارک ہو جس کی زبان نے غم کا اظہار کیا، اس کا گھر اس کے لئے وسیع ہوا اور وہ اپنی غلطی یاد کر کے رو دیا(4)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ہلال بن یساف سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے جب کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھے، جب کوئی روزہ رکھے تو تیل لگائے اور اپنے ہونٹوں پر بھی تیل مس کرے تا کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ وہ روزے سے نہیں جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ نیچے کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ثناء کو اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح رزق کو تقسیم کرتا ہے(5)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 78 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً جلد، صفحہ 71 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 72 5۔ ایضاً

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد ربعی سے روایت کی ہے کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے بتاؤ تم میں سے کوئی اگر مسلمان بھائی کے پاس آئے جب کہ وہ سویا ہوا ہو جب کہ ہوا نے اس کے کپڑے کو اس کے جسم سے کچھ ہٹا دیا ہو تو تم کیا کرو گے؟ تو آپ کے صحابہ نے کہا ہم اس کپڑے کو واپس اس کے جسم پر لوٹا دیں گے۔ فرمایا نہیں بلکہ تم اس کا باقی ماندہ جسم بھی ننگا کر دو گے۔ آپ نے یہ ارشاد بطور ضرب المثل کے ذکر کیا ہے کہ لوگ جب کسی آدمی کی برائی کو سنتے ہیں تو اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابو جلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے مخلوق میں غور و فکر کیا تو جسے پیدا نہیں کیا گیا وہ میرے نزدیک پیدا کئے گئے سے زیادہ قابل رشک تھا۔ فرمایا لوگوں کے عیب نہ دیکھو گویا کہ تم مالک ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے آزمائش میں ڈالا گیا ہے، دوسرا وہ جو امن و عافیت میں ہے جو مصیبت کا شکار ہے اس پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہذیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملے کہا مجھے کچھ نصیحت کی جائے۔ کہا غصہ نہ کیجئے۔ کہا میں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ کہا مال کی آزمائش میں نہ پڑیئے کہا شاید یہ کام کر لوں (1)۔

امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ایک مرے ہوئے کتے کے پاس سے گزرے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کتنا بدبودار ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے دانت کتنے سفید ہیں۔ یہ لوگوں کو نصیحت کر رہے ہیں اور غیبت سے منع کر رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آدمی کو پسند کرتے تھے جو ہنر سیکھتا جس کے ذریعے لوگوں سے مستغنی ہو جاتا اور ایسے آدمی کو ناپسند کرتے جو علم سیکھتا تاکہ اسے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی رضا کی خاطر کام کرو، اپنے پیٹوں کے لئے کام نہ کرو، اس پرندے کو دیکھو وہ صبح گھونسلے سے نکلتا ہے اور شام کو واپس آتا ہے نہ ہل چلاتا ہے اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی رزق بہم پہنچاتا ہے، اگر تم کہو ہمارے پیٹ پرندوں کے پیٹوں سے بڑے ہیں تو ان بیلوں اور گدھوں کو دیکھو جو صبح جاتے ہیں اور شام کو پلٹتے ہیں، نہ ہل چلاتے ہیں اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے۔ دنیا کی ضرورت سے زائد چیزوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب عذاب کا باعث ہیں۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے، اگر تو ایسا کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اس پہاڑ کو روٹی بنا دے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 75، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا کیا تم روٹی کھا کر زندگی گزارتے ہو تو ابلیس نے کہا اگر تو ایسا ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے تو یہیں بیٹھو فرشتے (موت کے) عنقریب تجھے ملیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے نفس کا تجربہ نہ کروں کیونکہ میں اپنے انداز سے کچھ نہیں جانتا کیا وہ مجھے محفوظ رکھے گا کہ نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سوال کرنے والے کا حق ہے اگر چہ ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے جس کے گلے میں چاندی کا طوق ہو۔

بعض علماء سے یہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی ہے کہ اگر تیرا نفس اس بات پر خوش نہ ہو کہ لوگ میری وجہ سے تجھے زاہد کہیں تو میں تجھے اپنی بارگاہ میں راہب نہیں لکھوں گا۔ جب میں تم پر راضی ہوں تو لوگوں کا تجھ پر ناراض ہونا تجھے کوئی نقصان نہ دے گا۔ اگر میں تجھ سے ناراض ہوں تو لوگوں کی تجھ سے محبت تجھے کوئی نفع نہ دے گی۔

امام احمد نے حضرت حضرمی سے اور ابن ابی الدنیا اور حضرت ابن عساکر نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تم پانی پر کس طرح چلتے ہو؟ فرمایا ایمان اور یقین کے ساتھ۔ لوگوں نے عرض کی ہم بھی اس طرح ایمان لائے جس طرح تم ایمان لائے ہو اور ہم نے بھی اسی طرح یقین کیا جس طرح تم نے یقین کیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر تم بھی چلو وہ آپ کے ساتھ چلے موج آئی تو سب غرق ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تمہیں کیا ہوا تو انہوں نے عرض کی ہم موج سے ڈر گئے تھے۔ فرمایا کیا تم موج کے رب سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ نے انہیں باہر نکالا پھر اپنے ہاتھ زمین پر مارے انہیں بند کیا پھر کھول دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں مٹی ہے۔ پوچھا ان میں سے کون سی چیز تمہارے دلوں میں قابل قدر ہے۔ لوگوں نے عرض کی سونا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک تو دونوں برابر ہیں (2)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن عساکر نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب قیامت کا ذکر کیا جاتا تو آپ چیخ مارتے اور کہتے ابن مریم کے پاس قیامت کا ذکر مناسب نہیں پھر آپ خاموش ہو جاتے (3)۔

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درخت کھاتے، کل کے لئے آج کھانا ذخیرہ نہ کرتے، جہاں رات ہو جاتی وہاں ہی رات گزار لیتے، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی جس کی موت کا خوف ہوتا نہ کوئی گھر تھا جس کے خراب ہونے کا ڈر ہوتا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدوں کے رئیس ہوں گے اور جو لوگ اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگے ہوں گے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 409، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 411
4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 414

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے شیطان گزرا جب کہ آپ ایک پتھر کو سرہانہ بنائے ہوئے تھے، آپ نیند سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ابلیس آیا عرض کرنے لگا اے عیسیٰ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ تم دنیا کی کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے جب کہ یہ پتھر بھی تو دنیا کی ہی چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے پتھر اٹھایا اور شیطان کو مارا دنیا کے ساتھ یہ بھی تیرے لئے ہے (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کھاتے، پیدل چلتے، جانور پر سواری نہ کرتے، کسی مکان میں رہائش نہ رکھتے، چراغ نہ جلاتے، روئی کا لباس زیب تن نہ کرتے، عورتوں کے قریب نہ جاتے، خوشبو نہ لگاتے، مشروب میں کوئی چیز نہ ملاتے اسے ٹھنڈا نہ کرتے، اپنے سر میں تیل نہ لگاتے، کوئی صابن جیسی چیز داڑھی اور بالوں کے قریب نہ کرتے، زمین اور آپ کے جسم کے درمیان صرف آپ کا لباس حائل ہوتا، دو پہر اور شام کے کھانے کا کوئی اہتمام نہ کرتے، دنیا کی کسی چیز کی کوئی خواہش نہ کرتے، آپ کمزوروں، دائمی مریضوں اور مساکین کے ساتھ بیٹھتے آپ کے سامنے جب کسی چیز میں کھانا رکھ کر پیش کیا جاتا تو اسے زمین پر رکھ دیتے آپ کھانے کے ساتھ کبھی بھی سالن استعمال نہ کرتے، آپ دنیا کی تھوڑی سی روزی پر اکتفاء کرتے۔ فرماتے یہ اس آدمی کے لئے بہت کچھ ہے جس نے مرنا ہے اور اس سے اس بارے میں محاسبہ ہونا ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے کہا گیا شادی کرلو، فرمایا میں شادی کو کیا کروں گا۔ لوگوں نے عرض کی آپ کی اولاد ہوگی۔ فرمایا اگر اولاد زندہ رہے تو آزمائش میں ڈال دیتی ہے اگر مر جائے تو غم میں ڈال دیتی ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں حضرت شعیب بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کاش آپ گھر بنا لیتے۔ فرمایا جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کے بوسیدہ مکان ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت میسرہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کیا آپ اپنے لئے گھر نہیں بنائیں گے؟ فرمایا میں اپنے بعد کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جس کی وجہ سے میرا ذکر ہو۔

امام ابن عساکر نے ابو سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ موسم گرما میں ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام چل رہے تھے جب کہ آپ کو گرمی اور پیاس نے ستایا ہوا تھا۔ آپ ایک خیمہ کے سائے میں بیٹھ گئے۔ خیمہ کا مالک باہر آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا اللہ کے بندے، ہمارے سائے سے اٹھ جا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ گئے اور دھوپ میں بیٹھ گئے۔ فرمایا خیمہ کے مالک تو نے مجھے نہیں اٹھایا، مجھے اس نے اٹھایا ہے جس نے میرے بارے میں ارادہ نہیں کیا کہ میں دنیا کی کوئی چیز حاصل کروں (4)۔

امام احمد نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بستی میں تشریف لاتے۔ حضرت

---

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 416، مطبوعہ دار الفکر بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 417

3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 418 — 4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 419

WWW.NAFSEISLAM.COM

عیسیٰ علیہ السلام اس بستی کے برے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اس بستی کے اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ برے لوگوں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں طبیب ہوں اور مریضوں کی دوا کرتا ہوں (1)۔

امام احمد نے حضرت ہشام دستوائی سے رایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکیمانہ باتوں میں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دنیا کے لئے تگ و دو کرتے ہو جب کہ تمہیں یہاں بغیر عمل کے رزق دیا جاتا ہے جب کہ تم آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے جب کہ تمہیں وہاں عمل کے بغیر رزق نہیں دیا جائے گا۔ تم پر سخت افسوس ہے اے علمائے سوء، اجر لیتے ہو اور اپنے عمل کو ضائع کر دیتے ہو، قریب ہے کہ تم دنیا سے قبر کی ظلمت اور اس کی تنگی کی طرف جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہیں نافرمانی سے اسی طرح روکتا ہے جس طرح اس نے تمہیں روزے اور نماز کا حکم دیا ہے، وہ آدمی اہل علم میں سے کیسے ہو سکتا ہے جس کے نزدیک دنیا اس کی آخرت سے زیادہ پسندیدہ ہو اور وہ دنیا میں زیادہ رغبت رکھتا ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو دنیا میں اپنے مقام و مرتبہ پر ناراض ہو اور اسے حقیر جانے جب کہ اسے بخوبی علم ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت سے ہے۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر تہمت لگائے اور اسے جو تکلیف پہنچی ہے اس پر راضی نہ ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ گفتگو کرے، وہ اس لئے علم حاصل نہیں کرتا کہ اس پر عمل کرے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خوبصورت وادی میں سے گزرے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی تھا، ایک آدمی ان کے راستہ میں کھڑا ہو گیا اور انہیں روک لیا اور کہا میں تمہیں اس وقت تک یہاں سے نہیں گزرنے دوں گا جب تک کہ میں تم دونوں کو ایک ایک طمانچہ رسید نہ کروں۔ دونوں نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اس کے بغیر گزرنے سے روک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رخسار پر طمانچہ مار لے، اس نے آپ کے رخسار پر طمانچہ مارا۔ اس نے آپ کا راستہ چھوڑ دیا پھر حواری سے کہا میں تمہیں بھی اس وقت تک نہیں گزرنے دوں گا یہاں تک کہ میں تمہیں طمانچہ ماروں۔ آپ کے ساتھی نے اسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنا دوسرا رخسار اس کے سامنے کر دیا۔ اس نے پھر دونوں کو گزرنے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ اگر تیری اسی میں رضا ہے تو مجھے اپنی رضا سے نواز دے۔ اگر اس میں تیری ناراضگی شامل ہے تو بے شک تو معاف کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

حضرت عبد اللہ جو امام احمد کے بیٹے ہیں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک عورت آپ کے پاس سے گزری تو ایک ساتھی نے دیکھنے والے سے فرمایا تو نے بدکاری کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا بتاؤ اگر تم روزے سے ہوتے اور تیرے پاس سے کوئی بھنی ہوئی چیز لے کر گزرتا تو تو اس کو سونگھ لیتا تو کیا تیرا روزہ ٹوٹ جاتا تو اس نے کہا نہیں (میرا روزہ نہ ٹوٹتا)۔

---

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 96، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں کسی بستی میں داخل ہوتا ہوں، وہاں کے رہنے والے مجھے وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے نکال دیتے ہیں یعنی میری وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درخت کی چھال کے جوتے بنالیتے اور اسی سے تسمے بنالیتے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا اس طرح نہیں جس طرح میں ارادہ کرتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہے جس طرح تو ارادہ کرتا ہے اور اس طرح نہیں ہوتا جس طرح میں چاہتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح تو چاہتا ہے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ان میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب مسکین کا لفظ تھا۔

حضرت عبد اللہ بن امام احمد نے ابن حلیس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شیطان دنیاوی چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے، اس کا فریب مال کے ساتھ ہوتا ہے، خواہش نفس کو مزین کرتا ہے اور وہ اشیاء کے ساتھ کمال چاہتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت جعفر بن برقان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ میں نے صبح یوں کی ہے کہ جس چیز کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، جس کی میں امید کرتا ہوں اس کے نفع کا مالک نہیں، معاملہ میرے علاوہ غیر کے قبضہ میں ہے، اپنے عمل کے بدلہ میں رہن رکھا ہوا ہوں، مجھ سے بڑھ کر کوئی فقیر نہیں، میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کر، میری وجہ سے میرے دوست کو تکلیف نہ دے، میری مصیبت میرے دین کے لئے نہ بنادے، مجھ پر ایسے آدمی کو مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حواریوں کے مکتوبات میں فرمایا جب تجھے آزمائش کی راہ پر چلایا جائے تو جان لے کہ تجھے انبیاء اور صالحین کے راستہ پر چلایا گیا ہے اور جب تجھے خوشحالوں کی راہ پر چلایا گیا تو ذہن نشین کر لے کہ تجھے ایسی راہ پر چلایا گیا ہے جو ان ہستیوں کا راستہ نہیں اور تجھے ان کے راستہ سے دوسروں کے راستہ پر چلایا گیا ہے(1)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں چرواہوں کی حیثیت میں بھیجتا ہوں جو بنی اسرائیل کے میمنوں کو اٹھاتے ہیں، تم چیر نے پھاڑنے والے درندوں کی طرح نہ ہو جانا جو لوگوں کو اچک لیتے ہیں، تم ان میمنوں کی حفاظت کرنا، تمہارا کیا حال ہوگا کہ تم اون کا لباس پہنو اور تمہارے دل خنزیر کے دل ہوں، بادشاہوں کے لباس پہنو اور اپنے دلوں کو اللہ کے ڈر سے نرم کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو نیکی کے کام کرو تا کہ تمہارا عمل آسمان تک پہنچ جائے، اگر عمل اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہ ہوگا تو وہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا شیطان یہ چاہتا ہے کہ تم بخل کرو، تم کسی صورت میں بھی بخل میں نہ پڑو۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت حسن بن علی صنعانی سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھ پر موت آسان ہو جائے، یقیناً میں موت سے اتنا ڈرتا ہوں کہ جتنا موت موت سے ڈرتی ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے، میت کو قبر میں دفنایا جارہا تھا، لوگوں نے قبر کی تاریکی، اس کی وحشت اور تنگی کے بارے میں ذکر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی ماؤں کے رحموں میں اس سے بھی تنگ جگہ تھے، جب اللہ تعالیٰ اسے کھولنا چاہے گا اسے کھول دے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر، حمد اور تقدیس کثرت سے بیان کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہو تو کسی کی یہ دعا بھی کافی ہوگی اے اللہ میری خطا بخش دے، میری زندگی کو درست کردے، مصائب سے مجھے محفوظ رکھ(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں، نہ تم دنیا کے طالب ہو نہ آخرت کے۔ لوگوں نے عرض کی اللہ کے رسول ہمارے سامنے حقیقت حال کو بیان کیجئے، ہم تو یہی خیال کرتے ہیں کہ ہم ان میں سے ایک کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم دنیا کے طالب ہوتے تو تم دنیا کے رب کی اطاعت کرتے جس کے قبضہ قدرت میں دنیا کے خزانے ہیں پس وہ تمہیں عطا فرما دیتا، اگر تم آخرت کا ارادہ کرتے تو تم آخرت کے رب کی اطاعت کرتے جو آخرت کا مالک ہے پس وہ تمہیں آخرت عطا فرما دیتا لیکن تم نہ یہ چاہتے ہو نہ وہ چاہتے ہو(3)۔

امام احمد نے حضرت ابوعبید سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی ہم کیا کھائیں؟ فرمایا تم جو کی روٹی اور جنگلی سبزیاں کھاؤ، لوگوں نے عرض کی ہم کیا پئیں؟ فرمایا تم خالص پانی پیو، عرض کی ہم کس چیز کا تکیہ بنائیں؟ فرمایا تم زمین کو تکیہ بناؤ، لوگوں نے عرض کی آپ ہمیں سخت چیزوں کا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا تم اسی طریقہ سے نجات پاؤ گے، تم آسمان کی بادشاہت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم میں سے ہر کوئی اس وقت تک یہ کام نہ کرے جب تک اس کی شدید خواہش نہ ہو، لوگوں نے عرض کی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب آدمی بھوکا ہو تو اس کے لئے کھانے کا ٹکڑا کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ جو کا ہو، اگر اسے سخت پیاس لگی ہو تو اس کو پانی کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ وہ سادہ پانی ہو، اگر وہ طویل وقت تک عبادت کرتا رہا تو زمین اس کے لئے کتنا اچھا بستر اور تکیہ ہوتا ہے۔

امام احمد نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلاغت کے ساتھ امید کرو، غفلت کے اوقات میں بیدار رہو، ذہانت سے فیصلہ کرو، ناکارہ پھینکی ہوئی چیز نہ بنو، جب کہ تو زندہ سانس لینے والا ہے۔

---

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 72، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 73

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے حواریوں کی جماعت اپنے گھروں کو عارضی ٹھکانے کی جگہ اور مساجد کو مسکن بنالو جنگلی سبزیاں کھاؤ اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکل جاؤ۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے خزانے آسمانوں میں بناؤ کیونکہ انسان کا دل اس کے خزانے کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن سعید جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا گھر مسجد ہے، میری خوشبو پانی ہے، میرا سالن بھوک ہے، میرا شعار خون ہے، میری سواری میری ٹانگیں ہیں، موسم سرما میں میری انگیٹھی سورج کی شعائیں، رات کے وقت میرا چراغ چاند، میرے ہم مجلس اپاہج اور مسکین لوگ ہیں، میں شام کرتا ہوں تو میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، میں صبح کرتا ہوں تب بھی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کے باوجود میں بہتر حالت میں ہوں پس مجھ سے بڑھ کر کون غنی ہوگا۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا تمہارے لئے مسخر کردی گئی ہے تم اس کی پشت پر سوار ہو، اس میں بادشاہ اور عورتیں تم سے جھگڑا کرتی ہیں، بادشاہوں سے دنیا کے بارے میں جھگڑا نہ کرو وہ اپنی دنیا تمہارے سامنے پیش نہ کیا کریں گے، جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو ان سے روزے اور نماز کے ساتھ اپنا بچاؤ کرو۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تو دنیا اس لئے طلب کرتا ہے کہ اس کی مدد سے نیکی کرے تاہم دنیاوی مال کو ترک کرنا زیادہ نیکی ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت شعیب بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم کسی کے دل میں دنیا کی محبت راسخ نہیں ہوتی مگر اس کے دل سے تین چیزیں وابستہ ہو جاتی ہیں، ایسا مشغلہ جو اس کے دل سے جدا نہ ہو، ایسا فقر جس سے تمنا حاصل نہ ہو، ایسی آرزو جس کی انتہا نہ پائی جاسکے، دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی، آخرت کے طالب کی دنیا طالب ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ انسان اپنا رزق پالیتا ہے اور دنیا کے طلب کرنے والی کی آخرت طالب ہوتی ہے، موت آتی ہے اور اس آدمی کی گردن پکڑ لیتی ہے (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جتنا تم تواضع اختیار کروگے اتنا ہی تمہیں بلند مقام عطا کیا جائے گا، جس قدر تم رحم کروگے اسی قدر تم پر رحم کیا جائے گا، جتنا تم لوگوں کی ضروریات پوری کروگے اتنا ہی اللہ تعالیٰ تمہاری ضروریات پوری کرے گا (4)۔

---

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 427، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 429	4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 432

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا احسان یہ نہیں کہ تم بدلہ میں احسان کرو بلکہ احسان یہ ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے اس پر احسان کرو(1)۔

امام ابن عساکر نے امام ابن مبارک سے روایت نقل کی ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ نے ان سے اچھے انداز میں گفتگو کی۔ آپ اور لوگوں کے پاس سے گزرے، انہوں نے بھی آپ سے بدزبانی کی۔ آپ نے ان سے بہت ہی اچھے انداز میں گفتگو کی۔ ایک حواری نے آپ سے عرض کی وہ جب بھی آپ کے ساتھ زیادہ سختی کرتے ہیں آپ اتنا ہی زیادہ ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں، گویا آپ انہیں اس قسم کا طرز عمل اپنانے پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہر انسان وہی کچھ عطا کرتا ہے جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے(2)۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنزیر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، فرمایا سلامتی کے ساتھ گزر جا۔ آپ سے عرض کی گئی اے روح اللہ آپ اس خنزیر کے لئے یہ دعا کرتے ہیں؟ فرمایا میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ میری زبان کو بری بات کرنے کی عادت ہو جائے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے ساتھیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم سے فرمایا ہمیں ایک ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ فرمایا کبھی بھی گفتگو نہ کرو عرض کی ہم اس کی تو طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا پھر ہمیشہ صحیح اور خیر کی بات کرو۔

امام خرائطی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا باطل پرستوں سے بھی حق بات حاصل کرلو اور حق پرستوں سے باطل بات نہ لو، کلام کا تجزیہ کیا کرو تا کہ فضول چیزیں تم پر غالب نہ آجائیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے زہد میں حضرت زکریا بن عدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت دین کی سلامتی کے ساتھ دنیا کی ذلت پر راضی ہو جا جس طرح دنیا دار دنیا کی سلامتی کے ساتھ دین کی ذلت ورسوائی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے فرمایا راکھ کے ساتھ جو کھالیا جاتا ہے کتوں کے ساتھ کوڑے پر نیند آجاتی ہے جنت کے طالب بہت ہی کم ہوتے ہیں(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک بندہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے دو مالک ہوں، اگر وہ ایک کو راضی کرے تو دوسرے کو ناراض کر بیٹھتا ہے، اگر ایک کو ناراض کرتا ہے تو دوسرے کو راضی کرتا ہے، اسی طرح بندہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا کہ وہ دنیا کا خادم ہو اور آخرت کے لئے کام کرے، تم کھانے پینے کی چیزوں کے لئے غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اس کے رزق سے بڑا پیدا نہیں کیا اور

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 436 2۔ ایضاً جلد 47، صفحہ 437 3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 444

اس کے لباس سے اس کے جسم کو بڑا نہیں بنایا۔ پس عبرت پکڑو(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مقبری سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے انسان جب تو نیکی کا کام کرے تو اس سے غافل ہو جا کیونکہ یہ تیری نیکی اس کے پاس ہے جو اسے ضائع نہیں کرے گا جب تو برائی کر بیٹھے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت سعید بن ابی ہلال سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو یہ گمان کرتا ہے کہ لالچ انسان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تو وہ اپنی لمبائی، چوڑائی، عمارتوں کی تعداد اور رنگ کے تغیر میں اضافہ کرے خبردار اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مخلوق کو اس کے لئے تیار کیا جس کے لئے اسے پیدا کیا پھر رزق تقسیم کیا جس کے لئے رزق تقسیم کیا گیا اس کے لئے رزق جاری ہے، دنیا اسے کوئی چیز عطا کرنے والی نہیں جو اس کی نہ ہو نہ ہی اس چیز کو روکنے والی ہے جو اس کی ہو، تمہیں اپنے رب کی عبادت کرنی چاہیے، تمہیں اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا اگر تم میرے بھائی اور ساتھی ہو تو اپنے آپ کو لوگوں کی دشمنی اور بغض پر تیار کرو(4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عبدالعزیز بن ظبیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم سیکھا اس پر عمل کیا اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی وہ آسمان کی بادشاہت میں عظیم یاد کیا جاتا ہے(5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہوئے، فرمایا اے حواریوں کی جماعت حکمت کی بات اس سے نہ کرو جو اس کا اہل نہ ہو، اگر ایسا کرو گے تو اپنے اوپر ظلم کرو گے، جو اس کا مستحق ہو اس سے نہ روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے، امور تین طرح کے ہیں (1) جس کا ہدایت ہونا واضح ہے اس کی اتباع کرو (2) جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کرو (3) جس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہے اس کا علم اللہ کے سپرد کر دو(6)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مستحق سے علم کو روکے تو بھی جاہل ہے، اگر غیر مستحق کو حکمت عطا کرے تب بھی تو جاہل ہے، اس طبیب کی طرح ہو جاؤ اگر وہ دوا کا موقع محل دیکھتا ہے تو دوائی دیتا ہے ورنہ دوائی نہیں دیتا(7)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا اے حواریوں کی جماعت موتی خنزیروں کے آگے نہ پھینکو کیونکہ خنزیر تو موتی سے کوئی کام نہیں لیتا، جو حکمت و علم کی

---

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 445 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 452 5۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 76، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 458 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

خواہش نہ رکھتا ہو اسے علم عطانہ کرو کیونکہ حکمت موتی سے بہتر ہے، جو حکمت کی آرزو نہیں رکھتا وہ خنزیر سے بھی برا ہے(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علمائے سوء تم جنت کے دروازے پر بیٹھے ہو، نہ تم خود اس میں داخل ہوتے ہو، نہ مساکین کو داخل ہونے دیتے ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا انسان وہ ہے جو اپنے علم کے ذریعے دنیا کو طلب کرتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غلط کام کے بارے میں سوچنا ایسے ہی ہے جیسے کمرے میں دھواں ہو جو کمرے کو جلاتا تو نہیں تاہم یہ کمرے کی ہوا کو بدبودار بنا دیتا ہے اور اس کے رنگ کو بدل دیتا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات اور انجیل پڑھا کرتے تھے(4)۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾

"اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آکر کہے گا کہ) میں آگیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (وہ معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کر رکھتے ہو اپنے گھروں میں بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو"۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روز کاتبوں میں سے چند جوانوں کے ساتھ بیٹھے، آپ نے مٹی اٹھائی، فرمایا میں اس مٹی سے تمہارے لئے پرندہ بناتا ہوں انہوں نے عرض کی آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 459
2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 462
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 465
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا اپنے رب کے حکم سے ایسا کرسکتا ہوں۔ پھر پرندہ بنایا۔ جب پرندے کی شکل دے چکے تو اس میں پھونک ماری۔ پھر فرمایا اللہ کے حکم سے پرندہ بن جا، وہ آپ کے ہاتھ سے پرندہ کی صورت میں اڑ گیا۔ وہ نوجوان یہ بات لے کر نکل پڑے۔ لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کیا اور اسے عام کر دیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون سا پرندہ بنانا سب سے مشکل ہے؟ لوگوں نے عرض کی چمگادڑ، وہ تو محض گوشت ہوتا ہے۔ آپ نے چمگادڑ ہی بنا دیا (2)۔

امام ابوشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف چمگادڑ ہی بنایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا بچہ ہوتا ہے جو پیدا ہوتے ہی اندھا ہو (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا اندھا ہے جس کی آنکھیں ہی نہ ہوں۔

امام ابوعبید، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے کہتے ہیں جو دن کے وقت دیکھتا ہے اور رات کے وقت نہیں دیکھتا (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد کمزور نظر والا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریضوں، اپاہجوں، اندھوں، مجنونوں اور دوسرے لوگوں کے لئے جو دعا کرتے وہ یہ تھی اے اللہ تو آسمان میں رہنے والی مخلوق کا معبود ہے اور تو زمین میں رہنے والی مخلوق کا بھی رب ہے، زمین و آسمان میں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو زمین و آسمان میں رہنے والوں کا جبار ہے، تیرے سوا کوئی جبار نہیں، تو زمین و آسمان میں رہنے والی ہر چیز کا بادشاہ ہے، تیرے سوا ان میں کوئی بھی بادشاہ نہیں، تیری آسمان میں قدرت اسی طرح ہے جس طرح تیری زمین میں قدرت ہے، تیری زمین میں بادشاہت اسی طرح ہے جس طرح تیری آسمان میں بادشاہت ہے، تیرے کریم، نام روشن چہرے اور قدیم ملک کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہب نے کہا یہ دعا گھبراہٹ اور جنون کے لئے پڑھی جاتی ہے، مجنون کے لئے لکھی جاتی ہے اور اس کا پانی اسے پلایا جاتا ہے، ان شاء اللہ وہ تندرست ہوگا (5)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر بارہ سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کی طرف وحی کی جب کہ آپ مصر میں تھیں، جب آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا تھا تو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 322 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 324

4۔ ایضاً 5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 390

آپ قوم کے طعنوں سے ڈر کر مصر بھاگ گئی تھیں حکم یہ ملا تھا کہ اسے شام لے چلو، حضرت مریم نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت مریم شام میں ہی رہیں یہاں تک کہ آپ کی عمر تیس سال کی ہوگئی۔ آپ کی دعوت کا عرصہ تین سال کا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ وہب نے گمان کیا ہے کہ بعض اوقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک وقت میں پچاس ہزار مریض جمع ہوجاتے۔ ان میں سے جو آپ تک پہنچ سکتا پہنچ جاتا اور جو ایسا نہ کرسکتا وہ آپ کے پاس آتا، آپ صرف اس کی طرف قدم بڑھاتے آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرکے دوا کرتے (1)۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات اور امام ابن عساکر نے حضرت اسماعیل بن عیاش کے واسطہ سے محمد بن طلحہ سے انہوں نے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مردہ کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں تبارك الذي بيده الملك اور دوسری رکعت میں تنزیل السجدہ پڑھتے۔ جب فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے پھر سات اسماء کے واسطہ سے دعا کرتے یا قدیم، یا حی، یا دائم، یا فرد، یا وتر، یا احد اور یا صمد۔ بیہقی نے کہا یہ قوی نہیں (2) ابن ابی حاتم نے محمد بن طلحہ کے واسطہ سے ابو بشر سے انہوں نے ابو ہذیل سے انہیں الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے آخر میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے جب آپ کو کوئی مصیبت آتی تو سات دوسرے اسماء سے دعا کرتے یَاحَیُّ، یَا قَیُّوْمُ، یَا اَللّٰهُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ۔

امام ابن ابی دنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سام بن نوح یہاں قریب ہی دفن ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اسے دوبارہ اٹھائے۔ آپ نے آواز دی تو وہ سیاہ وسفید بالوں کی صورت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جب وہ فوت ہوا تو جوان تھا تو اس کے بالوں میں یہ سفیدی کیسی ہے؟ تو سام نے جواب دیا میں نے گمان کیا کہ یہ قیامت کی چیخ تھی تو میں گھبرا گیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوجاتے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے اے عیسیٰ فلاں نے گزشتہ رات کیا کھایا ہے اور اگلے روز کے لئے کیا جمع کیا ہے؟ آپ انہیں بتاتے لوگ آپ کا تمسخر اڑاتے یہاں تک کہ یہ سلسلہ طویل ہوجاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خاص جگہ نہ تھی، آپ زمین میں سیاحت کرتے رہتے، ایک روز آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ رو رہی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا۔ اس عورت نے بتایا اس کی بیٹی فوت ہوگئی ہے، اس کے سوا میری کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آواز دی اے فلانہ رحمٰن کے حکم سے اٹھ اور باہر آجا، قبر میں حرکت پیدا ہوئی۔ آپ نے پھر آواز دی، قبر پھٹ گئی۔ آپ نے تیسری بار آواز دی تو بچی باہر نکل آئی جب کہ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہی تھی۔ بچی نے کہا اے ماں کس چیز نے تجھے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ میں موت کا ذائقہ دو دفعہ چکھوں۔ اے ماں صبر کر اور ثواب کی امید رکھ، مجھے اس دنیا میں اب کوئی غرض نہیں۔ اس نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 391

WWW.NAFSEISLAM.COM

اے روح اللہ اپنے رب سے سوال کیجئے کہ وہ مجھے آخرت کی طرف لوٹا دے، مجھ پر موت کی مصیبت کو آسان کر دے۔ آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبض کرلیا اور زمین اس پر برابر ہوگئی۔

یہ خبر یہودیوں تک پہنچی تو وہ آپ پر سخت غضب ناک ہوئے، ان کا ایک جابر اور سرکش بادشاہ تھا جو نصیبین نامی شہر میں رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ اس بادشاہ کے پاس جائیں تا کہ اسے اور اس شہر میں رہنے والوں کو دین کی دعوت دیں۔ آپ چل پڑے یہاں تک کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کے حواری آپ کے ساتھ تھے، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس شہر میں جائے، اس میں یہ اعلان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حواریوں میں سے ایک آدمی اٹھا جس کا نام یعقوب تھا، عرض کی اے روح اللہ میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ فرمایا جاؤ تم پہلے شخص ہو جو میری طرف سے برأت کرے گا۔ ایک اور آدمی اٹھا جسے تو صار کہتے، عرض کی میں بھی اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ دونوں چلے۔ شمعون اٹھا عرض کی اے روح اللہ میں ان کے ساتھ تیرا ساتھی بن جاتا ہوں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی طرف سے وہ کام کروں جس پر آپ کو مجبور کیا جائے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ وہ تینوں چلے، جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو شمعون نے دونوں ساتھیوں سے کہا شہر میں داخل ہو جاؤ اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچاؤ، میں اپنی جگہ (یہیں) ٹھہرتا ہوں، اگر تمہیں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گئے۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں سخت نازیبا کلمات کہہ رہے تھے۔ ایک نے اعلان کیا خبردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ لوگ ان کی طرف لپکے، پوچھا کس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ جس نے اعلان کیا تھا اس نے برأت کا اظہار کیا، کہا میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ دوسرے نے کہا میں نے کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور اللہ تعالیٰ کی روح ہیں، اے بنی اسرائیل آپ پر ایمان لے آؤ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ لوگ اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے، وہ بڑا جابر اور سرکش حاکم تھا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے پوچھا تو ہلاک ہو تو نے کیا کہا؟ اس آدمی نے جواب دیا میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا تھا۔ بادشاہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے کہا تو ہلاک ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برأت کا اظہار کر اور آپ کے بارے میں وہی بات کر جو ہم کہتے ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا میں اس طرح نہیں کہوں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر تو اس طرح نہیں کہے گا تو میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور تیری آنکھوں میں گرم سلائی پھروا دوں گا۔ اس آدمی نے کہا ہمارے ساتھ جو تو کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ بادشاہ نے اس آدمی کے ساتھ اسی طرح کیا اور اسے شہر کے وسط میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ڈال دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کی زبان کاٹ دے کہ شمعون شہر میں داخل ہوا، لوگ جمع تھے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا اس مسکین کا کیا قصور ہے؟ لوگوں نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اے بادشاہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اس کے قریب جاؤں اور اس سے پوچھوں۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے۔ شمعون نے اس آدمی سے کہا اے مصیبت زدہ آدمی تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا وہ بیماروں (مادر زاد اندھوں، کوڑیوں) کو شفا دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو طبیب بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی کوئی نشانی ہے؟ اس آدمی نے کہا جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اس کے بارے میں تمہیں خبر دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو کاہن بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس آدمی نے کہا ہاں وہ مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو جادوگر کر لیتے ہیں، ممکن ہے انہوں نے یہ جادوگروں سے سیکھ لیا ہو، بادشاہ اس سوال و جواب سے متعجب ہو رہا تھا۔ شمعون نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دلیل ہے تو اس آدمی نے جواب دیا وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

شمعون نے کہا اے بادشاہ اس نے ایک عظیم معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ میرا خیال ہے کوئی مخلوق اللہ کے حکم کے بغیر اس پر قادر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے جادوگر پر اسے جاری نہیں فرماتا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول نہ ہوئے تو وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مردے زندہ کیے تھے جب حضرت ابراہیم نے اس کا مطالبہ کیا تھا، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوگا۔

امام ابن جریر نے سدی سے، ابن عساکر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور انہیں لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا تو بنو اسرائیل آپ کو ملے اور آپ کو اپنی بستی سے نکال دیا۔ آپ اور آپ کی والدہ سفر پر سفر کرتے ہوئے نکل پڑے۔ آپ ایک بستی میں ایک آدمی کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ کی میزبانی کی اور بہت اچھا سلوک کیا۔ اس شہر کا ایک جابر حکمران تھا، ایک روز وہ آدمی واپس آیا جب کہ سخت غمگین تھا، وہ گھر میں داخل ہوا جب کہ حضرت مریم اس کی بیوی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، پوچھا تیرے خاوند کو کیا ہوا ہے؟ میں اسے غمگین دیکھتی ہوں۔ عورت نے کہا ہمارا ایک بادشاہ ہے، وہ ہمارے مردوں میں سے ہر ایک کی باری متعین کر دیتا ہے جس روز وہ آدمی بادشاہ اور اس کے لشکر کو کھانا کھلاتا ہے اور شراب پلاتا ہے، اگر وہ آدمی اس طرح نہ کرے تو بادشاہ اسے سزا دیتا ہے، آج ہماری باری ہے جب کہ ہمارے پاس اتنا وافر مال نہیں۔ حضرت مریم نے فرمایا اپنے خاوند سے کہو غم نہ کر، میں اپنے بیٹے کو کہوں گی وہ اس کے لئے دعا کرے گا جو اس کے لئے کافی ہو جائے گی۔

حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میری ماں اگر میں ایسا کروں گا تو اس میں بہت بڑی خرابی ہوگی۔ حضرت مریم نے کہا اس کی کوئی پرواہ نہ کر اس گھر کے مالک نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے، ہمیں عزت دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کی بیوی سے کہو کہ وہ ہانڈیوں اور مٹکوں کو پانی سے بھر

دے۔ اس عورت نے انہیں پانی سے بھر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ہانڈیوں میں جو کچھ تھا وہ گوشت، شوربا اور روٹی بن گیا اور جو مٹکوں میں تھا وہ شراب بن گیا، ایسی شراب انہوں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ جب بادشاہ آیا اس نے کھانا کھایا۔ جب شراب پی پوچھا تمہارے پاس یہ شراب کہاں سے آئی؟ آدمی نے جواب دیا فلاں جگہ سے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس اس جگہ سے شراب آتی ہے وہ تو ایسی نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے کہا یہ اور جگہ کی ہے۔ جب معاملہ بادشاہ پر مشتبہ ہو گیا تو اس آدمی پر سختی کی۔ آدمی نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں، میرے پاس ایک نوجوان ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو شراب بنا دیا۔ بادشاہ نے کہا بے شک ایسا انسان ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانی کو شراب بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا بھی ضرور قبول کرے گا کہ اس کے بیٹے کو زندہ کر دے کیونکہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا جسے وہ اپنا نائب بنانا چاہتا تھا وہ چند دن پہلے مر گیا تھا۔

بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا، آپ سے گفتگو کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ میرے بیٹے کو زندہ کر دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ اگر وہ زندہ ہوا تو برائیاں کرے گا۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیسا ہو اگر میں اسے دیکھ لوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں اسے زندہ کر دوں تو تم مجھے اور میری ماں کو جانے دو گے جہاں ہم جانا چاہیں گے؟ بادشاہ نے کہا ہاں آپ نے دعا کی بچہ زندہ ہو گیا۔ جب اس مملکت کے لوگوں نے یہ دیکھا کہ بچہ زندہ ہو گیا ہے انہوں نے اسلحہ اٹھانے کی ایک دوسرے کو دعوت دی اور کہا یہ بادشاہ ہمیں کھا گیا ہے۔ جب یہ مرنے کے قریب پہنچا تو یہ اپنا بیٹا ہم پر نائب بنانا چاہتا ہے، یہ بھی ہمیں اسی طرح کھائے گا جس طرح اس کے باپ نے ہمیں کھایا ہے۔ وہ لوگ آپس میں لڑ پڑے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ چلے گئے اور ایک یہودی بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو میرے ساتھ شریک ہو گا؟ یہودی نے کہا ہاں۔ جب اس نے دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو صرف ایک روٹی ہے تو شرمندہ ہوا۔ جب دونوں سو گئے تو یہودی نے روٹی کھانے کا ارادہ کیا، وہ لقمہ کھاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوچھتے تو کیا کرتا ہے؟ تو یہودی کہتا ہے کچھ بھی نہیں یہاں تک کہ یہودی روٹی کھانے سے بالکل فارغ ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اپنا کھانا لاؤ تو وہ ایک روٹی لایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا دوسری روٹی کہاں ہے؟ تو یہودی نے کہا میرے پاس تو صرف ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور یہ سب آگے چل پڑے۔ یہ سب ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی اے مویشیوں کے مالک اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس نے ایک بکری دے دی آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور یہودی سے فرمایا اسے کھاؤ اور اس کی ہڈی کو نہ توڑنا۔ دونوں نے اسے کھایا۔ جب سب سیر ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہڈیوں کو چمڑے میں پھینکا پھر اپنا عصا مارا، فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ بکری منمناتے ہوئے اٹھ پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بکری کے مالک سے فرمایا اپنی بکری لے لو، چرواہے نے آپ سے پوچھا تو کون

ہے؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ اس چرواہے نے کہا کیا تو جادوگر ہے؟ یہ کہہ کر آپ سے بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے کہا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری کو ذبح کیا جب کہ ہم اسے کھا چکے تھے آپ کے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم اٹھا دی میرے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ آپ گائیوں کے مالک کے پاس سے گزرے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنے جانوروں میں سے ایک بچھڑا ہمارے لئے ذبح کرو۔ اس مالک نے بچھڑا آپ کے حوالے کر دیا، آپ نے اسے ذبح کیا اور اسے بھونا جب کہ جانوروں کا مالک اسے دیکھ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھی سے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ، اس کی ہڈی نہ توڑنا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہڈیاں چمڑے میں جمع کیں، پھر اسے چھڑی ماری فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جاؤ تو وہ ڈکارتے ہوئے اٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنا بچھڑا لے لو۔ اس مالک نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ عیسیٰ جادوگر ہیں؟ یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری اور بچھڑے کو زندہ کیا جب کہ ہم انہیں کھا چکے تھے۔ تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم کھائی اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں اترے، یہودی اونچی جگہ ٹھہرا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پست جگہ ٹھہرے، یہودی نے بھی ایسا ہی عصا اٹھایا جیسا عصا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا، فرمایا آج میں بھی مردوں کو زندہ کروں گا، اس بستی کا سردار سخت بیمار تھا۔ یہودی یہ اعلان کرتے ہوئے نکل کھڑا ہوا کسے طبیب کی ضرورت ہے؟ اسے سردار اور اس کی تکلیف کے بارے میں بتایا گیا۔ یہودی نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو یہودی کو سردار کے پاس لے جایا گیا۔ یہودی نے سردار کی ٹانگ کو پکڑا۔ اسے اپنے عصا سے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہودی سردار کو مارتا ہی رہا جب کہ وہ مر چکا تھا اور کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھو۔ لوگوں نے یہودی کو پکڑ لیا تا کہ اسے سولی پر لٹکا دیں۔ یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی۔ آپ اس کے پاس اس وقت آئے جب اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا اگر میں تمہارے سردار کو زندہ کر دوں تو کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سردار کو زندہ کر دیا تو بادشاہ اٹھ پڑا۔ اس نے یہودی کو سولی سے اتروایا۔ فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام آپ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اللہ کی قسم میں تم سے کبھی بھی الگ نہ ہوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے بکری، بچھڑے کو زندہ کیا جن کو ہم نے کھا لیا تھا تجھے سولی سے نیچے اتارا جب کہ تجھے موت دینے کے لئے سولی پر چڑھایا گیا تھا تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں تو اس نے پھر بھی قسم اٹھا دی کہ اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے آپ تین اینٹوں کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی ان سب کو سونا بنا دے۔ آپ نے فرمایا اے یہودی ایک اینٹ میرے لئے، ایک اینٹ تیرے لئے اور ایک اینٹ اس کے لئے ہے جس نے روٹی کھائی تو یہودی کہہ اٹھا میں نے روٹی کھائی تھی (1)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 396، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام ابن عساکر نے حضرت لیث سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہولیا، دونوں چلے اور دریا کے کنارے پہنچے، دونوں کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے، دونوں کے پاس تین روٹیاں تھیں، دونوں نے دو روٹیاں کھا لیں اور ایک روٹی بچ گئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پینے کے لئے دریا کی طرف گئے واپس آئے تو روٹی نہ پائی، آپ نے اس ساتھی سے کہا روٹی کس نے کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا۔ آپ اس کو ساتھ لے کر چل پڑے، آپ نے ایک ہرنی دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے بچے تھے، آپ نے ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلایا، وہ آپ کے پاس آیا، آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے مل کر کھایا۔ پھر آپ نے اس بچے سے کہا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ اٹھ گیا۔ آپ نے ساتھی سے فرمایا میں تجھ سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ منظر دکھایا ہے کس نے روٹی کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو نہیں جانتا پھر دونوں سمندر کی طرف گئے۔ آپ نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا۔ آپ پانی پر چل پڑے۔ پھر فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی؟ کس نے روٹی کھائی اس نے جواب دیا میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر دونوں جنگل کی طرف نکل گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی لی، فرمایا اللہ کے حکم سے سونا بن جا تو مٹی سونا بن گئی۔ آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا، فرمایا تیسرا حصہ تیرے لئے، تیسرا حصہ میرے لئے اور تیسرا حصہ اس کے لئے جس نے روٹی کھائی۔ تو اس آدمی نے کہا میں نے روٹی کھائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمام تیرے لئے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے الگ راہ اختیار کی۔ دو اور آدمی اس آدمی کے پاس آ پہنچے، دونوں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں اور قتل کر ڈالیں۔ اس آدمی نے کہا یہ سونے کا ٹکڑا ہمارے درمیان برابر ہے، ایک آدمی کو بستی میں بھیجو جو ہمارے لئے کھانا لائے۔ انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا جس کو بستی میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا میں کیوں ان کے ساتھ مال تقسیم کروں، میں کھانے میں زہر رکھوں گا، ان دونوں کو قتل کروں گا، بھیجنے والے دونوں نے کہا ہم اسے مال کا تیسرا حصہ کیوں دیں۔ جب وہ واپس لوٹے گا تو ہم اسے قتل کر ڈالیں گے۔ جب وہ ان کے پاس واپس آیا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، دونوں نے بعد میں کھانا کھایا اور دونوں مر گئے۔ وہ مال جنگل میں اسی طرح پڑا رہا۔ وہ تینوں اس مال کے پاس مردہ پڑے تھے (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت خالد حذاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے قاصد بھیجتے جو مردے زندہ کرتے، آپ انہیں فرماتے تم یہ کہنا، تم یہ کہنا جب تم کپکپی اور آنسو دیکھو تو اس وقت دعا کرنا۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بھائی سے ملنے کے لئے گئے، آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے بتایا کہ آپ کا بھائی تو مر گیا ہے۔ آپ واپس لوٹ آئے، اس کی بیٹیوں نے آپ کے واپس لوٹ جانے کا سنا، وہ آپ کے پاس آئیں، عرض کی اے اللہ کے رسول آپ کا یوں واپس ہو جانا ہمارے لئے ہمارے والد کی موت سے بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ آپ نے فرمایا چلو مجھے اپنے والد کی قبر دکھاؤ، وہ ساتھ چلیں یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 395، مطبوعہ دار الفکر بیروت

قبر دکھائی۔ آپ نے اسے آواز دی، وہ باہر نکل آیا جب کہ اس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ پوچھا کیا تو فلاں نہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں میں وہی ہوں پوچھا کس چیز نے تیرے بالوں کو اس طرح کر دیا جس طرح میں دیکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی میں نے آپ کی آواز سنی تو میں نے اسے صیحہ (صور) گمان کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ جو تم رات کھانا کھاتے ہو اور جو اگلے دن کے لئے محفوظ کرتے ہو وہ میں تمہیں بتاؤں گا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدرسہ میں ساتھیوں سے فرماتے تیرے گھر والوں نے تیرے لئے فلاں فلاں چیز تیار کر رکھی ہے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی لڑکے تھے، آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، آپ انہیں فرماتے کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تیری ماں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ تو وہ ساتھی کہتا ٹھیک ہے بتاؤ۔ تو آپ فرماتے تیرے لئے انہوں نے فلاں فلاں چیز محفوظ کر رکھی ہے، بچہ اپنی ماں کے پاس جاتا اور کہتا جو تو نے میرے لئے چھپا رکھا ہے وہ مجھے کھلاؤ۔ ماں پوچھتی میں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ بچہ کہتا تو نے فلاں فلاں چیز چھپا رکھی ہے۔ ماں پوچھتی تجھے کس نے بتایا ہے؟ بچہ بتاتا مجھے حضرت عیسیٰ بن مریم نے بتایا ہے۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے دو گے تو یہ انہیں خراب کر دے گا۔ لوگوں نے بچوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور تالا لگا دیا۔ حضرت عیسی علیہ السلام انہیں تلاش کرنے کے لئے نکلے تو بچوں کو نہ پایا یہاں تک کہ ایک گھر میں ان کا شور وغل سنا۔ آپ نے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا اے لوگو گویا یہ بچے ہیں۔ لوگوں نے بتایا نہیں بلکہ یہ تو بندر اور خنزیر ہیں۔ آپ نے دعا کی اے اللہ انہیں بندر اور خنزیر بنا دے تو وہ اسی طرح ہو گئے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت لوگوں سے وعدہ لیا تھا کہ جب ان پر آسمان سے مائدہ اتارا تھا کہ وہ اس میں سے کھائیں گے ذخیرہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے مائدہ کو چھپا دیا تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا (3)۔

عبد بن حمید نے عاصم بن ابی نجود سے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ مثقلہ ہے اور اس میں ادغام ہے۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝۵۰

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 327  2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 373
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 328

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾

''اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتاب تورات کی اور تا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض وہ چیزیں جو (پہلے) حرام کی گئی تھیں تم پر اور لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ بے شک اللہ مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے مجھے اور مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تمہیں، سو اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے''۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر بھی عمل کرتے تھے، آپ ہفتہ کو کوئی دنیاوی کام نہ کرتے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ آپ نے بنی اسرائیل سے ارشاد فرمایا کہ تورات میں جو کچھ ہے میں نے اس سے مختلف چیز کی طرف دعوت نہیں دی، صرف اتنا کہا ہے کہ جو چیزیں تم پر پہلے حرام تھیں ان میں سے بعض کو حلال کر دیا ہے، میں تم سے بوجھوں کو ہلکا کرتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے آسان تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ کا گوشت، اوجھ اور آنتوں کی چربی حرام تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اسے حلال کر دیا، عام چربی کو حرام قرار دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے اس میں اسے حلال کر دیا گیا۔ مچھلیوں اور پرندوں میں سے کچھ ایسی چیزیں جن میں خار (کانٹا) نہیں ہوتا ان کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں سختی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں ان کے بارے میں تخفیف کا حکم لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان چیزوں کے بارے میں احکام کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بارے میں جو احکام عطا فرمائے انہیں بھی بیان کیا (4)۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

''پھر جب محسوس کیا عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کفر (وانکار) (تو) آپ نے کہا کون ہیں میرے مددگار اللہ کی راہ میں؟ (یہ سن کر) کہا حواریوں نے کہ ہم مدد کرنے والے ہیں اللہ (کے دین) کی، ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ گواہ ہو جائیو کہ ہم (حکم الٰہی کے سامنے) سر جھکائے ہوئے ہیں''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 331

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْكُفْرَ سے مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے کفر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب آپ نے اپنی قوم سے مدد طلب کی تھی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں کہا وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میری اتباع کرے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہاں الی مع کے معنی میں ہے یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی معیت میں میری مدد کرے گا(2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے اصحاب کو حواری اس لئے کہتے کیونکہ ان کے کپڑے سفید ہوتے اور وہ شکار کیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو ارطاۃ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں جو کپڑے دھوتے تھے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد کپڑے دھونے والے ہیں، نبطی زبان میں ہواری اور عربی زبان میں محور کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے تو وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حواریوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت کے قابل تھے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواریوں سے مراد انبیاء کے منتخب لوگ تھے(5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواری سے مراد وزیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواری سے مراد مددگار ہے۔

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے، میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں(6)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اسید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 335 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 332 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336
5۔ ایضاً 6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 527، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے مصحف میں وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ کی قراءت میں تین لغتیں ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

”اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے اس پر جو تو نے نازل فرمایا اور ہم نے تابعداری کی رسول کی تو لکھ لے ہمیں (حق پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ۔ اور یہودیوں نے بھی (مسیح کو قتل کرنے کی) خفیہ تدبیر کی اور (مسیح کو بچانے کے لئے) اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر (اور مؤثر) خفیہ تدبیر کرنے والا ہے“۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ لکھ لے۔ آپ کی امت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر دی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام حق پہنچا دیا اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے کلبی کی سند سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ لکھ لے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ میں ان سوال کرنے والوں کے واسطہ سے تیری بارگاہ اقدس میں سوال کرتا ہوں جن کے سوال کو تو نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے بے شک ایسے سوال کرنے والوں کا تجھ پر حق ہے، خشکی اور تری میں سے جس بندے اور بندی کی تو دعا قبول کرے ان کی اچھی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لے، ہمیں اور انہیں معاف فرما، ہماری اور ان کی آرزوؤں کو قبول فرما، ہماری اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کیونکہ جو تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لائے، ہم نے رسول کی اتباع کی، پس ہمیں شاہدین کے ساتھ لکھ لے۔ آپ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو بھی ان الفاظ کے ساتھ دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ خشکی اور تری میں رہنے والوں کی دعا میں انہیں شریک کر لیتا ہے وہ دعا ان سب کو شامل ہو جاتی ہے جب کہ وہ اپنی جگہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے انیس حواریوں کا ایک گھر میں محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ کون ہے جو میری صورت قبول کرے پھر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے اس چیز کو قبول کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے انہوں نے مکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے سے یہی مراد ہے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 338

WWW.NAFSEISLAM.COM

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٥٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٧﴾

''یاد کرو جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ (علیہ السلام)! یقیناً میں پوری عمر تک پہنچاؤں گا تمہیں اور اٹھانے والا ہوں تمہیں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تمہیں ان لوگوں (کی تہمتوں) سے جنہوں نے (تیرا) انکار کیا اور بنانے والا ہوں ان کو جنہوں نے تیری پیروی کی غالب کفر کرنے والوں پر قیامت تک، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تم نے پس (اس وقت) میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔ تو وہ جنہوں نے کفر کیا میں عذاب دوں گا انہیں سخت عذاب دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کے لئے کوئی مددگار۔ اور وہ جو ایمان لائے اور کئے نیک کام تو اللہ پورے پورے دے گا انہیں ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظلم کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُتَوَفِّيْكَ کا معنی ہے کہ میں تجھے موت عطا کرنے والا ہوں (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں زمین سے اٹھانے والا ہوں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ کو نیند عطا کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نیند کی حالت میں آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا۔ حضرت حسن نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ قیامت سے قبل آپ کی طرف لوٹیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر تمہیں موت عطا کرنے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مطر وراق سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے دنیا سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 338

WWW.NAFSEISLAM.COM

اٹھانے والا ہوں تجھے موت عطا کرنے والا نہیں (1)۔

امام ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ آپ کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد کم ہے اور جھٹلانے والوں کی تعداد زیادہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ میں تجھے قبض کروں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور کانے دجال پر مبعوث کروں گا جسے آپ قتل کریں گے، اس کے بعد آپ چوبیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر میں تجھے موت عطا کروں گا۔ کعب نے کہا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تصدیق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں ہوں گے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اس کے زمانے میں اتنے عجائب ہوں جتنے عجائب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔ آپ کے زمین سے اٹھانے کا مدعا یہ تھا کہ ایک جابر بادشاہ تھا جس کا نام داؤد بن نوذا تھا یہ بنی اسرائیل کا حاکم تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے تھے تاکہ آپ کو قتل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو نازل فرمایا جب کہ آپ کی عمر تیرہ سال تھی اور آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا جب کہ آپ کی عمر چونتیس سال تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی یعنی میں تجھے یہودیوں سے چھٹکارا دلاؤں گا وہ آپ کو قتل نہ کر سکیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا ہے، وہ آسمان میں اس کی بارگاہ میں ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن میں صرف تین ساعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت عطا کی پھر آپ کو آسمان پر اٹھالیا (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین دن تک موت عطا کی پھر دوبارہ زندہ کیا اور آسمانوں پر اٹھالیا (6)۔

امام حاکم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھڑیوں تک موت عطا کی پھر انہیں زندہ کیا حضرت مریم حاملہ ہوئیں جب کہ ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں اٹھایا گیا۔ آپ کے اٹھائے جانے کے بعد چھ سال تک حضرت مریم زندہ رہیں۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ سے مراد یہ ہے کہ میں تمہیں اٹھانے والا ہوں اور آخر زمانہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 — 2۔ ایضاً — 3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 — 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 340 — 6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں تجھے موت عطا کروں گا۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریر سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا اور انہیں موت عطا کی۔

امام حاکم نے حضرت حریث بن مخشی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو 21 رمضان میں شہید کیا گیا تو میں نے حضرت حسن بن علی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ کو اس رات شہید کیا گیا جس رات قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام قید کئے گئے، اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی (1)۔

امام ابن سعد، امام احمد نے زہد میں اور حاکم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں آسمانوں پر اٹھایا گیا اور اتنی عمر میں حضرت معاذ فوت ہوئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہود و نصاریٰ، مجوس اور آپ کی قوم میں سے کفار سے پاک کیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے آپ کے بارے میں جو برا ارادہ کیا تھا اس سے آپ کو پاک رکھا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام جنہوں نے آپ کے دین، ملت و سنت کی پیروی کی وہ ہمیشہ ان لوگوں پر غالب رہیں گے جنہوں نے آپ کی مخالفت کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر کے آپ کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے خلاف قیامت تک ان کی مدد کرنے والا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی، جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کی کوئی پرواہ نہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچے گا۔ لقمان نے کہا اگر کوئی یہ کہے کہ میں تو وہ کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا تو اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتباع کرنے والوں سے مراد مسلمان ہیں اور ہم ہی وہ ہیں اور ہم کفار پر ہمیشہ غالب ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی جب کہ وہ لوگوں پر غالب رہے گی یہاں

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 154 (4688) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (5173)

3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 341 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 342

تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچے گا جب کہ وہ اسی طرح ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ نصاریٰ قیامت تک یہودیوں پر غالب رہیں گے۔ کسی شہر میں اگر ایک بھی نصرانی ہوگا تو وہ مشرق و مغرب میں یہودیوں پر غالب ہوگا۔ یہودی ہر جگہ مغلوب رہیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں اٹھالئے گئے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے انہیں دوبارہ زمین پر اتارا جائے گا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور جو ان کے دین پر ہے وہ ہمیشہ قیامت تک ان لوگوں پر غالب رہیں گے جو ان سے الگ راہ اختیار کریں گے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو ایمان لائے اور فرائض ادا کیے انہیں ان کے اچھے اعمال پر پوری پوری جزا دی جائے گی، ان کے بدلہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی (2)۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

"یہ جو ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو آیتیں ہیں اور نصیحت حکمت والی"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں نجران کے دو راہب آئے، ایک نے پوچھا حضرت عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دینے میں جلدی نہیں فرمایا کرتے تھے، اسی وقت جواب دیتے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوتا، تو مُمْتَرِیْن تک آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ذکر حکیم سے مراد قرآن حکیم ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے میں نے عرض کی ان سے کون سی چیز نکالے گی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب، یہی ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 342 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 343 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 344

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾

''بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے، بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہوجا تو وہ ہوگیا۔ (اے سننے والے!) یہ حقیقت (کہ عیسیٰ انسان ہیں) تیرے رب کی طرف سے (بیان کی گئی) پس تو نہ ہوجا شک کرنے والوں سے۔ پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ بے شک یہی ہے واقعہ سچا اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بے شک اللہ ہی غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے فساد برپا کرنے والوں کو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان میں سید اور عاقب بھی تھے۔ اس وفد نے آپ سے عرض کی آپ کو کیا ہوا کہ آپ ہمارے صاحب کا ذکر کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے پوچھا آپ کا صاحب کون ہے؟ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کی آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے یا اس کے متعلق آپ کو خبر دی گئی ہے؟ پھر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ حضرت جبرئیل امین آئے، کہا جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اہل نجران میں سے ان کے دو سردار اور اسقف سید اور عاقب حضور ﷺ کو ملے، دونوں نے آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی باپ ہوتا ہے کیا وجہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور نجران کے لوگوں نے اس کے بارے میں سنا تو ان کے بہترین لوگوں میں سے چار فرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سید، عاقب، ماسرجس اور مار بحر بھی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ ان سب نے کہا نہیں بلکہ وہ اللہ ہے جو اپنی بادشاہت سے نیچے اترا اور مریم کے پیٹ میں داخل ہوگیا پھر اس سے نکلا، اس نے ہمیں اپنی قدرت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امر دکھایا، کیا آپ نے کوئی ایسا انسان بھی دیکھا ہے جو باپ کے بغیر بھی پیدا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل نجران کے عاقب اور سید کے بارے میں نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں سید اور عاقب بھی تھے، یہ ان دونوں نجران کے روساء تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ ہمارے صاحب کو کیوں گالیاں دیتے ہیں؟ آپ نے پوچھا تمہارا صاحب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا عیسیٰ بن مریم، انہوں نے کہا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بندے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا اور اس کی روح ہیں۔ وہ سخت غضب ناک ہوئے اور کہا اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ جو مردوں کو زندہ کرتا ہو، مادرزاد اندھوں کو تندرست کرتا ہو، مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہو اور اس میں پھونک مارتا ہو بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خدا ہیں یہاں تک کہ جبرئیل حاضر ہوئے، عرض کی اے محمد تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں (المائدہ: 17) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کے بارے میں بتاؤں تو حضرت جبرئیل امین نے ان آیات کی تلاوت کی۔ جب صبح ہوئی وہ لوگ پھر آئے تو حضور ﷺ نے ان پر یہ آیات تلاوت کیں(3)۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید نے حضرت ازرق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا اسقف اور عاقب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا ہم تو اس سے قبل ہی مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اسلام پر قائم ہونے کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، تم میں تین باتیں ہیں (1) تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے (2) تم صلیب کو سجدہ کرتے ہو (3) تم خنزیر کا گوشت کھاتے ہو۔ دونوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ حضور ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی مناسب جواب نہ جانا تو اللہ تعالیٰ نے بِالْمُفْسِدِيْنَ تک آیات کو نازل فرمایا۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا یہ نبی ہیں ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ان سے مباہلہ کریں۔ دونوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دونوں نے عرض کیا آپ مباہلہ کے علاوہ ہمیں کیا پیش کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اسلام، جزیہ یا جنگ تو انہوں نے جزیہ دینے کا اقرار کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ، اس کا رسول اور اس کا کلمہ ہیں(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 347

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہمیں حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو اس سے بڑھ کر مقام ہونا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان تو نہیں کہ وہ حضرت آدم جیسا ہو تو اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن حرث بن جزء زبیدی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کاش میرے اور اہل نجران کے درمیان حجاب ہوتا نہ میں انہیں دیکھتا اور نہ وہ مجھے دیکھتے کیونکہ وہ سختی سے آپ کے ساتھ جھگڑتے تھے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن عبد یشوع سے انہوں نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طٰس نازل ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے اہل نجران کی طرف ایک خط لکھا اس اللہ کے نام سے جو حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، یہ خط حضرت محمد ﷺ کی جانب سے نجران کے اسقف اور وہاں کے رہنے والوں کی طرف ہے، اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، امابعد میں تمہیں بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت، بندوں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی طرف بلاتا ہوں، اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو تم پر جزیہ لازم ہے، اگر تم جزیہ دینے سے انکار کرو تو میں تمہارے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ والسلام۔

جب اسقف نے یہ خط پڑھا تو سخت خوفزدہ ہوا تو اس نے اہل نجران میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہا جاتا، اسقف نے اسے خط دیا۔ شرحبیل نے خط پڑھا۔ اسقف نے اسے کہا تیری کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں نبوت عطا فرمائے گا، ممکن ہے یہی وہ آدمی ہو، نبوت کے بارے میں میرے پاس کچھ مشورہ نہیں، اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا میں اس بارے میں مشورہ دیتا اور تیرے لئے کوشش کرتا۔

اسقف نے اہل نجران کی طرف باری باری پیغام بھیجا، ہر ایک نے شرحبیل جیسی ہی بات کی۔ تمام کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ وہ شرحبیل بن وداعہ، عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو (مدینہ طیبہ) بھیجیں۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر لائیں۔ وفد چلا گیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے بات چیت کی۔ انہوں نے آپ سے سوال پوچھے۔ لگاتار بات چیت ہوتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج میرے پاس اس بارے میں کوئی چیز نہیں، تم ٹھہرو تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا جائے وہ میں تمہیں کل بتاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348

WWW.NAFSEISLAM.COM

انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جب حضور ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دے دی گئی تھی تو حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ حضرت حسن اور حضرت حسین آپ کی کملی میں تھے اور حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ اس طرح آنے کا مقصد لعان کرنے کا تھا۔ ان دنوں آپ کی کئی بیویاں بھی تھیں۔ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا میں تو ایک لازمی امر دیکھتا ہوں۔ اگر یہ آدمی نبی ہے اور ہم نے اس سے لعان کیا تو روئے زمین پر نہ ہمارا بال رہے گا اور نہ ہی ناخن مگر وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دونوں نے اس سے پوچھا اب تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اسے حکم مان لیں کیونکہ میں اسے ایسا آدمی خیال کرتا ہوں جو غلط فیصلہ نہیں کرے گا۔ دونوں نے اس سے کہا جو تیرا فیصلہ ہو ہمیں منظور ہے۔ شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا، عرض کی میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بھی بہتر رائے پائی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا ایک دن رات کی مہلت دیں، اس میں آپ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کریں گے، وہ ہمیں منظور ہوگا رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور ان سے مباہلہ نہ کیا اور ان سے جزیہ پر صلح کر لی۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاقب اور سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے لعان کا ارادہ کیا، ایک نے دوسرے سے کہا اس سے مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے لعان کر لیا تو نہ ہم کامیاب ہوں گے اور نہ ہمارے بعد والے کامیاب ہوں گے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی جو آپ ہم سے مطالبہ کریں گے، وہ ہم مان لیں گے ہمارے ساتھ اپنا ایک امین آدمی بھیجیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو عبیدہ اٹھو، جب آپ کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ امت کا امین ہے (1)۔

امام حاکم نے اسے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا نیز ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عاقب اور سید آئے، آپ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا اے محمد ہم اسلام لا چکے ہیں۔ فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون سی چیز ہے جو تمہیں اسلام لانے سے روکتی ہے۔ دونوں نے عرض کی بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا صلیب کی محبت، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانا۔ حضرت جابر نے کہا آپ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انہوں نے اگلے دن تک وعدہ کیا۔ جب اگلا دن طلوع ہوا حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کا ہاتھ پکڑا پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا۔ دونوں نے جواب دینے اور اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو ان پر وادی آگ سے بھر جاتی۔ جابر نے کہا انہیں کے بارے میں آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ حضرت جابر نے کہا اَنۡفُسَنَا اور اَنۡفُسَکُمۡ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ہیں اَبۡنَآءَنَا سے مراد حضرت حسن و حسین

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 217، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

رضی اللہ عنہا ہیں اور نِسَآءَنَا سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ، عبد اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ سے مباہلہ کریں کہ وہ تو ایسے نہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں یہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جمع کیا۔ ان کے رئیس نے کہا آپ سے لعان نہ کرو۔ اللہ کی قسم اگر تم ان سے لعان کرو گے تو دو جماعتوں میں سے ایک جماعت زمین میں دھنس جائے گی۔ وہ پھر حاضر ہوئے، عرض کی اے ابو القاسم ہمارے بے وقوفوں نے آپ سے مباہلہ کی بات کی ہے، ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے پھر فرمایا عذاب نجران پر سایہ فگن ہو چکا تھا (1)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں کلبی کے واسطہ سے ابو صالح رحمہم اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا ایک عیسائی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ان کے سردار تھے اور چودہ آدمی تھے۔ ان میں سید (یہی ان میں سب سے بڑا تھا) عاقب اس کا مقام و مرتبہ اس کے بعد تھا اور یہی صاحب رائے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے فرمایا اسلام قبول کر لو۔ دونوں نے کہا ہم اسلام لا چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اسلام نہیں لائے۔ دونوں نے جواب دیا کیوں نہیں ہم آپ سے پہلے ہی اسلام لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، تین چیزیں تمہیں اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں، تمہارا صلیب کی عبادت کرنا، خنزیر کھانا اور تمہارا یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں جنہیں حضور ﷺ نے ان پر تلاوت کیا۔ جب حضور ﷺ نے ان آیات کو تلاوت کیا تو انہوں نے کہا جو تم کہتے ہو ہم تو اسے نہیں جانتے۔ تو بعد والی آیت نازل ہوئی کہ جو جاننے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ سے جھگڑا کریں تو انہیں کہو آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ حضرت محمد ﷺ جو پیغام حق لائے ہیں وہ حق ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اگر تم اسلام قبول نہ کرو گے تو میں تم سے مباہلہ کروں گا۔ انہوں نے عرض کی اے ابو القاسم ﷺ ہم واپس چلتے ہیں اور اپنے معاملہ میں غور و فکر کرتے ہیں، پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے سے ملے اور سچی سچی باتیں کیں۔ سید نے عاقب سے کہا اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ یہ نبی مرسل ہیں، اگر تم اس سے لعان کرو گے تو وہ تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ کسی قوم نے کبھی بھی کسی نبی سے لعان نہیں کیا مگر ان کا نہ کوئی بڑا بچا ہے اور نہ ہی چھوٹا پروان چڑھا ہے۔ اگر تم اس کی پیروی نہیں کرنا چاہتے اور اس کی وجہ صرف تمہاری اپنے دین سے محبت ہے تو اسے چھوڑ دو اور اپنے ملک کی طرف واپس چلے جاؤ۔ حضور ﷺ ان کی طرف جب تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے ساتھ حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 649 (4157)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نصاریٰ نے مباہلہ کرنے سے انکار کردیا اور جزیہ دینے پر رضامندی اختیار کی۔

امام ابونعیم نے دلائل میں عطاء اور ضحاک رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اہل نجران کے آٹھ عربی اسقف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں عاقب اور سید بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ معنی یہ ہے کہ ہم جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ وہ بنوقریظہ، بنو نضیر اور بنوقینقاع کے پاس گئے، ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے نجران کے وفد کو مشورہ دیا کہ وہ آپ سے صلح کرلیں، مباہلہ نہ کریں، وہ وہی نبی ہے جن کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں۔ انہوں نے صفر میں ہزار حلے اور رجب میں ہزار حلے اور دراہم دینے پر صلح کرلی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو بلایا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ وہ واپس چلے گئے اور مباہلہ کرنے سے انکار کردیا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو روئے زمین سے ان کا خاتمہ کردیا جاتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی عظیم باتیں کرتے، وہ حضور ﷺ سے اس بارے میں جھگڑا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کو مباہلہ کرنے کا کہا۔ انہوں نے آنے والے دن کا وعدہ کیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ آپ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت فاطمہ بھی تھیں۔ انہوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کردیا اور جزیہ پر صلح کرلی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا تھا جس نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ اگر وہ مباہلہ کرلیتے تو اہل نجران ہلاک ہو جاتے یہاں تک کہ پرندے درختوں پر ہی مر جاتے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل نجران رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرتے تو وہ واپس پلٹتے درانحالیکہ وہ وہاں کے باسیوں کو پاتے اور نہ ہی کوئی مال پاتے (2)۔

امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل ہیں (3)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 163، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے حضرت غلباء بن احمر یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو بلا بھیجا اور یہودیوں کو بلا بھیجا تا کہ آپ ﷺ ان سے مباہلہ کریں تو ایک یہودی نوجوان نے کہا تم ہلاک ہو گیا تمہارا وہ زمانہ قریب ہی نہیں گزرا کہ تمہارے بھائی بندر اور خنزیر بنا دیئے گئے تھے؟ ان لوگوں سے مباہلہ نہ کرو تو وہ لوگ مباہلہ کرنے سے رک گئے (1)۔

امام ابن عساکر نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور ان کے بیٹے، حضرت عمر اور ان کے بیٹے، حضرت عثمان اور ان کے بیٹے اور حضرت علی اور ان کے بیٹے کو ساتھ لائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ نَبْتَهِلْ کا معنی ہے ہم کوشش کریں۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اخلاص ہے آپ اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ دعا ہے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، یہ ابتہال ہے آپ ہاتھوں کو لمبا کر کے اٹھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ حق ہے۔

امام عبد بن حمید نے قیس بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ایک دوسرے کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا تو آپ نے یہ مباہلہ والی آیت پڑھی، آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رکن یمانی کی طرف منہ کیا اور آیت کا آخری حصہ پڑھا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴

”(میرے نبی!) آپ کہیے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں (کسی کی) سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنا لے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا، پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دو گواہ رہنا (اے اہل کتاب) کہ ہم مسلمان ہیں“۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا (البقرہ:136) اور دوسری رکعت میں اس آیت کی تلاوت کرتے (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 251

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوسفیان نے روایت نقل کی ہے کہ ہرقل شاہ روم نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل جو روم کا بادشاہ ہے کی طرف ہے، اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی بعد ازاں میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو سلامتی پا جاؤ گے، اسلام قبول کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائے گا، اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے روگردانی کی تو تم پر تیرے تمام پیروکاروں کا گناہ بھی ہو گا یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔(1)

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کفار (اہل کتاب) کی طرف یہی خط ہوتا تھا تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو یکساں بات کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان سے جہاد کیا تو وہ جزیہ دینے راضی ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو کلمہ سواء کی دعوت دی انہوں نے ہی حضور ﷺ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا تھا اور گمان یہ کیا تھا کہ آپ نے یہودی کی حیثیت سے وفات پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور اس کی نفی کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو اس بات کی دعوت دی (4)۔

حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں نصف (انصاف) کی دعوت دی اور ان (وفد نجران) سے بحث وتمحیص کو ختم کر دیا۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ پھر حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو اس امر کی دعوت دی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سواء کا معنی عدل ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ سے اس کی تفسیر کے بارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 413، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 354 6۔ ایضاً

میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سواء کا معنی عدل ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

تَلَاقَیْنَا تَعَاصَیْنَا سَوَاءً وَلٰکِنْ حُمَّ عَنْ حَالٍ بِحَالٍ

ہم باہم برابر برابر ملے اور برابر برابر نافرمانی کی۔ لیکن ایک حال کا دوسرے حال کے بدلے میں فیصلہ کر لیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ کلمہ سواء سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اسی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معصیت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریں۔ کہا جاتا ہے اس ربوبیت کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ عبادت کے علاوہ اپنے سرداروں اور قائدین کی ہر معاملہ میں اطاعت کرتے اگرچہ ان کے لئے نماز نہ پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سجدہ کرتے تھے (3)۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۵ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶

”اے اہل کتاب! کیوں جھگڑتے ہو تم ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد، کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھ سکتے؟ سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو جو جھگڑتے رہے ہو (اب تک) ان باتوں میں جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا، پس (اب) کیوں جھگڑنے لگے ہو ان باتوں میں نہیں ہے تمہیں جن کا کچھ علم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے نصرانی اور یہود کے علماء حضور ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور آپ کے پاس باہم جھگڑا کیا، یہود کے علماء نے کہا حضرت ابراہیم تو یہودی تھے نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم نصرانی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابو رافع قرظی نے کہا اے محمد کیا تم ہم سے یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح عبادت کریں جس طرح نصاری حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک نجرانی نے کہا اے محمد ﷺ کیا تم یہی چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معاذ اللہ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کی جائے یا میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں، مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ سے بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3 صفحہ 354 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

عمران:79) تک نازل فرمایا پھر اس وعدہ کا ذکر کیا جو ان سے اور ان کے آباء واجداد سے لیا تھا کہ جب وہ رسول آئے گا کہ تو اس کی وہ تصدیق کریں گے اور انہوں نے اس کا اقرار بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ سے لے کر مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (آل عمران: 81) تک نازل فرمایا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو بلایا، انہوں نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی کی حیثیت سے فوت ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہودیت کی نفی کی فرمایا اے اہل کتاب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو، تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے جب کہ تورات اور انجیل آپ کے بعد نازل کی گئی جب کہ یہودیت تو تورات کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی اور نصرانیت انجیل کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو یہود ونصاریٰ سے بری قرار دیا جب کہ دونوں نے اس کا دعویٰ کیا تھا اور آپ کو مومنین کے ساتھ ملایا جو کہ حق پرست ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی تھے، یہودیوں نے کہا آپ یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کیا کہ تورات اور انجیل کو تو ہم نے آپ کے بعد نازل کیا ہے، اس لئے یہودیت اور نصرانیت تو ان کے بعد شروع ہوئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ کا مطلب ہے کہ جس کو تم نے دیکھا اور معائنہ کیا تم اس میں جھگڑو مگر جس کو تم نے دیکھا نہیں اس میں کیوں جھگڑتے ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا کہ جس چیز کا تمہیں علم ہے سے مراد وہ چیزیں ہیں جو تم پر حرام کی گئیں ہے یا جن کے بارے میں تمہیں حکم دیا گیا اور جس کا تمہیں علم نہیں سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو علم ہوتے ہوئے جھگڑے اسے تو معذور سمجھا جا سکتا ہے اور جو جہالت کی وجہ سے جھگڑے اس کا کوئی عذر قبول نہیں۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝۶۷

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

''نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر گمراہی سے الگ رہنے والے مسلمان تھے اور نہ ہی وہ شرک کرنے والوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے، نصرانیوں نے کہا آپ ہمارے دین پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو جھٹلایا اور ان کی حجت کو باطل کر دیا(1)۔

حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ کعب، آپ کے ساتھیوں اور نصرانیوں کی ایک جماعت نے کہا کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء ہم میں سے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف نکلے کہ وہ دین کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اس کی اتباع کریں۔ وہ ایک یہودی عالم سے ملے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے تمہارے دین کو اپنانے کا قصد کیا ہے، اپنے دین کے بارے میں بتاؤ، یہودی نے زید سے کہا تو اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آسکتا یہاں تک کہ تو اپنے حصہ کا اللہ تعالیٰ کا غضب پائے، زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ہی تو بھاگتا ہوں، میں تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا غضب برداشت نہیں کر سکتا، کیا تم مجھے ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیز نہ ہو۔ اس نے کہا میں اور کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید نے پوچھا حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین، آپ نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ زید یہودی عالم کے پاس سے اٹھے اور ایک نصرانی عالم کے پاس آئے، اس سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارا دین اپناؤں، مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ اس عالم نے کہا تم اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آسکتے جب تک تم اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق نہ بنو۔ زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے کسی شے کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے غضب کو برداشت کر سکتا ہوں۔ کیا تم مجھے کسی ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیزیں نہ ہوں؟ تو اس عالم نے بھی زید کو وہی بات بتائی جو یہودی عالم نے بتائی تھی کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید ان کے پاس سے اٹھا اور اسی دین پر راضی ہو گیا جس کے بارے میں ان دونوں نے بتایا اور حضرت ابراہیم کی شان کے بارے میں جس چیز پر اتفاق کیا تھا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے اور عرض کرتے اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں(2)۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

WWW.NAFSEISLAM.COM

''بے شک نزدیک تر لوگ ابراہیم (علیہ السلام) سے وہ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی نیز یہ نبی (کریم) اور جو (اس نبی پر) ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے مومنوں کا''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن غنم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ نجاشی کے پاس گئے تو انہیں عمرو بن عاص اور عمارہ بن ابی معیط نے آلیا اور ان صحابہ پر سرکشی کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ نجاشی کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ یہ جماعت جو مکہ سے تیرے پاس آئی ہے، ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تیرے ملک کو خراب کریں، تیری زمین میں فساد برپا کریں اور تیرے رب کو برا بھلا کہیں، نجاشی نے حضور ﷺ کے صحابہ کو بلا بھیجا۔ جب صحابہ کرام حاضر ہو گئے تو نجاشی نے پوچھا کیا تم سنتے نہیں کہ یہ دونوں تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عمرو بن عاص اور عمارہ یہ گمان کرتے ہیں کہ تم اس لئے یہاں آئے ہو کہ میرے ملک کو تباہ و برباد کر دو اور میرے ملک میں فساد برپا کرو۔ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت حمزہ نے کہا اگر تم چاہو تو ہم میں سے ایک کو موقع دو کہ وہ نجاشی سے بات کرے، میں تم میں سے کم عمر ہوں۔ اگر بات صحیح ہو گی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توفیق دینے والا ہے، اگر بات بگڑ گئی تو تم کہنا یہ نوجوان آدمی ہے، اسے گفتگو کا سلیقہ نہیں تو تم عذر پیش کر دینا۔ نجاشی نے اپنے علماء، راہب اور ترجمان اکٹھے کئے پھر صحابہ سے پوچھا مجھے اس ہستی کے بارے میں بتاؤ جن کے پاس سے تم آئے ہو کہ وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟ کیا ان کی کوئی کتاب بھی ہے جسے وہ پڑھتے ہیں؟ صحابہ نے بتایا ہاں اللہ تعالیٰ جو ان کی طرف وحی کرتا ہے وہ اسے پڑھتے ہیں جسے وہ اللہ سے خود سنتے ہیں وہ پڑھتے ہیں، آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں، آپ حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں، یتیم پر احسان کا حکم دیتے ہیں، ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں اور کسی اور کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور سورۂ روم، سورۂ عنکبوت، سورۂ کہف اور سورۂ مریم کی آیات کی تلاوت کی۔ جب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا تو عمرو بن عاص نے ارادہ کیا کہ نجاشی کو ان پر غضب ناک کرے۔ عمرو نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو گفتگو کرنے والے صحابی نے کہا آپ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبد اللہ، رسول اللہ، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا۔ تو نجاشی نے اپنے مسواک کا ایک تنکا لیا جو اس قدر تھا جتنا آنکھ میں تنکا پڑ جاتا ہے اور قسم اٹھائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں جتنا کہ تمہارے نبی کہتے ہیں، تمہیں بشارت ہو اور تم کوئی خوف نہ کرو، تم آج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حزب ہو۔ عمرو بن عاص نے پوچھا حضرت ابراہیم کے حزب سے کیا مراد ہے؟ نجاشی نے کہا اس سے مراد یہ جماعت اور ان کے نبی ہیں جن کے پاس سے یہ لوگ آئے ہیں اور جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے کہ آپ پر ان کے جھگڑے کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ

عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے انبیاء میں سے ولی ہوئے ہیں، انبیاء میں سے میرے ولی میرے جد اعلیٰ اور میرے رب کے خلیل ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حکم بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قریش کی جماعت لوگوں میں سے نبی کے سب سے قریبی متقین ہیں تم بھی ان کی راہ چلو دیکھو ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے پاس اعمال کے ساتھ آئیں اور تم دنیا کے ساتھ میرے پاس آؤ تو میں تم سے اپنا چہرہ پھیر لوں پھر ان پر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْلَى النَّاسِ سے مراد مومنین ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے دین، سنت، منہاج اور فطرت پر ہیں۔ هٰذَا النَّبِيُّ سے مراد اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ سے مراد مومنین ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن حضرت ابراہیم کا ولی (دوست) ہے خواہ وہ گزر چکا ہے یا ابھی باقی ہے۔

امام احمد، ابوداؤد نے بعث میں، ابن ابی دنیا نے عزاء میں، بیہقی نے البعث والنشور میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑ میں ہوں گے جن کی کفالت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کر رہی ہوں گی یہاں تک کہ انہیں قیامت کے روز ان کے والدین کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝69 يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝70 يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝71 وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝72 وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359

WWW.NAFSEISLAM.COM

رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ۚۙ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

''دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کردیں تمہیں اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔ اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور (کیوں) چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہا ایک گروہ نے اہل کتاب سے کہ ایمان لے آؤ اس (کتاب) پر جو اتاری گئی ایمان والوں پر صبح کے وقت اور انکار کردو اس کا سرشام۔ شاید (اس طرح) وہ (اسلام سے) برگشتہ ہوجائیں۔ (ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہیں) کہ مت مانو کسی کی بات سوائے ان لوگوں کے جو پیروی کرتے ہیں تمہارے دین کی۔ فرمایئے ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہو (اور یہ بھی نہ ماننا کہ) دیا جاسکتا ہے کسی کو جیسے تمہیں دیا گیا یا کوئی حجت لاسکتا ہے تم پر تمہارے رب کے پاس (اے حبیب ﷺ!) فرمادیجئے کہ فضل (وکرم) تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں اہل کتاب کے بارے میں جو کچھ مذکورہ ہے وہ نصاریٰ کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی نعت تمہاری کتابوں میں ہے پھر تم کفر کرتے ہو اور آپ کا انکار کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے جب کہ تم اپنی کتابوں، تورات وانجیل میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو کہ آپ نبی امی ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب کہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہے تم اپنی کتابوں میں آپ کی شان لکھی ہوئی پاتے ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات سے مراد دلائل ہیں اور تم یہ جانتے ہو کہ قرآن حق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کی شان تم تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی دین نہیں (3)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تم یہودیت اور نصرانیت کو کیوں اسلام کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہو جب کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ صرف اسلام ہی کو بطور دین قبول فرمائے گا اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو چھپاتے ہو جب کہ تم آپ کی شان تورات وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن حنیف، عدی بن زید اور حرث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا آؤ دن کے پہلے پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آئیں اور پچھلے پہر اس کا انکار کر دیں تا کہ ہم ان پر ان کا دین مشتبہ کر دیں۔ شاید وہ بھی اسی طرح کریں جس طرح ہم کریں گے اور وہ دین سے پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ سے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دن کے پہلے پہر ان پر ایمان لے آؤ اور پچھلے پہر ارتداد اختیار کر لو، ممکن ہے وہ بھی تمہارے ساتھ ہی پلٹ آئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے راز کی اطلاع فرمائی اور ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ عرب بستیوں کے بارہ علماء تھے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا دن کے پہلے پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاؤ اور کہو ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق اور سچے ہیں، جب دن کا پچھلا پہر ہو گا تو انکار کر دینا اور کہنا ہم اپنے علماء کی طرف واپس پلٹ آئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہیں تم تو سچی بات پر نہیں ہو ہم اپنے دین کی طرف پلٹ آئے ہیں، تمہارے دین سے یہ ہمیں زیادہ پسندیدہ ہے، شاید مومنوں کو شک پڑ جائے کہ یہ دن کے پہلے حصہ میں ہمارے ساتھ تھے اب انہیں کیا ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ کر دیا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے کہا جب تم دن کے پہلے پہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ملو تو ایمان لے آنا جب دن کا پچھلا پہر آئے تو اپنی نماز پڑھنا۔ شاید وہ کہیں یہ اہل کتاب ہیں ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں، شاید وہ اپنے دین سے پلٹ آئیں(5)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں ابوظبیان رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دن کے پہلے حصہ میں وہ آپ کے ساتھ ہوتے، آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ سے کلام کرتے، جب شام ہوتی اور نماز کا وقت ہوتا تو انکار کر دیتے اور آپ کو چھوڑ دیتے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 361 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی صبح کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے اور پچھلے پہر پر انکار کر دیتے وہ یہ خفیہ تدبیر کرتے تا کہ لوگوں کو یہ دکھائیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی تھی اب ان پر گمراہی عیاں ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے رجوع کیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے وجہ النَّهَارِ کی تفسیر دن کا پہلا حصہ لیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وَلَا تُؤْمِنُوٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ یہ قول انہوں نے ایک دوسرے سے کہا تھا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم صرف اسی پر ایمان لاؤ جو یہودیت کی اتباع کرے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کے علماء اپنے ہم دینوں سے کہتے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس جاؤ اور کہو ہم تمہارے دین پر ہیں، جب رات ہو تو ان کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ہم نے تمہارے دین کا انکار کیا ہے، ہم اپنے پہلے دین پر ہی ہیں۔ ہم نے اپنے علماء سے پوچھا ہے، انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تم تو دین حق پر نہیں ہو۔ شاید اس حیلہ سے مسلمان تمہارے دین کی طرف پلٹ آئیں اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا قول اس لئے کرتے کہ یہودی اس بات پر حسد کرتے کہ نبوت کسی اور میں واقع ہو اور وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ لوگ ان کے دین کی ہی اتباع کریں(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو وہ فضیلت دی جائے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ۔(7)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ نے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اے حضرت محمد ﷺ کی امت اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ اصل میں یہودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے یہاں تک کہ ہم پر من وسلوی نازل فرمایا اے مسلمانو اللہ تعالیٰ نے جو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد3، صفحہ 64-363 2۔ ایضاً، جلد3، صفحہ 364 3۔ ایضاً، جلد3، صفحہ 366 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد3، صفحہ 366 6۔ ایضاً، جلد3، صفحہ 367 7۔ ایضاً

تمہیں عطا فرمایا ہے وہ بہت افضل ہے اس لئے یہ کہا کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب جیسی کتاب نازل فرمائی اور تمہارے نبی جیسا نبی مبعوث کیا تو تم نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا۔ تو آپ فرما دیجئے فضل تو سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے جب یہ امر وہی ہے جس پر تم ہو اسی کی مثل تمہیں عطا کیا گیا ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں اس نبی کی شان کے بارے میں جو کہا ہے اس کے بارے میں ان مسلمانوں کو نہ بتاؤ، یہ تمہارے رب کے ہاں تم سے جھگڑیں گے، انہیں تمہارے خلاف غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ یہاں فضل سے مراد اسلام ہے، رحمت سے مراد قرآن اور اسلام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے اسے مختص کر دیتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے العظیم کی تعبیر وافر نقل کی ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

"اور اہل کتاب سے بعض ایسے (دیانت دار) ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک ڈھیر (سونے چاندی کا) تو ادا کر دے اسے تمہاری طرف اور ان میں سے بعض وہ بھی ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک اشرفی تو واپس نہ کرے گا اسے بھی تیری طرف مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے، اس (بددیانتی) کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے ہم پر ان پڑھوں کے معاملہ میں کوئی گرفت اور یہ لوگ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا وعدہ اور پرہیزگار بنا تو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 369

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو بڑا خزانہ واپس کر دیتے ہیں اس سے مراد نصاری اور جو واپس نہیں کرتے اس سے مراد یہودی ہیں مگر اس صورت میں جب کہ تو ان سے مطالبہ کرے اور ان کا پیچھا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے دیون یہودیوں پر ہوتے تھے، وہ کہتے اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے اموال اپنے پاس روکے رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔ اہل کتاب کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر مسلمان کو ان کا حق ادا کر دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے دینار نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ دین اور نار ہے، کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے اپنا حق لیا وہ دین ہے جس نے ناحق لیا وہ نار ہے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ درہم کو درہم کیوں کہتے ہیں اور دینار کو دینار کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ درہم کو درہم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ غم کا گھر ہے اور دینار کو دینار اس لئے کہتے ہیں کیونکہ مجوسیوں نے اسے بنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآىِٕمًا کہ یہ تعبیر نقل کی ہے کہ لگاتار کھڑا رہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اس کے سر پر کھڑا رہے تو اس وقت تک تو وہ امانت کا اعتراف کرتا ہے جب تو اٹھ کر چلا جائے پھر مطالبہ کے لے واپس آئے تو پھر انکار کر دیتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ عربوں کے جو اموال ہم نے لے لئے ہیں تو ان کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جاتا کیا وجہ ہے تم امانت واپس نہیں کرتے؟ وہ جواب میں کہتے عربوں کے اموال کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے لئے حلال کر دیئے ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا، زمانہ جاہلیت میں جو کچھ تھا وہ ان دو قدموں کے نیچے ہے مگر امانت یہ نیک اور برے ہر شخص کو واپس کی جائے گی (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم جنگ میں ذمیوں کے اموال میں سے مرغی اور بکری وغیرہ پاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا ہم کہتے ہیں اس بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اہل کتاب بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، جب انہوں نے جزیہ ادا کر دیا ہے تو اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 371 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

ان کے اموال تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ خوشی سے تمہیں نہ دیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں چند افراد نے یہودیوں سے کاروبار کیا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو یہودیوں سے رقم کا مطالبہ کیا۔ تو یہودیوں نے کہا نہ ہم پر تمہاری امانت کی واپسی لازم ہے اور نہ ہی قرض کی ادائیگی کیونکہ تم نے اپنا سابقہ دین چھوڑ دیا ہے۔ ساتھ ہی یہ دعویٰ کیا کہ ہم اپنی کتاب میں یہی حکم پاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَیَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ (2)

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَاتَّقٰی کا مطلب ہے جو شرک سے بچا اور اللہ تعالیٰ شرک سے بچنے والوں کو محبوب رکھتا ہے (3)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْ ۠ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۷۷﴾

”بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لئے آخرت میں اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ اور دیکھے گا بھی نہیں ان کی طرف قیامت کے روز اور نہ پاک کرے گا انہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے“۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی قسم اٹھائے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو، اس کی قسم اٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال قبضہ میں لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ اشعث بن قیس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی، میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، اس نے زمین واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا گواہ تو نہیں۔ حضور ﷺ نے اس یہودی سے فرمایا اس بارے میں قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ قسم اٹھا دے گا اور میرا مال ضائع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے بازار میں اپنا سامان پیش کیا اور اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ اس نے اس مال کے اتنے پیسے دیئے تھے جب کہ اس نے اتنے پیسے نہیں دیئے تھے۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ مسلمان کو پھانس لے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 363 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 373

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں اور ابن عسا کر نے عدی بن بحیرہ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امرؤ القیس اور حضرموت کے ایک آدمی کے درمیان جھگڑا تھا۔ دونوں نے مسئلہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا حضور ﷺ نے فرمایا تیرے گواہ ہوں گے ورنہ اس کی قسم ہوگی۔ حضرمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس نے قسم اٹھادی تو میری زمین چلی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے جھوٹی قسم اٹھائی اس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے بھائی کا حق غصب کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ امرؤ القیس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کیا ہوگا جس نے چھوڑ دیا جب کہ وہ جانتا تھا کہ یہ زمین اس کا حق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جنت۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس زمین کو چھوڑ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اشعث بن قیس نے اور ایک اور آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا جو اس آدمی کی تھی اور حضرت اشعث کے قبضہ میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ لاؤ۔ اس آدمی نے عرض کی اشعث کے خلاف گواہی دینے کے لئے میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم قسم لے سکتے ہو۔ اشعث نے کہا ہم قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اشعث نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اللہ تعالیٰ اور آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مدمقابل سچا ہے۔ اشعث نے اس کی زمین اسے واپس کر دی اور اپنی طرف سے بہت سی زمین بھی دے دی (2)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دن کے پہلے پہر اپنا سامان فروخت کے لئے پیش کیا۔ جب شام ہونے لگی تو ایک آدمی اس کے پاس آیا تا کہ اس سے وہ سامان خریدے۔ تو مالک نے قسم اٹھادی کہ دن کے پہلے حصے میں اتنی قیمت پر سامان اس نے نہ بیچا۔ اگر شام نہ ہو جاتی تو وہ اپنا سامان نہ بیچتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابورافع، کنانہ بن ابی الحقیق، کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عون کے واسطہ سے ابراہیم، محمد اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سب کہتے اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قسم کے ساتھ دوسرے آدمی کا مال لے لیتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرموت اور کندہ کا ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کندی نے کہا یہ وہ زمین ہے جو میرے قبضہ میں تھی، میں اسے کاشت کرتا چلا آ رہا ہوں، اس میں اس آدمی کا کوئی حق نہیں۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 374　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 375　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 374

WWW.NAFSEISLAM.COM

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرمی سے کہا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے عرض کی میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو پھر تیرے لیے قسم ہے۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آدمی تو فاجر ہے، یہ قسم اٹھانے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی یہ کسی چیز سے ڈرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم صرف اس سے قسم ہی لے سکتے ہو۔ وہ آدمی قسم اٹھانے کے لئے جانے لگا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ آدمی مال کھانے کے لئے قسم اٹھادے تو یہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرنے والا ہوگا(1)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت اشعث بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کندہ اور حضرموت کے ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یمن میں موجود زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا، حضرمی نے عرض کی میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کرلیا ہے، اب یہ زمین اس کے قبضہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ عرض کی نہیں لیکن میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کیا ہے۔ کندی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بھی جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا مال غصب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے۔ کندی نے کہا یہ اس کی زمین ہے۔

امام احمد، بزار، ابویعلی اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا۔ ان میں سے ایک حضرموت سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پر قسم لازم فرمائی تو دوسرے نے شور مچادیا کہ پھر میری زمین تو میری ملکیت سے غائب ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے ظلم کرتے ہوئے تیری زمین ہتھیالی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور ایسے آدمی کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا دوسرا آدمی ڈر گیا اور زمین اسے واپس کردی۔

امام احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، بیہقی نے سنن میں اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ایسا گناہ جس کا کفارہ نہیں ہوتا اس میں ہم یمین غموس کو شمار کرتے تھے۔ عرض کی گئی یمین غموس کیا ہے؟ فرمایا ایک آدمی اپنی جھوٹی قسم کے ساتھ کسی آدمی کا مال غصب کرنا چاہے۔

امام ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت حرث بن برصاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حج کے دوران جمرتین کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی بھائی کا مال غصب کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچادے جو موجود نہیں۔ یہ ارشاد آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ دہرایا(2)۔

امام بزار نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال

---

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 3، صفحہ 70 (1340) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 328 (7803) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کو برباد کر دیتی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے بغاوت سب سے جلدی عذاب لانے کا باعث ہوتی ہے، طاعات میں سے صلہ رحمی سب سے جلدی ثواب کا باعث ہوتی ہے جھوٹی قسم گھروں کو برباد کر چھوڑتی ہے۔

امام حرث بن ابی اسامہ اور حاکم نے حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال غصب کیا تو اس کے دل میں سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، کوئی چیز قیامت تک اس کے اس نقطہ کو مٹا نہیں سکتی (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قسم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دیتا ہے اور جہنم کو واجب کر دیتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ خواہ وہ مال تھوڑا سا ہو؟ فرمایا اگر چہ مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

امام مالک، ابن سعد، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن نے اپنی قسم کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کو واجب کر دیتا ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ وہ مال تھوڑا سا ہو۔ فرمایا اگر چہ وہ اراک (درخت) کی ٹہنی ہو۔ یہ ارشاد آپ نے تین دفعہ فرمایا (2)۔

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت اس منبر کے پاس جھوٹی قسم نہیں اٹھاتا مگر جہنم کا مستحق بن جاتا ہے اگر چہ وہ چیز جس کو حاصل کرنے کے لئے قسم اٹھا رہا ہے وہ تر مسواک ہی کیوں نہ ہو (3)۔

امام ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے منبر کے نزدیک جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے اگر چہ اس نے قسم تر مسواک کو حاصل کرنے کے لئے اٹھائی ہو۔ ابو عبید اور خطابی نے کہا حضور ﷺ کے زمانہ میں قسم منبر کے پاس اٹھاتے تھے (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم سامان کو ناپید کر دیتی ہے اور کمائی کو مٹا دیتی ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو سوید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جھوٹی قسم رحم کو بانجھ کر دیتی ہے تعداد کو کم کر دیتی ہے اور گھروں کو کھنڈر بنا دیتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 109 (2322) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 108 (2325)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک آدمی مسلمان کے مال پر قسم اٹھائے اور اسے غصب کرلے اور ایک آدمی عصر کی نماز کے بعد قسم اٹھائے کہ اس نے اس کے سامان کے بدلے میں زیادہ عطا کیا تھا جب کہ وہ جھوٹ ہو، تیسرا آدمی وہ ہے جس نے فالتو پانی روکا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنے فضل کو روکتا ہوں جس طرح تو نے فاضل پانی روکا تھا جب کہ اس پانی میں تیرا کوئی عمل دخل نہ تھا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر اور حاکم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے جو جھوٹی قسم اٹھائے تاکہ اپنے بھائی کا مال غصب کرے تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا کیا یہ ایسی چیز ہے جو تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو کہا بے شک تم اسے پاتے ہو۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الآیۃ (2)۔

امام بخاری نے ابوملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتیں ایک گھر میں گھونگے پرو رہی تھی، ستالی (جس سے سوراخ کر رہی تھی) اس کے ہاتھ سے آر پار نکل گئی، اس نے دوسری پر اس کا دعویٰ کردیا۔ مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض دعووں پر حق عطا کردیے جاتے تو یہ دعوے قوموں کے خون اور اموال ختم کردیتے جس میں وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں اور اس کا اقرار کریں پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ لوگوں نے اس کے سامنے اس کا ذکر کیا تو اس عورت نے غلطی کا اعتراف کرلیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا جھوٹی قسم گناہ کبیرہ میں سے ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں یہ خیال کرتے تھے کہ وہ گناہ جسے نہیں بخشا جائے گا وہ قسم ہے جس میں قسم اٹھانے والا جھوٹا ہو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی قرآن پڑھے تاکہ لوگوں کے مال حاصل کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے لائے گا جب کہ اس کا چہرہ اس کی ہتھیلیوں کے درمیان ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو قرآن اس لئے پڑھتا تھا کہ لوگوں سے مال لے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایک ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

---

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی (مختصرا)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام نہ ہوگا، ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اپنے تہ بند کو نیچے کرنے والا، جھوٹی قسم کے ساتھ مال بیچنے والا، احسان جتلانے والا (1)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ جس کے پاس زائد پانی ہو اور وہ مسافر کو پانی نہ دے، دوسرا وہ آدمی جو عصر کی نماز کے بعد سامان پر جھوٹی قسم اٹھائے دوسرا آدمی اس کی تصدیق کرے ایک اور آدمی اس کی تصدیق کی وجہ سے اس سے سامان خریدے، تیسرا وہ آدمی جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرے، اگر امام اسے عطا کرے تو یہ امام سے وفا کرے، اگر وہ اسے عطا نہ کرے تو یہ اس کے ساتھ وفا نہ کرے (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہم کلام نہ ہوگا ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا بدکار، محتاج متکبر اور تیسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا وہ اپنا مال قسم کے ساتھ ہی بیچتا ہے اور قسم کے ساتھ ہی فروخت کرتا ہے۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ ہے کہ میں ایک ایسے مرغ کے بارے میں بات کروں جس کی ٹانگوں نے زمین کو بھر دیا ہے اور جس کی گردن عرش کے نیچے ٹیڑھی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ رَبَّنَا تو اسے جواب دیا جاتا ہے جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری قدرت کو کچھ نہیں جانتا (3)۔

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝۷۸

”اور بے شک ان میں ایک فریق وہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبان کو کتاب کے ساتھ تا کہ تم خیال کرنے لگو (ان کی) اس (الٹ پھیر) کو بھی اصل کتاب سے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بھی اللہ کی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2-1، صفحہ 98، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 100

3۔ مستدرک حاکم، جلد 6، صفحہ 330، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

طرف سے (اترا) ہے حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کے پاس سے اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں لَفَرِيْقًا سے مراد یہودی ہیں، وہ کتاب اللہ میں اس چیز کا اضافہ کر دیتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نازل نہیں کیا ہوتا تھا (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے يَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ سے مراد ہے کہ وہ تحریف کرتے ہیں (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تورات اور انجیل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں نازل فرمایا، اس میں ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں لیکن وہ تحریف اور تاویل کے ساتھ گمراہ کرتے تھے اور ان کے پاس ایسی کتابیں تھیں جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے اور کہتے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾

"نہیں ہے مناسب کسی انسان کے لئے کہ (جب) عطا فرما دے اسے اللہ تعالیٰ کتاب اور حکومت اور نبوت تو پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر (وہ تو یہ کہے گا کہ) بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی اور بوجہ اس کے کہ تم خود بھی اسے پڑھتے تھے۔ اور وہ (مقبول بندہ) نہیں حکم دے گا تمہیں اس بات کا کہ بنا لو فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا (تم خود سوچو) کیا وہ حکم دے سکتا ہے تمہیں کفر کرنے کا بعد اس کے کہ تم مسلمان بن چکے ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل نجران کے وفد کے ہمراہ یہود و نصاریٰ کے علماء اکٹھے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابو رافع قرظی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہم آپ کی عبادت کریں جس طرح نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں؟ اہل نجران میں سے ایک نصرانی نے کہا جسے رئیس کہا جاتا اے محمد کیا آپ ہم سے اسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں یا ہم غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیں، نہ مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور نہ ہی مجھے اس امر کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے قول کے حوالے سے یہ ارشاد فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہودیوں میں سے کچھ لوگ اپنے رب کو چھوڑ کر لوگوں کی عبادت کرتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ کے احکام میں تحریف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ کسی بندے کو زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کے برعکس لوگوں کو حکم دیتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو اسی طرح سلام پیش کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے نبی کی تعظیم بجالاؤ اور اس کے اہل کا حق پہچانو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو سجدہ مناسب نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رَبّٰنِيّٖنَ کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور معلمین ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیین سے مراد حلیم، عالم اور حکیم ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربانیین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء وفقہاء ہیں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء، فقہاء ہیں (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء وعلماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء وعلماء ہیں، یہ احبار سے رتبہ میں بلند تھے (6)۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء و متقی لوگ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد یہ ہے جو لوگوں کی تربیت کرتے اس

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 379 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 381

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 380

WWW.NAFSEISLAM.COM

حال میں کہ اس امر کے ذمہ دار ہوتے اور یہ آیت پڑھی: لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ (المائدہ:63) کیا ربانیون سے مراد والی اور احبار سے مراد علماء ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جو آدمی قرآن کی تعلیم حاصل کرے اس پر فرض ہے کہ وہ فقیہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ تُعَلِّمُوْنَ کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ مشدد پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے تخفیف کی صورت تاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ انہوں نے اس کا علم حاصل نہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی تعلیم دی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم اسے تاء مرفوعہ اور لام مکسورہ مشددہ کے ساتھ پڑھتے الْكِتٰبَ سے مراد قرآن اور ماتدرسون سے مراد فقہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آزاد، غلام، مرد اور عورت کا عذر قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ قرآن کو اپنی استطاعت کے مطابق نہ سیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ اس کا مفہوم ہے فقہاء بنو اور علماء بنو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فقہ میں باہم مذاکرہ کرو، وہ بھی باہم فقہی مسائل میں اسی طرح مذاکرہ کرتے جس طرح ہم آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نبی تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیتا (4)۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 381
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 282
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 383
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 384

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں''۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس میں کتابت کی غلطی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت یہ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ قرأت کی اور کہا حضرت ابی بن کعب بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔ ربیع نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور آپ کی مدد کرو فرمایا اس سے مخاطب اہل کتاب ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ حضرت عبد اللہ کے شاگرد یوں پڑھتے ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ جب کہ ہم مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ پڑھتے ہیں تو حضرت عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء سے یہ وعدہ لیا اس پیغام کی تصدیق کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے جو بعد والے انبیاء لائیں گے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی مبعوث نہیں کیا وہ حضرت آدم ہوں یا بعد میں آنے والا نبی مگر اس سے حضور ﷺ کے بارے میں وعدہ لیا کہ اگر حضور ﷺ مبعوث ہوں جب کہ وہ (تم) زندہ ہو تو اس پر ضرور ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس نبی کو حکم دیتا ہے اور اس کی قوم پر اس سے وعدہ لیتا ہے پھر یہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ تلاوت کی (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387　6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387

لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغام کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغامات کو اپنی قوموں تک پہنچایا، ان سے وعدہ لیا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے، آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی ایسا مبعوث نہیں کیا کہ جس سے یہ وعدہ نہ لیا ہو کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے گا۔ اگر آپ تشریف لائے ہوئے جب کہ وہ نبی زندہ ہو تو وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ اپنی قوم سے وعدہ لے گا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے گی اور آپ کی مدد کرے گی اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں جب کہ وہ قوم زندہ ہو (2)۔

امام ابن جریج نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا کہ تم میں سے پہلا بعد والے تک پیغام حق پہنچائے گا اور یہ بھی وعدہ لیا کہ تم اختلاف نہیں کرو گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ پھر ان سے جو وعدہ لیا وہ ذکر کیا کہ اہل کتاب اور ان کے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر آپ کی وہ تصدیق کریں گے اور اس بات کا اپنے اوپر اقرار کریں گے (3)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میں ایک قرظی بھائی کے پاس سے گزرا، اس نے میرے لئے تورات میں سے چند جامع چیزیں لکھیں کیا وہ سب آپ کی خدمت میں پیش نہ کروں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی ختم ہو گئی، فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ تم میں موجود ہوتے پھر تم ان کی اتباع کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے، تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں (4)۔

امام ابو یعلیٰ نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اہل کتاب سے کوئی بات نہ پوچھو، وہ تمہاری کوئی راہنمائی نہ کریں گے، وہ گمراہ ہو چکے ہیں (اگر تم سوال کرو گے) تو ممکن ہے تم کسی باطل کی تصدیق کرو یا حق کی تکذیب کرو، اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان ہوتے تو میری اتباع کے علاوہ ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَمَّآ مشدّدہ پڑھا ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے لَمَآ کو مخففہ اور اٰتَيْتُكُمْ کو واحد متکلم کا صیغہ پڑھا ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 420 (806) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 2، صفحہ 315 (3132) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اِصْرِیْ کا معنی میرا عہد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فَاشْهَدُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اپنی امتوں پر گواہ بن جاؤ اور میں تم پر اور ان پر گواہ ہوں اے محمد ﷺ تمام امتوں میں سے جو بھی اس عہد سے پھرا بے شک وہی نافرمان کافر ہے(1)۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۞٨٣ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۞٨٤

''کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) تلاش کرتے ہیں حالانکہ اسی کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے اور اسی کی طرف وہ (سب) لوٹ جائیں گے آپ فرمایئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحق، یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں''۔

امام طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضور ﷺ سے نقل کی ہے کہ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے مراد فرشتے اور مَنْ فِي الْاَرْضِ سے مراد جو مسلمان پیدا ہوا اور کرھا سے مراد وہ لوگ ہیں جو دوسری قوموں کے لوگ ہوں اور زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوں گے۔ انہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا جب کہ وہ خوش نہ ہوں گے(2)۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور انصار و عبد قیس نے زمین میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ سر تسلیم خم اس وقت کیا جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ چار و ناچار اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ (الرعد:15) کا بھی یہی مفہوم ہے(4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390
2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 47 (10890) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392
4۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے
وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ یہ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا سے جدا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے وَلَهٗۤ اَسْلَمَ کی یہ تعبیر کی ہے اس کو پہچانتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ (لقمان:25) یہی ان کا اسلام تھا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان اپنے بارے میں اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یہی مجبوراً اسلام قبول کرنے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی عبودیت کو خالص کرتا ہے وہ ہے جو خوشی سے اسلام قبول کرنے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کچھ قوموں کو اسلام لانے پر مجبور کیا گیا اور کچھ قومیں خوشی سے اسلام لائیں(3)۔

امام مطر وراق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ فرشتے، انصار، بنو سلیم اور عبد القیس خوشی سے اسلام لائے جب کہ باقی سب لوگوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مومن نے تو خوشی سے اطاعت کی تو اس چیز نے اسے نفع دیا اور یہ عمل اس کا قبول ہوا کافر نے اس وقت سر جھکایا جب اس نے اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لیا تو اس کی اطاعت نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ہی اس کا عمل مقبول ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (غافر:85)(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان میں فرشتوں نے اور زمین میں انصار اور عبد القیس نے خوشی سے اطاعت کی۔

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی اطاعت کا تقاضا کیا۔

حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی کہ یہاں اسلم کا معنی معرفت ہے جس سے بھی تو اس کے بارے میں سوال کرے گا وہ اس کو پہچانتا ہے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے کرھا کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین عرب اور قیدیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے یا جو مجبور ہو کر مسلمان ہوئے وہ مراد ہیں۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی غلاموں، چوپاؤں اور بچوں کے ساتھ برا سلوک کرے تو اس کے کان میں یہ پڑھ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 393 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن سنی نے فی عمل یوم ولیلۃ میں یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی بھی تند خو سواری پر سوار ہو تو اس کے کان میں وہ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کے لئے مطیع ہو جائے گی۔

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

''اور جو تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کوئی (اور) دین تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے اور وہ قیامت کو زیاں کاروں میں سے ہوگا''۔

امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اعمال آئیں گے اور نماز بھی آئے گی، وہ عرض کرے گی اے میرے رب میں نماز ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، صدقہ آئے گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں صدقہ ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزے آئیں گے، عرض کریں گے میں روزہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر دوسرے اعمال آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرمائے گا تو بھلائی پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے، میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، تیرے سبب سے میں آج پکڑوں گا اور تیری وجہ سے میں عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ الخ الآیۃ (1)۔

كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾

''کیسے ہوسکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ایمان لے آنے کے بعد اور وہ (پہلے خود) گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آچکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔ ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر پھٹکار پڑتی رہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔ ہمیشہ رہیں اسی پھٹکار میں نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے (سچے دل سے) توبہ کرلی اس کے بعد اور اپنی اصلاح کرلی تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے (انہیں بخش دے گا)''۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، مطبوعہ دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام نسائی، ابن حبان، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے خاندان کا ایک آدمی مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ جاملا۔ پھر شرمندہ ہوا اور اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو کیا میرے لئے توبہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے پیغام بھیج دیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

امام عبدالرزاق، مسدد نے اپنی سند میں، ابن جریر، ابن منذر اور باوردی نے معرفۃ الصحابہ میں نقل کیا ہے کہ حارث بن سوید آیا، اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پھر ارتداد اختیار کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔ اس کی قوم کا ایک آدمی یہ آیت لے کر اس کے پاس گیا اور اس پر اسے پڑھا۔ حارث نے کہا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو بہت سچا ہے۔ حضور ﷺ تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تینوں سے زیادہ سچا ہے۔ حارث واپس آگیا، اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حارث بن سوید انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں توبہ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے بعد میں توبہ کی(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اس نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر شام چلا آیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج کی سند سے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا۔ ابن جریج نے کہا مجھے عبداللہ بن کثیر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ رومیوں کے علاقہ میں چلا گیا۔ وہاں اس نے نصرانیت کو اپنا لیا۔ پھر اپنی قوم کو خط لکھا مجھے بتاؤ کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش موجود ہے تو توبہ والی آیت نازل ہوئی تو وہ ایمان لے آیا اور واپس پلٹ آیا۔ ابن جریج نے کہا عکرمہ نے کہا یہ آیت عامر راہب، حارث بن سوید، وحوح بن اسلت وغیرہ بارہ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مرتد ہو گئے تھے اور قریش کے پاس چلے گئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خط لکھے کیا ہمارے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو توبہ والی آیت نازل ہوئی(4)۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو حارث نے مجدر بن زیاد اور قیس بن زید کو غزوۂ احد میں قتل کیا جو بنو ضبیعہ کے خاندان میں سے تھے۔ پھر مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ جا ملے پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کو بھیجا کہ اسکی توبہ کی صورت بنائے تا کہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس آسکے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے جو ام ہانی کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ حارث بن سوید نے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 396، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 396
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مکہ چلا گیا غزوہ احد میں آیا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی۔ اس کے ہاتھ میں جو کچھ تھا جاتا رہا پھر وہ مکہ مکرمہ چلا گیا پھر اس نے اپنے بھائی جلاس بن سوید کو خط لکھا اے میرے بھائی جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے، میں اس پر شرمندہ ہوں میں، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسلام کی طرف لوٹتا ہوں یہ چیز حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کرو اگر تم میری توبہ کی امید پاؤ تو مجھے خط لکھ دینا، اس کے بھائی نے حضور ﷺ سے اس بارے میں ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ اس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے کہا جس پر ہے اس کے بارے میں حمیت کا اظہار کرتا ہے پھر اسلام کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قوم سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کو پہچان لیا پھر آپ کا انکار کر دیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی نعت کو دیکھا، اس کا اقرار کیا، یہ بھی شہادت دی کہ یہ حق ہے۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ان کے خاندان سے نہ ہوئی تو اسی وجہ سے وہ عربوں سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی نعتوں کا انکار کیا اور اقرار کرنے کے بعد محض عربوں سے حسد کی وجہ سے حضور ﷺ سے کفر کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عربوں میں مبعوث فرمایا (2)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝

''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جائے گی ان کی توبہ اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہیں''۔

امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم مسلمان ہوئی پھر مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر مرتد ہو گئی اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھیں۔ انہوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاری ہیں، موت کے وقت ان کی توبہ قبول نہ ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے اس سے مراد

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 397 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 398

یہودی ہیں جنہوں نے انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر کے اس میں اضافہ کر دیا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا پھر اپنے گناہوں کے ساتھ کفر میں اضافہ کیا پھر وہ اپنے کفر میں رہتے ہوئے گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ اگر وہ ہدایت پر ہوتے تو ان کی توبہ قبول ہو جاتی لیکن وہ تو گمراہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے گناہوں سے تو توبہ کی مگر اصل (کفر) سے توبہ نہ کی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ پھر وہ کفر پر مکمل ہو گئے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔ جب وہ مرتے وقت توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی (5)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱

"جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے کفر ہی کی حالت میں تو ہرگز نہ قبول کیا جائے گا ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا اگرچہ وہ (اپنی نجات کے لئے) عوضانہ دے اتنا سونا۔ ایسے لوگوں کے لئے عذاب ہے دردناک اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ اگر وہ کافر ہوئے تو ان سے یہ بطور فدیہ قبول نہ کیا جائے گا (6)۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا، اسے کہا جائے گا بتاؤ اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو تو اسے فدیہ دے دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں۔ تو اسے کہا جائے گا دنیاوی زندگی میں اس سے آسان چیز کا تم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے (7)۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۬ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 — 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 399 — 3۔ ایضاً — 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 402 — 7۔ ایضاً

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

''ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے''۔

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابوطلحہ کی مدینہ طیبہ میں سب سے زیادہ کھجوریں تھیں، ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء (باغ) تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے جاتے، اس سے پانی پیتے جس میں خوشبو تھی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میرا پسندیدہ مال تو بیرحاء ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بدلے نیکی اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں، یارسول اللہ ﷺ جہاں آپ پسند کریں اسے خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخ (کلمہ تعجب) وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، جو تم نے کہا میں نے سن لیا، میری رائے ہے کہ یہ باغ تم اپنے رشتہ داروں کو دے دو، حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ ہم سے مال کا مطالبہ کرتا ہے، میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں نے بیرحاء اللہ تعالیٰ کی راہ میں مختص کردیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کردیا(1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے، اگر میں اس کو مخفی رکھ سکتا تو اس کا اعلان نہ کرتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے فقیر رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔

امام عبد بن حمید اور بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت مجھ پر پڑھی گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام چیزوں کو یاد رکھا تو میرے نزدیک سرجانہ لونڈی سے بڑھ کر کوئی چیز نہ تھی۔ جو ایک رومی لونڈی تھی میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد۔ اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو میں اس لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے اس کا نکاح حضرت نافع سے کردیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاروق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403

WWW.NAFSEISLAM.COM

اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ جلولاء کے قیدیوں میں سے ایک لونڈی خرید کر ان کی طرف بھیج دیں۔ انہوں نے لونڈی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک گھوڑا لائے جس کو شبلہ کہتے۔ اس گھوڑے سے بڑھ کر آپکو کوئی مال پسند نہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ گھوڑا صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول کر لیا اور ان ہی کے بیٹے حضرت اسامہ کو دے دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کچھ حیرت کے آثار دیکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے تجھ سے قبول کر لیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے معمر سے انہوں نے حضرت ایوب رحمہ اللہ اور دوسرے راویوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت زید بن حارثہ اپنا گھوڑا لائے جس سے وہ حد درجہ محبت کرتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے۔ حضور ﷺ نے وہ گھوڑا حضرت اسامہ بن زید کو دے دیا، گویا حضرت زید نے اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب حضور ﷺ نے حضرت زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ثابت بن حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اس گھوڑے سے بڑھ کر مجھے کوئی مال پسند نہیں پھر اسے مساکین پر صدقہ کر دیا وہ اسے لگاتار بیچتے رہے۔ یہ گھوڑا آپ کو بہت پسند تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے خریدنے سے انہیں منع کر دیا۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کی کوہان ہے، صدقہ عجیب شے ہے۔ اس آدمی نے کہا اے ابوذر تو نے ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے جو میرے نزدیک سب سے معتمد تھی آپ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی روزے۔ حضرت ابوذر نے کہا وہ عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی (3)۔

امام عبد بن حمید نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ایک ریوڑ تھا۔ وہاں ان کا ایک کمزور چرواہا تھا۔ میں نے کہا اے ابوذر کیا میں آپ کا ساتھی نہ بن جاؤں کہ آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور آپ سے علم سیکھوں، امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کا نفع عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوذر نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے، تو میری اطاعت کرے تو تو میرا ساتھی ہے ورنہ نہیں۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 404　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 405　3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 404

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی آپ مجھے کسی چیز میں اطاعت کا کہتے ہیں؟ فرمایا میں اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرماتے ہیں چنانچہ میں آپ کے پاس اتنا عرصہ رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ چشمہ (آبادی) میں کوئی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ایک اونٹ لے آؤ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا، سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اسے پکڑنا چاہا پھر میں نے لوگوں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں) کی ضرورت کو یاد کیا اور اسے چھوڑ دیا۔ میں نے ایک اونٹنی پکڑی، اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی۔ میں وہ اونٹنی حضرت ابوذر کے پاس لے آیا۔ آپ کی نظر پڑی فرمایا تو نے میرے ساتھ خیانت کی ہے۔ جب میں نے آپ کی بات سمجھ لی تو میں نے اونٹنی کو چھوڑ دیا اور اونٹ کی طرف لوٹا۔ میں نے وہ اونٹ پکڑا، اسے لے آیا، آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کون سے دو ایسے آدمی ہیں جو اپنے عمل پر اجر کی خواہش رکھتے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ، اس کا پاؤں باندھو پھر اسے ذبح کرو پھر آبادی کے گھر گنو اور اس کا گوشت ان کی تعداد کے مطابق تقسیم کرو ابوذر کا گھر بھی ان میں سے ایک گنو تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب گوشت تقسیم ہو چکا تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور تو اس پر غالب رہا یا بھول گیا تو میں تجھے معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت نہیں بھولا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کیے تو میں نے اسی اونٹ کو بہترین پایا تھا۔ میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے آپ کی ضرورت یاد آئی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا تو نے میری ضرورت کی وجہ سے اسے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا میں نے صرف آپ کی ضرورت کی خاطر اسے چھوڑا تھا۔ فرمایا کیا میں تجھے اپنی ضرورت کے دن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا، وہی میری ضرروت کا دن ہے۔ مال میں تین شریک ہیں (1) تقدیر، وہ اچھا یا برا لے جانے کا انتظار نہیں کرتی (2) وارث، وہ انتظار کرتا ہے کہ کب تو مرے پھر وہ پورا پورا لے لیتا ہے جب کہ تو مذموم ہوتا ہے (3) تو خود، اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو تو ایسا نہ بن جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ وہ خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ یہ مال میرا پسندیدہ ہے، میں نے اسے پسند کیا کہ اسے اپنے لئے آگے بھیجوں۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ ہی کسی اور کو کھانے سے منع کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلا دیں؟ فرمایا وہ چیز مسکینوں کو نہ کھلاؤ جو خود نہیں کھاتے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام احمد نے زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھتے ہوئے قرأت کی۔ آپ اس آیت پر پہنچے، آپ نے نماز میں اشارہ کے ساتھ اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام ابن منذر نے نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانڈ خریدتے اسے صدقہ کرتے ہم آپ

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے کہتے کاش آپ اس کے بدلے میں کھانا خریدتے۔ یہ ان لوگوں کے لئے زیادہ نفع مند ہوتی۔ آپ فرماتے میں اسے پہچانتا ہوں لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک سنا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتے۔ حضرت عبداللہ کھانڈ پسند کرتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے برکی تفسیر جنت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے عمرو بن میمون اور حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اس وقت تک کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ ایسی چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو اور ایسا مال نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہو، تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہارے لئے اس کے ہاں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہیں اس کا بدل عطا فرمائے گا(1)۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾

"سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کے لئے مگر وہ جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات، آپ فرماؤ لاؤ تورات پھر پڑھو اسے اگر تم سچے ہو، پس جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اس کے بعد تو وہی ظالم ہیں۔ آپ کہہ دیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے پس پیروی کرو تم ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے اور (بالکل) نہ تھے وہ شرک کرنے والوں سے"۔

امام عبد بن حمید، فریابی، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کھانا اپنے اوپر حرام کیا تھا وہ ہڈی والا گوشت تھا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ آپ اس حالت میں رات گزارتے کہ آپ کی چیخیں نکلتی رہتیں۔ آپ نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا کی تو آپ ایسا گوشت نہیں کھائیں گے جس میں ہڈی ہوگی۔ تو یہودیوں نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یوسف بن ماہک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 9

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض لگا تھا جس نے آپ کو سخت کمزور کر دیا تھا۔ آپ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا فرمائی تو وہ ہڈی والا گوشت نہیں کھائیں گے۔ اسی وجہ سے یہودی ہڈیوں کو نکال دیتے ہیں اور انہیں نہیں کھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے ہڈی والے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ آپ رات کو سوتے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے عافیت دی تو میری اولاد اسے استعمال نہیں کرے گی۔ تورات میں یہ حکم موجود نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب میں سے ایک جماعت سے پوچھا یہ کیوں حرام ہے؟ انہوں نے کہا یہ کتاب کے حکم کی وجہ سے ہم پر حرام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تک آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی آئے، انہوں نے کہا اے ابو القاسم ہمیں بتایئے کہ حضرت یعقوب نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا آپ بدوی زندگی بسر کرتے تھے تو آپ کو عرق النساء کا مرض لگ گیا۔ آپ نے اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہ پائی جس کے ساتھ دواء کریں۔ اسی وجہ سے آپ نے اسے حرام کیا تو انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب نے دودھ اور اونٹ کا گوشت حرام کیا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض تھا۔ آپ نے ان کا گوشت کھایا تو آپ نے سخت تکلیف میں رات گزاری تو آپ نے قسم اٹھا دی کہ آپ اسے کبھی بھی نہ کھائیں گے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ آپ بڑے قوی تھے۔ آپ ایک فرشتہ سے ملے جس سے آپ نے مقابلہ کیا۔ فرشتے نے آپ کو پچھاڑ دیا پھر آپ کی ران پر ایک ضرب لگائی۔ جب حضرت یعقوب نے دیکھا کہ فرشتے نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تم میرا نام نہیں رکھو گے تو اس نے آپ کا نام اسرائیل رکھا۔ وہ رگ آپ کو لگاتار تکلیف دیتی رہی یہاں تک کہ آپ نے ہر جانور کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر جو پاؤں کے گوشت حرام کر لیے تھے(2)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر جو چیزیں حرام کی تھیں وہ جگر اور گردوں کی زائد چیزیں اور چربی تھی مگر

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 10 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

وہ چربی جو پشت پر ہوتی تھی کیونکہ اسے قربانی کے لئے پیش کیا جاتا جسے آگ کھا جاتی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا تورات میں بھی ان کی حرمت کا حکم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا انہیں فرمائیں تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر سچے ہو۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، تورات میں ایسا حکم نہیں ہے، اسے حرام قرار نہیں دیا گیا مگر اس لئے کہ بنو اسرائیل نے تورات کے نازل ہونے کے بعد نافرمانی کی۔

یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی تھے اور ہمارے دین پر تھے تورات میں چربی ناخن والے جانور اور ہفتہ کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی نہ تھے تورات میں تو صرف اسلام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں کہو تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو کیا اس میں ایسا حکم ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو انبیاء آئے وہ اس حکم کو لائے ہیں تورات تو اکٹھی الواح میں نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے ایک آدمی کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کی بیوی اس پر اسی طرح حرام ہے جس طرح حضرت یعقوب نے اونٹ کے گوشت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا تو وہ گوشت ان پر حرام ہو گیا تھا۔ مسروق نے کہا حضرت یعقوب نے اپنے اوپر ایسی چیز کو حرام قرار دیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام قرار دیں گے۔ جب کتاب نازل ہوئی تو اس نے حضرت یعقوب کے حرام قرار دینے کی موافقت کی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام کریں گے جب کہ تم ایسی چیز کا سہارا لے رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، تم اسے اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ حرام ہوئی یا ثرید کا پیالہ۔

## اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿ۚ۹۶﴾

"بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے سب جہانوں کے لئے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ گھر تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن یہ وہ پہلا گھر تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7

امام ابن جریر نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جو سب سے پہلا گھر بنایا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی، فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کی پھر کون سی مسجد تھی؟ فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کی دونوں میں کتنا عرصہ حائل تھا؟ فرمایا چالیس سال(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا تو اس وقت یہ سفید جھاگ تھا۔ زمین اس کے نیچے ایسی تھی گویا وہ چھوٹا گول جزیرہ ہو زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعبہ زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا گیا تھا جب کہ یہ زمین کا حصہ ہے۔ یہ کعبہ پانی پر ایک چٹان کی مانند تھا، اس پر دو فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنانے کا ارادہ کیا تو اسی سے اسے پھیلا دیا تو اسے زمین کے وسط میں کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: 110) ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلا گھر زمین پر جھاگ تھا جب کہ زمین پانی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق کیا تو بیت اللہ بھی اس کے ساتھ ہی بنا دیا۔ زمین میں یہ سب سے پہلا گھر بنایا گیا(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ سب لوگوں کے لئے سب سے پہلا قبلہ مسجد حرام کو بنایا گیا۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہودیوں نے کہا بیت المقدس کعبہ سے بڑا ہے کیونکہ وہ انبیاء کی ہجرت گاہ ہے کیونکہ وہ ارض مقدسہ میں ہے۔ مسلمانوں نے کہا نہیں بلکہ کعبہ بڑا ہے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو یہ آیت اور بعد والی آیت نازل ہوئی۔ بیت المقدس میں مقام ابراہیم نہیں۔ بیت المقدس میں داخل ہونے والا اماں میں نہیں ہوتا اور بیت المقدس کی طرف حج کے لئے نہیں جایا جاتا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں سے سب سے پہلا حصہ جو بنایا گیا وہ بیت اللہ شریف کی جگہ ہے پھر اس سے زمین کو بنایا گیا اور زمین پر سب سے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14 3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہلا پہاڑ جو بنایا گیا وہ جبل ابوقبیس ہے پھر اس سے دوسرے پہاڑ بنا دیے گئے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ لوگ تمام اطراف سے اس کی طرف حاجی بن کر آتے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس میں عورتیں اور مرد بھیڑ کرتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہاں لوگ ایک دوسرے سے دھکم پیل کرتے ہیں یہاں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو کہیں اور جگہ نہیں جاتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں لوگوں کو جمع کر دیا تھا، یہاں عورتیں مردوں کے آگے نماز پڑھتی ہیں جب کہ یہ امر کسی اور شہر میں جائز نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عتبہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ مکہ اس میں کئے جانے والے ذکر کی وجہ سے یوں رویا جس طرح مادہ روتی ہے۔ پوچھا گیا یہ تو کس سے روایت کرتا ہے؟ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر سے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن زید مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ تاریکیوں کو دور کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بیت اللہ شریف اور اس کا ارد گرد بکہ ہے جب کہ باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ بیت اللہ شریف کا حصہ اور باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں (5)۔

ابن جریر نے ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد بیت اللہ شریف اور مسجد ہے اور سارا حرم مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد مکہ مکرمہ بھی ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ سے مراد فج سے تنعیم کا علاقہ ہے اور بکہ سے مراد بیت اللہ شریف سے لے کر بطحاء کا علاقہ ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 432 (3984) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 16

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 15　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 16

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد کعبہ ہے اور مکہ مکرمہ سے مراد اس کا ارد گرد ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مبارک کا معنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رکھ دی اور ہدی للعالمین سے مراد ہے اس کے لئے اسے قبلہ بنا دیا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں بیہقی نے شعب میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے مقام ابراہیم میں تین صفحے پائے ہر صفحہ میں کچھ لکھا ہوا تھا، پہلے صفحے میں تھا، ترجمہ: میں اللہ بکہ والا ہوں، میں نے اسے اس دن بنایا جس دن میں نے سورج اور چاند بنایا، اسے سات عبادت گزار فرشتوں کی حفاظت میں دے دیا، یہاں کے رہنے والوں میں گوشت اور دودھ میں برکت ڈال دی۔ دوسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا مالک ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا، میں نے اس کا نام اپنے نام سے بنایا، جس نے صلہ رحمی کی میں اسے جوڑوں گا، جس نے قطع رحمی کی میں اسے ریزہ ریزہ کر دوں گا۔ تیسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا خالق ہوں، میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا، جس کے ہاتھ میں خیر ہوگی اس کے لئے مبارک ہو اور جس کے ہاتھ میں شر ہوگی اس کے لئے ہلاک ہے۔

امام ازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقام ابراہیم میں ایک کتاب پائی گئی جس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ بیت اللہ حرام بکہ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں کے رہنے والوں کے لئے تین راستوں سے رزق کا اہتمام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے رہنے والوں کے لئے گوشت، پانی اور دودھ میں برکت ڈالے گا۔ یہاں پہلا فروکش ہونے والا اس کا رہائشی نہیں ہوگا، اس کے کمروں میں سے ایک کمرے میں پتھر کی بنی ایک کتاب پائی گئی جس میں تھا میں اللہ ہوں، بکہ حرام کا مالک و خالق ہوں، میں نے اسے اس وقت بنایا جس وقت سورج اور چاند کو بنایا، میں نے اسے سات عبادت گزار فرشتوں کے جلو میں دے دیا ہے، یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا یہاں تک کہ اس کے ارد گرد والے پہاڑ سرک جائیں، اس کے رہائشیوں کے لئے گوشت اور پانی میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام جندی نے فضائل مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا کیا اور اسے مشکلات اور سیڑھیوں پر رکھا۔ سعید بن جبیر سے پوچھا گیا یہ سیڑھیاں کیا ہیں؟ فرمایا جنت کی سیڑھیاں۔

امام ازرقی اور جندی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آسمان کو مکہ سے بڑھ کر زمین کے قریب نہیں دیکھا۔

امام ازرقی نے حضرت عطا بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور اس سے نکلنا شقاوت ہے۔

امام ازرقی، جندی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا

ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جسے رمضان مکہ مکرمہ میں آ گیا، اس نے وہاں سارے روزے رکھے جتنا ممکن ہوا وہ راتوں کو جاگا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں مکہ مکرمہ کے علاوہ اور شہروں میں گزارے گئے ایک لاکھ رمضانوں کا ثواب لکھ دے گا۔ ہر روز اس کے حق میں نیکی لکھی جائے گی، ہر رات نیکی لکھی جائے گی، ہر روز غلام آزاد کرنے کا بدلہ لکھا جائے گا، ہر رات غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا، ہر روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے گھوڑے کی بار برداری کا اجر اور ہر رات گھوڑے کی بار برداری کا اجر لکھا جائے گا اور ہر روز اس کی دعائیں قبول ہوں گی (1)۔

امام ازرقی، طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ اسلام کا ستون ہے جو حاجی یا عمرہ کرنے والا اس گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر اس کو موت عطا کرے تو اسے جنت میں داخل کرے، اگر اسے واپس گھر کی طرف لوٹائے تو اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان شریف دوسری مساجد میں گزارے گئے ہزار رمضانوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (2)۔

امام بزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی لاکھ نمازوں سے بڑھ کر ہے، میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے اور بیت المقدس والی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی پانچ سو نمازوں سے بڑھ کر ہے (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز، قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (5)۔

امام طیالسی، امام احمد، بزار، ابن عدی، بیہقی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 487 (4149) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 487 (4142)
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 485 (4140)
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 190 (1413)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 186 (1405)

WWW.NAFSEISLAM.COM

افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز میری اس مسجد میں سو نمازوں سے بہتر ہے۔ عطاء سے پوچھا گیا جو فضیلت ذکر کی جاتی ہے وہ صرف مسجد حرام تک محدود ہے یا حرم بھی اس میں شامل ہے؟ کہا نہیں بلکہ حرم بھی شامل ہے کیونکہ تمام حرم مسجد ہے (1)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے (2)۔

امام بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کی خاتم ہے۔ وہ مساجد جو یہ حق رکھتی ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان کے لئے سواریاں تیار کی جائیں ان میں مسجد حرام اور میری مسجد ہیں، میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن منیع، رویانی، ابن خزیمہ اور طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے (3)۔

**فِيهِ ءَايَٰتٌۢ بَيِّنَٰتٌ مَّقَامُ إِبْرَٰهِيمَ ۖ وَمَن دَخَلَهُۥ كَانَ ءَامِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى ٱلنَّاسِ حِجُّ ٱلْبَيْتِ مَنِ ٱسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَنِىٌّ عَنِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾**

''اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہو اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے''۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن الانباری نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آیَةٌ بَیِّنَةٌ (واحد کا صیغہ) پڑھتے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3 صفحہ 487 (4147)　2۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی جلد 13، صفحہ 218، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 132 (1585) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

امام ابن الانباری نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ پڑھتے یعنی اٰیٰتٌ جمع کا صیغہ اور بَیِّنٰتٌ واحد کا صیغہ۔

امام عبد بن حمید عاصم بن ابی نجود سے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم اور مشعر حرام ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرات مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ مقام ابراہیم اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ میں سے ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم ہے جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوگا اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کرنا فرض ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم میں آپ کے قدموں کے نشانات ہیں اور مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یہ اور چیز ہے (4)۔

امام ازرقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم، داخل ہونیو الے کے لئے امن اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج اور تمام علاقوں سے لوگوں کا حج کے لئے آنا ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ آیات سے مراد کعبہ مکرمہ، صفا مروہ اور مقام ابراہیم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ دور جاہلیت میں تھا اگر کوئی انسان کوئی بھی جرم کرتا پھر وہ حرم میں پناہ لے لیتا تو اسے پکڑا نہ جاتا اور نہ ہی مواخذہ ہوتا مگر اسلام میں حدود اللہ قائم کرنے سے وہ محفوظ نہیں ہوتا جو اس میں چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو اس میں بدکاری کرے گا اس پر حد زنا جاری ہوگی جو اس میں کسی کو قتل کرے گا اسے قتل کیا جائے گا (5)۔

امام ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حویطب بن عبد العزی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دور جاہلیت میں کعبہ میں حلقے دیکھے جو چوپاؤں کے لگاموں کی طرح تھے، کوئی خوف زدہ آدمی اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتا تو کوئی دوسرا اس پر حملہ نہیں کرتا تھا۔ ایک روز ایک خوف زدہ آدمی آیا، اس نے اپنا ہاتھ اس حلقہ میں ڈال دیا ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے سے آیا اور خوفزدہ آدمی کو کھینچا تو کھینچنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسلام قبول کیا تب بھی اس کا ہاتھ شل ہی تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ازرقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اس میں اپنے باپ خطاب کا قاتل بھی پاؤں تو میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ حرم کی حدود سے باہر نکل آئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف کی پناہ چاہے بیت اللہ اسے پناہ دے دیتا ہے لیکن مجرم کو یہاں نہ اذیت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 17 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 18 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 19

WWW.NAFSEISLAM.COM

دی جائے گی نہ کھانا دیا جائے گا، نہ پانی دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے معاملات کی نگہداشت کی جائے گی، جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس کے جرم میں اسے پکڑ لیا جائے گا (1)۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی مقام حل میں کسی کو قتل کر دے یا چوری کرے پھر حرم کی حدود میں داخل ہو جائے نہ اس کی مجلس کی جائے گی نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے گی اور نہ اسے پناہ دی جائے گی بلکہ اسے اللہ کا واسطہ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ باہر نکلے تو اسے پکڑ لیا جائے اور اس پر حد جاری کی جائے گی، اگر اس نے مقام حل میں قتل کیا یا چوری کی پھر اسے حرم میں لے جایا گیا، حکام نے یہ ارادہ کیا کہ جو اس نے جرم کیا ہے اس کی وجہ سے وہ اس پر حد جاری کریں تو وہ اسے حرم سے حل کی طرف نکالیں اور اس پر حد جاری کی جائے، اگر وہ حرم کی حدود میں ہی چوری کرے یا قتل کرے تو اس پر حرم میں ہی حد جاری کی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حد کا مستحق بن گیا اس نے قتل کیا ہو یا چوری کی ہو پھر وہ حرم میں داخل ہو گیا ہو تو اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اسے پناہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ تنگ پڑ جائے اور حرم کی حدود سے نکل جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک ایسے آدمی کے بارے میں اعتراض کیا تھا کہ جسے انہوں نے حدود حل سے پکڑا پھر حرم کی حدود میں لے گئے پھر حدود حل میں لے آئے اور اسے قتل کر دیا۔

امام شعبی سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر حدود حرم میں پناہ لی تو وہ امن میں ہو گیا اس سے اب کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے حدود حرم میں کوئی جرم کیا تو حرم کی حدود میں ہی اس پر حد جاری کی جائے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر بیت اللہ شریف کی پناہ لے لی تو وہ امن میں ہو گا، مسلمانوں کو حق حاصل نہیں کہ حرم کی حدود میں نکلنے سے پہلے اسے سزا دیں۔ جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس پر وہ حد جاری کریں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حرم کی حدود سے باہر کوئی جرم کیا پھر اس نے حدود حرم میں پناہ لے لی تو اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، اس سے خرید و فروخت نہ کی جائے گی، اسے پناہ نہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر حرم کی حدود سے باہر آ جائے، جب وہ حرم کی حدود سے باہر آ جائے تو اسے پکڑ لیا جائے گا تو اس پر حد جاری کر دی جائے گی، جس نے حرم کی حدود میں جرم کیا تو اس پر وہاں ہی حد جاری کر دی جائے گی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اگر میں حرم کی حدود میں حضرت عمر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 20 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

عنہ کے قاتل کو پاؤں تو میں اسے کوئی گزند نہ پہنچاؤں گا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں حرم کی حدود میں اپنے باپ کے قاتل کو پاؤں تو میں اس سے کوئی تعرض نہ کروں گا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی کسی کو قتل کرتا پھر حرم میں داخل ہو جاتا، اسے مقتول کا بیٹا یا باپ ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابو شریح عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے دوسرے روز خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا ہے، لوگوں نے اسے حرمت والا نہیں بنایا، وہ آدمی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے اور نہ ہی اسے یہ اجازت ہے کہ وہ درخت کاٹے، اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے حملہ کرنے سے استدلال کرے تو اسے کہو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی تمہیں اس کی اجازت نہیں دی، بے شک دن کی ایک مخصوص گھڑی میں اسے میرے لئے حلال کیا گیا تھا پھر آج اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل اس کی حرمت تھی(3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ قریش کے افراد کے پاس سے گزرے جو کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس پہنچے تو انہیں سلام فرمایا پھر فرمایا اس شہر میں جو جرم کیا جائے گا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس میں رہائش رکھنے والا نہ خون بہائے اور نہ ہی چغلی کھائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس میں داخل ہو گیا وہ آگ سے محفوظ ہو گیا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور برائی سے نکل گیا اس حال میں کہ اس کی بخشش ہو گئی(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی حرم میں مر گیا وہ امن کی حالت میں دوبارہ اٹھایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں داخل ہو گیا اسے امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا(6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 20
2۔ ایضاً
3۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 173 (809) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 22
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 455 (4053) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 497 (4151)

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ میری شفاعت کا مستحق ٹھہرا اور قیامت کے دن امن والوں میں سے آئے گا (1)
جندی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ قیامت کے روز امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا اور جو ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینہ آیا وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا (2)۔

امام جندی نے حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی دونوں حرموں میں سے ایک میں فوت ہوا وہ قیامت کے روز امن والے افراد سے اٹھایا جائے گا۔

امام جندی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جسے مسلمان ہونے کی حالت میں مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا اسے قیامت کے روز امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ جب وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا نازل ہوئی صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اگر میں نعم کہہ دیتا تو تم پر حج واجب ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 101 نازل فرمائی لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول؟ اللہ کیا ہر سال تو حضور ﷺ نے فرمایا حجۃ الاسلام کرو، اگر میں نعم کہہ دوں تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جائے۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حضرت اقرع بن حابس اٹھے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال یارسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی تم اس پر عمل کرنے کی طاقت رکھتے، حج ایک دفعہ فرض ہے جو زیادہ کرے وہ نفل ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس کو بجا نہ لاتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے مجھے چھوڑ دو، بے شک تم سے قبل بھی تو میں اپنے انبیاء سے زیادہ سوال کرنے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جاؤ۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 490 (4158) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 489 (4153)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 321 (3155) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ حاجی کون ہے؟ فرمایا پراگندہ بالوں والا اور میل والا ایک اور آدمی اٹھا اس نے عرض کی کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور قربانی دینا اور ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (1)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا کے بارے میں پوچھا گیا سوال ہوا سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا زادراہ اور سواری (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، تو صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (3)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا سبیل الی الحج سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل الی البیت سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی کھڑا ہوا، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبیل کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو سواری پائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور اونٹ ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25　2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1614) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 23　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24

سبیل سے مراد یہ ہے کہ انسان کا بدن تندرست ہو، اس کے پاس زادراہ اور سواری کی قیمت ہو جب کہ اس کے لئے اسے کوئی پریشانی نہ ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل سے مراد ہے اس میں وسعت ہو اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استطاعت سے مراد قوت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے حضرت حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں جو سبیل کا لفظ ذکر کیا ہے اس میں عورت کے لئے محرم مراد ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عورت ایک دن کی مسافت (تنہا) سفر نہ کرے۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں ایک عورت ایک برید بغیر محرم کے سفر نہ کرے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری عورت تو حج پر گئی ہوئی ہے جب کہ میں فلاں غزوہ میں شریک تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے شعب میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی زادراہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکتی تھی اس نے بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا (تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ) وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ......(3)

امام سعید بن منصور، امام احمد نے کتاب الایمان میں، ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا جب کہ اس نے حج بیت اللہ نہیں کیا تھا اسے کسی مرض نے نہیں روکا تھا نہ ہی ظالم بادشاہ نے نہ ظاہری حاجت نے تو وہ جیسا چاہے مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر۔

امام ابن منذر نے حضرت عبدالرحمن بن سابط رحمہ اللہ سے مرسل مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1615)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام سعید بن منصور نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی بھیجوں تا کہ وہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جس کے پاس مال ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو وہ ان پر جزیہ لازم کر دیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی خوشحال ہو کر مر گیا جب کہ اس نے حج نہیں کیا تھا تو وہ جس حالت میں چاہے مرے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم، مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا جو آدمی خوشحال اور تندرست ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا نشان ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جو آدمی خوشحال ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو پھر وہ مر جائے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ایک سال اور دوسرے سال حج کرنے کی طاقت پائی اور اس نے حج نہ کیا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔ یہ نہ جانا جائے گا کہ وہ یہودی ہو کر مرا یا نصرانی ہو کر۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگوں نے حج کو چھوڑ دیا تو پس ان سے جنگ کروں گا جس طرح نماز اور زکوٰۃ ترک کرنے والوں سے ہم جنگ کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگ ایک سال حج کو ترک کریں ان میں سے کوئی ایک بھی حج نہ کرے تو انہیں بعد میں مہلت نہ دی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَنْ كَفَرَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حج فرض ہی نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حج کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ وہ حج کرنے کو نیکی اور اس کے ترک کرنے کو گناہ نہ سمجھے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا (آل عمران: 85) نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بیت اللہ شریف کا حج فرض کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم پر حج فرض نہیں ہے۔ انہوں نے حج کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 28 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

نازل ہوئی تو مختلف حلقوں کے لوگوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حج والی آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے حج کیا اور کفار نے حج نہ کیا(1)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو تمام مذاہب کے پیروکاروں نے کہا ہم مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے حج کیا اور مشرکوں نے حج نہ کیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت حج نازل ہوئی، تو حضور ﷺ نے عرب کے مشرکوں، نصاریٰ، یہودیوں، مجوسیوں اور صابیوں کو جمع کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے تو تم بیت اللہ شریف کا حج کرو، صرف مسلمانوں نے اس حکم کو قبول کیا اور پانچ ملتوں نے اس کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا ہم اس پر نہ ایمان لاتے ہیں نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور نہ ہی اس کی طرف منہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو داؤد نفیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی تو ہذیل قبیلہ کا ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جس نے حج نہ کیا اس نے کفر کیا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو حج چھوڑے اور اس کی سزا سے نہ ڈرے جو حج کرے اور ثواب کی امید نہ رکھے تو وہ ایسا ہی ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کیا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کفر سے کیا مراد ہے؟ تو مجاہد نے کہا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا جس نے بیت اللہ کا انکار کیا(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ...... سَبِيْلًا تک آیات کی تلاوت کی پھر کہا جس نے ان آیات کا انکار کیا(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مَنْ كَفَرَ سے مراد ہے جو ایمان نہ لایا وہ کافر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میرے پڑوس میں کوئی خوشحال آدمی ہو وہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 30 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30

WWW.NAFSEISLAM.COM

مر جائے جب کہ اس نے حج نہ کیا ہو تو میں اس کا نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حج البیت پڑھا ہے۔

حضرت عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ سے حاء کے فتحہ کے ساتھ روایت مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اقرع بن حابس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کیا حج ہر سال ادا کرنا ہوگا یا زندگی میں صرف ایک بار؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں صرف ایک بار، جس نے زیادہ دفعہ حج کیا اس نے نفل ادا کیا (1)۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۸ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۹۹ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۰۰ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۰۱

”آپ فرمایئے اے اہل کتاب! کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ آپ فرمایئے اے اہل کتاب! تم کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اسے جو ایمان لا چکا۔ تم چاہتے ہو کہ اس راہ (راست) کو ٹیڑھا بنا دو حالانکہ تم خود (اس کی راستی کے) گواہ ہو اور نہیں ہے اللہ بے خبر ان (کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو۔ اے ایمان والو! اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اہل کتاب سے (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوٹا کر چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان قبول کرنے کے بعد کافروں میں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم (اب پھر) کفر کرنے لگو حالانکہ تم وہ ہو کہ پڑھی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اللہ کا رسول بھی تشریف فرما ہے اور جو مضبوطی سے پکڑتا ہے اللہ (کے دامن) کو ضرور پہنچایا جاتا ہے اسے سیدھی راہ تک“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہ بوڑھا شخص تھا دور جاہلیت میں ہی بوڑھا ہو گیا تھا بہت بڑا کافر تھا مسلمانوں پر سخت غصہ رکھتا تھا اور ان سے سخت حسد رکھتا تھا۔ ایک روز وہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا۔ یہ صحابہ اوس و خزرج کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یہ ایک مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس نے ان کی باہمی الفت، اجتماعیت اور اسلام کو قبول کرنے کی وجہ سے باہمی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 322 (3152)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مصالحت کو دیکھا تو اس امر نے اسے سخت غضب ناک کر دیا جب کہ دور جاہلیت میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ اس نے کہا بنوقیلہ کے خاندان اب شہر میں اکٹھے ہو گئے ہیں، اللہ کی قسم جب یہ اس شہر میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ہمارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اس نے اپنے ساتھ جانے والے یہودی جوان سے کہا ان کی طرف جاؤ اور ان کے پاس بیٹھ جاؤ پھر ان کے سامنے جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا ذکر کرو۔ ان واقعات کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ہیں وہ ذکر کرو، جنگ بعاث میں اوس وخزرج نے آپس میں جنگ کی تھی اس جنگ میں اوس وخزرج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوجوان نے اسی طرح کیا قوم اس کی بات سن کر آپس میں بول پڑی وہ جھگڑا کرنے لگے اور باہم فخر کرنے لگے یہاں دونوں قبیلوں میں سے دو آدمی اچھل پڑے۔ اوس میں سے اوس بن قیظی جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتا تھا اور خزرج سے جبار بن صخر جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو ہم ابھی تمہیں گرا ہوا تنا بنا دیں۔ دونوں جماعتیں غضب ناک ہو گئیں اور کہا ہم نے ایسا کیا۔ اسلحہ اسلحہ، ہمارے تمہارے مقابلہ کا میدان ظاہرہ ہے، ظاہرہ سے مراد حرہ (جگہ کا نام) ہے۔ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے۔ اوس کے خاندان آپس میں مل گئے اور خزرج آپس میں مل گئے۔ اسی طریقہ کار کے مطابق جس طرح وہ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

اس واقعہ کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی حضور ﷺ مہاجر صحابہ کے ساتھ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے آپ نے فرمایا اے مسلمانو اللہ سے ڈرو کیا تم جاہلیت کے دعوی کرتے ہو جب کہ میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی۔ اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا جاہلیت کے معاملہ کو تم سے ختم کیا تمہیں کفر سے بچایا اور تمہارے درمیان محبت کو پیدا فرمایا کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹنا چاہتے ہو۔ قوم پہچان گئی کہ یہ شیطان کا حملہ تھا ان کے دشمن کا مکر وفریب تھا۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیے وہ رونے لگے اور ایک دوسرے سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر حضور ﷺ کے ساتھ واپس آئے جب کہ حضور ﷺ کے ہر حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن شاس کی جلائی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شاس اور اس کے کرتوت کے متعلق اس آیت قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ ...... عَمَّا تَعْمَلُوْنَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اوس بن قیظی، جبار بن صخر اور ان کے ساتھ قوم کے جو افراد تھے اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ...... اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ نازل فرمائی (1)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابونعیم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس وخزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ ایک روز وہ اکٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپس میں اس جنگ کا ذکر کیا یہاں تک کہ وہ غضب ناک ہو گئے۔ ان میں سے بعض اسلحہ لے کر بعض کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کے بارے میں ذکر کیا۔ حضور ﷺ سواری پر سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے تو یہ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ اور بعد والی دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 38

امام ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ جب اسلام آیا انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی۔ ایک یہودی اس مجلس میں بیٹھا جس میں اوس و خزرج موجود تھے۔ اس نے ایک شعر پڑھا جسے دونوں قبیلوں میں سے کسی فرد نے اپنی جنگ کے بارے میں کہا تھا گویا اس شعر کی وجہ سے ان کے درمیان نزاع شروع ہو گیا۔ دوسرے قبیلے والوں نے کہا ہمارے شاعر نے یہ یہ کہا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا۔ جنگ کے لئے صف بندی شروع کر دی۔ تو یہ آیات یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا…… لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان آیات کو پڑھا اور آواز کو بلند کیا۔ جب انہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کی آواز کو سنا تو وہ خاموش ہو گئے اور قرآن سننے لگے۔ جب حضور ﷺ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوئے انہوں نے اسلحہ پھینک دیا اور آپس میں معانقہ کیا اور رونے لگے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ اجتماع اوس اور خزرج کے درمیان ہوا تھا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان جنگ، قصاص اور ناراضگی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام اور اپنے نبی کے ساتھ ان پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان موجود جنگ کو ختم کر دیا اور اسلام کے واسطہ سے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔ ایک روز اوس و خزرج کا ایک ایک آدمی بیٹھے بات چیت کر رہا تھا۔ ایک یہودی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یہودی لگا تار ان میں برپا ہونے والی جنگوں اور ان میں موجود دشمنی کا ذکر کرتا رہا جو ان کے درمیان پہلے سے موجود تھی یہاں تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر لڑ پڑے۔ ایک نے اپنی قوم کو بلایا اور دوسرے نے اپنی قوم کو بلایا۔ وہ اسلحہ لے کر باہر آ گئے اور صف بندی کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضور ﷺ لگا تار ان کے درمیان گھومتے رہے اور انہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت میں سدی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثعلبہ بن عنمہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بنی قینقاع کے ایک یہودی نے ان کے درمیان بات کو بڑھا دیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ دونوں قبائل اوس و خزرج نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اٹھا لیں اور باہم جنگ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اگر تم اسلحہ اٹھا لیتے اور باہم لڑ پڑتے تو تم کفر اختیار کرتے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب ان سے کوئی پوچھتا کیا تم میں حضرت محمد ﷺ ہیں؟ تو وہ کہتے نہیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو آپ سے روکتے اور حد سے تجاوز کرتے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس آیت میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس آدمی کو اسلام اور اللہ کے نبی سے کیوں روکتے ہو جب کہ تم گواہ ہو اس چیز کے جو تم قرآن میں پڑھتے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 36-35 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 35 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 34

ہیں۔ اسلام اللہ کا دین ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی پر جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ اس کے بارے میں تم تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ روکنے والے یہود و نصاریٰ ہیں انہیں اس امر سے منع کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کر دیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس طرح تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بارے میں بتا دیا ہے، تمہیں خبردار کیا ہے اور ان کی گمراہی کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے، اس لئے اپنے دین کے بارے میں ان سے بے خوف نہ ہو جاؤ، اپنے بارے میں انہیں مخلص نہ سمجھو کیونکہ وہ تمہارے دشمن، حاسد اور گمراہ ہیں تم اس قوت کے بارے میں کیسے بے خوف ہو جاتے ہو جنہوں نے اپنی کتاب کا انکار کیا، اپنے رسولوں کو قتل کیا، اپنے دین کے بارے میں حیران ہیں اور اپنے آپ سے عاجز بھی، اللہ کی قسم وہی تہمت لگانے والے اور دشمن ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ سے مراد ہے ہمارے درمیان دو چیزیں ہیں اللہ کا نبی اور اللہ کی کتاب، اللہ تعالیٰ کے نبی وہ تو ہم سے پردہ فرما گئے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے درمیان باقی رکھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال، حرام اور نافرمانی کے امور کی وضاحت ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الاعتصام باللہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے کہ جو اس پر ایمان لایا وہ اسے ہدایت دے گا، جو اس پر اعتماد کرے اسے نجات دے گا۔ ربیع نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ اسے منزل مقصود پر پہنچائے گا، جو اس پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کافی دور ہو جائے گا، جو اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے گا، جو اس پر اعتماد کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرمائے گا، جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا، اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن: 11) وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (الطلاق: 3) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 36 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 37 5۔ ایضاً

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ (الحدید:11) وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آل عمران:101) اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرہ:186)

تمام نے اپنے فوائد میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد جو آدمی میری مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے میں اس کی نیت سے اس کی حقیقت کو پہچان لیتا ہوں، اہل سموات اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر اس کے لئے ان سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دیتا ہوں اور جو بندہ مجھ پر اعتماد کرنے کے بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے جسے میں اس کے دل کے ارادہ سے پہچان لیتا ہوں میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے ہوا نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس چیز کا طلب گار ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کا سایہ بن جاتا ہے اور زمین اس کا بچھونا بن جاتی ہے، وہ دنیا کی کسی چیز کا اہتمام نہیں کرتا، وہ کھیتی کاشت نہیں کرتا لیکن روٹی کھاتا ہے، وہ درخت نہیں لگاتا لیکن پھل کھاتا ہے جب کہ وہ اللہ پر توکل رکھتا ہے اور اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں اس کا رزق رکھ دیا ہے، وہ زمین میں نکلتے ہیں اور حلال روزی کماتے ہیں اور وہ بغیر حساب کے پورا پورا رزق لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا یہ منکر ہے یا موضوع ہے، اس میں عمرو بن بکر سکسکی ہے۔ ابن حبان اور ان کے بیٹے ابراہیم کے نزدیک یہ متہم ہے۔ دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے (1)۔

امام حاکم نے اسے معقل سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے اے ابن آدم میری عبادت کے لئے ہو جو کام سے فارغ ہو جا میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا، اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو میں تیرے دل کو فقر سے اور تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دوں گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی جو بندہ مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے جب کہ زمین و آسمان اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر میں اس کے لئے اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر دیتا ہوں اور جو بندہ میری بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب کو ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنا دیا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے مقاصد کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جسے مقاصد نے گھیر لیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہو گیا (2)۔

## يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 345 (7860) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 364 (7934)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے اس کا شکر کیا جائے اس کی ناشکری نہ کی جائے (1)۔

امام حاکم اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ امر مسلمانوں پر مشکل ہو گیا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن: 16)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ تو لوگوں میں اس کی طاقت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قوم (مسلمانوں) پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کی ٹانگوں میں سوجن آ گئی، پیشانیاں زخمی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کرتے ہوئے یہ حکم فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل فرمایا تو اس آیت نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے حکم کو فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انصاف کریں اگرچہ فیصلہ ان کی ذاتوں اور ان کے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (2)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 39 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 40

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ نازل ہوئی پھر اس کے بعد فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل ہوئی تو بعد والی آیت نے آل عمران والی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس آیت کے حکم کو سورۂ تغابن میں موجود آیت کے حکم سے منسوخ کر دیا ہے۔ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے استطاعت کے مطابق سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت لی تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اوس وخزرج کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ان کے درمیان جنگ بعاث ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کے درمیان صلح کرائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ اپنے رب سے کما حقہ تقوی اس وقت تک اختیار نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کو نہ روکے۔

امام طیالسی، امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ امام احمد، امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ گرے تو تمام اہل زمین کی زندگی کو کڑوا کر دے تو پھر اس آدمی کا کیا حال ہوگا کہ جس کا کھانا صرف زقوم ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اگر تم ایسا نہ کرو اور نہ ہی تم میں اس کی طاقت ہو تو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اسلام کی حرمت پر مرو (3)۔

امام خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک تقوی کا حق ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اسے جو مصیبت پہنچی ہے وہ خطا نہ ہو سکتی تھی اور جو نہیں پہنچی وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 41 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

WWW.NAFSEISLAM.COM

’’اور مضبوطی سے پکڑلو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچا لیا تمہیں اس (میں گرنے) سے۔ یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم ہدایت پر ثابت رہو‘‘۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ راستہ بھیڑ والا ہے، شیاطین اس پر حاضر ہوتے ہیں، وہ بلاتے ہیں اللہ کے بندے ادھر آؤ یہ وہ راستہ ہے، ان کا مقصود اللہ کے راستہ سے روکنا ہے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ اللہ کی رسی قرآن ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن رسی ہے، اس کی ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کی ایک طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اسے مضبوطی سے پکڑ لو تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا میں تم میں قران چھوڑے جا رہا ہوں، یہی اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا، جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔

امام احمد نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں اپنے دو نائب چھوڑے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی ہے، دوسرا میری اولاد۔ ان میں تفریق نہ ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس پر حوض پر وارد ہوں گے۔

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آگے جانے والا ہوں، تم حوض پر میرے پاس آؤ گے، دیکھو تم میرے بعد ثقلین میں میرے نائب ہو۔ عرض کی گئی ثقلین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑی تو اللہ کی کتاب ہے، یہ ایک رسی ہے جس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑ لو نہ پھسلو گے نہ گمراہ ہو گے۔ چھوٹی میری اولاد ہے۔ ان میں تفریق نہ ہوگی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہاں تک کہ دونوں چیزیں میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ میں نے اپنے رب سے ان کے بارے میں سوال کیا ہے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا کہ تم کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ انہیں نہ سکھاتے رہنا، یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو تو تم گمراہ نہیں ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب یہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے اور میری عترت میرے گھر والے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ثابت بن قطنہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے لوگو تم پر طاعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سماک بن ولید حنفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے پوچھا آپ ایسے سلاطین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہمارے صدقات کے بارے میں ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں، کیا ہمیں انہیں نہ روکیں؟ تو آپ نے کہا نہیں تو انہیں عطا کر، جماعت کو لازم پکڑ، جماعت کو لازم پکڑ۔ بے شک گزشتہ امتیں افتراق کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں، کہا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہیں مگر ایک۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت پھر اسی آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ ایک کون ہوگا؟ فرمایا جماعت پھر اس آیت کو تلاوت کیا (4)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے تین اعمال پر راضی ہے اور تین اعمال کو ناپسند کرتا ہے، وہ تمہارے اعمال پر راضی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ بازی نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے جنہیں تمہارا والی بنایا ہے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 45 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 4۔ ایضاً

کے مخلص رہو، تمہاری ان باتوں پر ناراض ہے، قیل وقال زیادہ سوال، مال ضائع کرنا (1)۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب وہ اپنے دین کے بارے میں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک اور وہ جماعت ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جماعت میں بالشت بھر باہر نکل گیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے جو آدمی مرا اور اس پر جماعت کا امام والی نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو حدود سے تجاوز نہ کرو اور اخلاص کے ساتھ بھائی بھائی بن جاؤ (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بِحَبْلِ اللّٰهِ کا معنی طاعۃ اللہ روایت کیا ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے حکم کو لازم پکڑو۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ اسلام کو لازم پکڑو (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ قوی کمزور کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا تو اس نے تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی، تمہاری جمعیت کو اسلام پر جمع کر دیا اور اس وجہ سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت کو ملے، وہ لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے ساتھ چلے جائیں انصار نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم میں باہم جنگ کا سلسلہ جاری ہے، اگر آپ اس حالت میں تشریف لے آئے تو ہمیں خوف ہے کہ جس چیز کا آپ ارادہ کر رہے ہیں وہ نہ ہو سکے، انہوں نے آنے والے سال باہم اس خواہش کا اظہار کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے چلتے ہیں۔ شاید آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری جنگ کو ختم کر دے۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ جنگ ختم نہ ہوگی۔ یہ بعاث کی جنگ تھی۔ اگلے سال ستر آدمی آپ سے ملے جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔ ابن جریر نے یہ کہا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں باہم انصار میں تنازع پیدا ہوا۔ دونوں

---

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 25 (7399) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 150 (259) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 44

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 46

قبیلوں نے باہم مشورہ کیا تو اس موقع پر بعض نے بعض سے کہا ہمارا تمہارا ساتھ مقابلہ حرہ میں ہوگا۔ یہ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے شان نزول کے متعلق روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں جو اوس وخزرج میں نزاع ہوا تھا وہ مراد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوس وخزرج میں ایک سو بیس سال تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ اسلام آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور ان کے درمیان محبت پیدا کر دی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت انصار کے دو قبائل کے درمیان نازل ہوئی۔ ان میں سے ایک خزرج اور دوسرا اوس ہے، یہ زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ تک برسر پیکار رہے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دونوں کے درمیان صلح کرائی ایک مجلس میں ان کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی، انہوں نے باہم فخر کرنا شروع کر دیا اور برا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے دوسروں کے لئے اسلحہ سونت لیا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب تم ایک دوسرے کو ذبح کرتے تھے، تم میں سے قوی کمزور کو کھا جاتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بھائی چارہ اور الفت پیدا فرما دی۔ خبردار اللہ کی قسم الفت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے، ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی کہ دو آدمی اسلام کی وجہ سے باہم محبت نہیں کرتے تو ان کے درمیان پہلا گناہ جدائی ڈال دیتا ہے جسے ان میں سے ایک نے کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت تم مجھے کیوں پریشان کرتے ہو کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا جب تم گمراہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی میں تمہارے پاس آیا جب کہ تم باہم دشمنی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہارے درمیان محبت پیدا فرما دی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں بات اسی طرح ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم آگ کے کنارے پر تھے۔ جو تم میں سے مرجاتا وہ آگ (جہنم) میں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے تمہیں اس گڑھے سے نکال لیا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی فرمایا ہم نے تمہیں اس سے بچایا، اب میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں دوبارہ اس میں نہیں ڈالے گا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 48　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 51　3۔ ایضاً

اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے اس آیت کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے بچایا تو نافع نے کہا کیا عرب اس کو جانتے ہیں حضرت عباس نے فرمایا ہاں کیا تم نے عباس بن مرداس کا شعر نہیں سنا۔

يَكُبَّ عَلَى شَفَا الْاَذْقَانِ كَبًّا كَمَا زَلَقَ التَّحَتُّمُ عَنْ جفاف

وہ ٹھوڑی کے بل گرتا ہے جیسے کیلے کے چھلکے سے اس کا ٹوٹا ہوا گودا پھسل کر نیچے گرتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

''ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے بہت بڑا''۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن زبیر کو اس آیت کی قرأت کرتے ہوئے سنا، وہ ساتھ ہی وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ کو پڑھتے، میں یہ نہیں جانتا کہ کیا یہ اس کی قرأت تھی یا یہ آیت کی تفسیر تھی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن انباری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عَنِ الْمُنْكَرِ کے بعد (وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ) کی قرأت کی (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا خیر سے مراد قرآن اور سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں امر بالمعروف کی جو آیات ذکر کی ہیں وہ اسلام ہے اور منکر سے نہی والی جو آیات ذکر کی ہیں وہ شیطان کی عبادت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں ایک قوم ہونی چاہیے، وہ ایک ہو، دو ہوں، تین ہوں یا زیادہ، وہ امت ہے، وہ کہتے امام ہو جس کی اقتداء کی جائے۔ خیر سے مراد اسلام ہے، معروف سے مراد رب کی اطاعت ہے اور منکر سے مراد رب کی معصیت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1084، مطبوعہ دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

کے صحابہ ہیں کیونکہ وہی راوی ہیں(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جماعت کا حکم دیا، اختلاف اور فرقت سے منع کیا اور یہ بتایا کہ تم سے قبل قومیں اللہ تعالیٰ کے دین میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والے اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو اسی طرح کے اختلاف اور افتراق سے منع کیا جس طرح اہل کتاب نے اختلاف کیا تھا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (4)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آل عمران کی اس آیت کے ساتھ بدعتی کیا سلوک کرتے ہیں فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک، وہ جماعت ہے۔ میری امت میں ایسے فرقے پیدا ہوں گے کہ ان کی خواہشات نفسانیہ ان میں یوں سرایت کریں گی جس طرح باؤلا پن باؤلے جاندار میں سرایت کرتا ہے، اس کی کوئی رگ اور جوڑ نہیں بچتا جس میں وہ مرض داخل نہیں ہوتا(6)۔

امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر بھی وہی احوال آئیں گے جو بنو اسرائیل پر گزرے ہیں، اگر ان میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے نکاح کیا ہوگا تو میری امت میں بھی اسی کی مثل ہوگا، بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ آپ سے عرض کی گئی وہ ایک جماعت کون سی ہوگی؟ فرمایا جو اس راستہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

حاکم نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے والے لوگوں کے راستہ پر چلو گے بے شک بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ الحدیث (7)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53　5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 47 (10) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، باب العلم، جلد 1، صفحہ 218 (443)　7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 219 (445)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ماجہ نے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ایک جنت میں جائے گا اور ستر جہنم میں، نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، اکہتر جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں ہوگا، قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، ایک جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے ستر ہلاک ہوئے اور ایک نے خلاصی پائی، بے شک میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اکہتر ہلاک ہوں گے اور ایک خلاصی پائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا جماعت جماعت۔

امام احمد نے حضرت ابوذر سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو ایک سے بہتر ہے، تین دو سے بہتر ہے اور چار تین سے بہتر ہے، تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ میری امت کو ہدایت پر ہی جمع کرتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس آؤ، سوائے قریشی کے میرے پاس کوئی نہ آئے، فرمایا اے قریش میرے بعد تم میرے اس دین کے والی ہو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا الخ اور وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ (البینۃ: 5)

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

"اس دن (جب کہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ تو وہ جو سیاہ رو ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کہ کیا تم نے کفر اختیار کر لیا تھا ایمان لانے کے بعد تو اب چکھو عذاب (کی اذیتیں) بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے اور وہ (خوش نصیب) لوگ روشن ہوں گے جن کے چہرے تو وہ رحمت الٰہی (کے سائے) میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو ٹھیک ٹھیک اور نہیں ارادہ رکھتا اللہ ظلم کرنے کا دنیا والوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 393 (3992) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے سارے کام"۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن منذر نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ازارقہ کے سر مسجد کی سیڑھیوں پر لٹکے ہوئے دیکھے تو ابو امامہ نے کہا یہ آگ کے کتے ہیں، یہ آسمان کے نیچے سب سے برے قتل کیے جانے والے ہیں، جس کو انہوں نے قتل کیا تھا وہ سب سے بہترین مقتول تھا۔ پھر اس آیت یَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ کی تلاوت کی۔ میں نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا اگر میں نے اسے ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات دفعہ نہ سنا ہوتا تو میں تم سے یہ بیان نہ کرتا۔

امام ابن ابی حاتم، ابونصر نے ابانہ، خطیب نے اپنی تاریخ اور حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے روشن ہوں گے، بدعتی اور گمراہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام خطیب نے مالک کے رواۃ اور دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابونصر نے ابانہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھا، فرمایا اہل جماعت اور اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت اور اہل ہواء کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے، جس جماعت کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا یعنی وہ ایمان جو تم حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھتے تھے جب کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان پر مستقیم رہے، انہوں نے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو روشن کر دیا اور اپنی رضوان اور جنت میں داخل کر دیا(1)۔

امام فریابی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ اہل کتاب سے ہوں گے جو اپنے انبیاء کی تصدیق کرتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بھی تصدیق کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو آپ کا انکار کر دیا تو ان کے بارے میں یہ فرمایا اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ سے مراد خارجی ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں بعض لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا جس طرح تم سنتے ہو جس کے چہرے قیامت کے روز روشن ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54 2۔ ایضاً

والے اور اللہ کے وعدے کو پورا کرنے والے ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے سے مراد وہ لوگ ہیں جو منافق ہیں انہوں نے زبانوں سے ایمان کا کلمہ کہا مگر اپنے دلوں اور اعمال سے اس کا انکار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے سے مراد اہل قبلہ ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں ایسا راوی ہے جو معروف نہیں کہ ان کے چہرے اعمال اور بدعات کی وجہ سے سفید یا سیاہ ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے ایسی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس میں راوی غیر معروف ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ پر کوئی ایسی گھڑی بھی آئے گی جس میں آپ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے؟ فرمایا ہاں اس روز کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ یہاں تک کہ میں دیکھوں گا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز چہرے سیاہ ہوں گے مصیبت مصیبت زدہ کے چہرے کو سفید کر دے گی۔

امام ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار قیامت کے روز چہروں کی روشنی کا باعث ہوگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ایک بار بھی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں بھی وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کے الفاظ آتے ہیں انہوں نے ترجع کو تاء کے فتحہ اور جیم کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

''ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے، تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لئے، بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں۔ (کچھ) نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور اگر لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف اپنی پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی امداد نہ کی جائے گی۔ مسلط کر دی گئی ہے ان پر ذلت اور رسوائی جہاں کہیں یہ پائے گئے بجز اس کے کہ اللہ کے عہد سے یا لوگوں کے عہد سے (کہیں پناہ مل جائے) اور یہ مستحق ہو گئے ہیں غضب الٰہی کے اور مسلط کر دی گئی ہے ان پر محتاجی، یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتوں سے اور قتل کیا کرتے تھے انبیاء کو ناحق، یہ (بیا کی) اس لیے تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور سرکشی کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، فریابی، امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے روایت کیا ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرماتا انتم تو ہم سب اس میں شامل ہو جاتے لیکن فرمایا كُنْتُمْ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے خاص ہے۔ جس نے ان کے اعمال جیسے اعمال کیے وہ بھی خَيْرَ اُمَّةٍ میں داخل ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے انہوں نے اس راوی سے روایت کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ حکم مسلمانوں کے اولین لوگوں کے بارے میں ہے بعد والے لوگوں کے بارے میں نہیں ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرات عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کو پڑھا پھر فرمایا اے لوگو جسے یہ اچھا لگے کہ وہ اس امت میں سے ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی شرط کو ادا کرے (5)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 57　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ اس شرط پر فرماتا ہے کہ تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، وہ یہ ان کو فرماتا ہے جن کے تم درمیان ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (الدخان: 32)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کنتم خیر امۃ سے مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو، تم انہیں لاتے ہو جب کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت سے بڑھ کر کوئی امت اسلام میں اطاعت شعار نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوئے تم سترویں امت کو مکمل کر رہے ہو تم ان میں سے بہترین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے ذکر کیا جب کہ آپ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، ہم قیامت کے روز سترویں امت کو مکمل کریں گے، ان میں سے ہم آخری اور بہترین امت ہوں گے (3)۔

امام احمد نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سند حسن سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، زمین کی کنجیاں مجھے عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی میرے لئے پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی، میری امت کو بہترین امت بنا دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد میرے اہل بیت ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہیں، تم ان انبیاء کے لئے گواہی دو گے جن کی قوم میں پیغام حق پہنچانے میں ان کی تکذیب کر دیں گی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کوئی ایسی امت نہیں گزرے گی جس میں اس امت کے علاوہ مختلف قسم کے لوگ داخل ہوتے ہوں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58 2۔ ایضاً 3، ایضاً، جلد 4، صفحہ 60 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ تم حکم دیتے ہو کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دو، اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر لوگوں سے جہاد کرتے ہو، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سب سے بڑی نیکی ہے، منکر سے مراد جھٹلانا ہے اور یہ سب سے بڑی منکر ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے تین کو مستثنیٰ کیا ہے جو ہدایت اور حق پر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ان سے یہ باتیں سنتے ہو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَذًى سے راد یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ اور صلیب کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں(3)۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہوئے سنو گے اور وہ تمہیں گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ضمانتیں اٹھانے والے لوگ ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا، ان کی کوئی پناہ گاہ نہیں، اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کے زیر نگیں کر دے گا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے ان سب پر یہ امت غلبہ پالے گی اور مجوسیوں کو جزیہ مغلوب کر دے گا(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں گے جب کہ وہ ذلیل ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ذلت سے مراد جزیہ ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے دو سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے اللہ تعالیٰ کا عہد اور لوگوں کا وعدہ ہے(7)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 61 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نافرمانی اور سرکشی سے بچو کیونکہ تم سے قبل لوگ بھی انہیں دو وجوہ سے ہلاک ہوئے (1)۔

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ هُمْ یَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

"سب یکساں نہیں اہل کتاب سے ایک گروہ حق پر قائم ہے یہ تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی رات کے اوقات میں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔ اور جو یہ کریں گے نیک کاموں سے تو ہرگز انکار نہ کیا جائے گا اس کار خیر کا اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔ بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہرگز نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے ذرہ بھر اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید، اسد بن عبید اور دوسرے یہودی مسلمان ہوئے وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور اسلام کے احکام میں بڑی رغبت کا اظہار کیا۔ یہود کے علماء اور کفار نے کہا حضرت محمد ﷺ پر ایمان اور آپ کی اتباع ہم میں سے شریر لوگوں نے کی ہے، اگر وہ ہمارے بہترین افراد ہوتے تو وہ اپنے آباء کا دین ترک نہ کرتے اور نہ ہی غیر دین کی طرف جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے لَیْسُوْا سَوَآءً سے مِنَ الصّٰلِحِیْنَ تک آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَیْسُوْا سَوَآءً کی تفسیر میں نقل کیا ہے جب تک کسی قوم میں اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی گزارنے والا باقی رہا تو ایسی قوم مکمل طور پر ہلاک نہ ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن سلام،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 67 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 69 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثعلبہ بن سلام، مبشر، اسید اور اسد جو دونوں کعب کے بیٹے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے وہ یہودی اس امت جیسے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ہدایت یافتہ اللہ کے حکم پر قائم رہنے والی نہ یہ اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہوئی ہے نہ اس کو چھوڑتی ہے جس طرح دوسری امتوں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ضائع کر دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی عدل کرنے والی امت نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کی حدود اور فرائض پر قائم رہنے والی نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اٰنَآءَ الَّیْلِ کا معنی رات کی گھڑیاں لیا ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عباس نے اس کا معنی رات کا درمیانی حصہ لیا ہے۔

امام فریابی، بخاری نے اپنی تاریخ میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی یہ کیا ہے کہ اہل کتاب اور حضور ﷺ کی امت ایک جیسی نہیں ہو سکتی اور یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ کا معنی یہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کی امت عشاء کی نماز پڑھتی ہے جب کہ دوسرے اہل کتاب یہ نماز نہیں پڑھتے (7)۔

امام احمد، امام نسائی، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا پھر مسجد کی طرف تشریف لے گئے جب کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے، فرمایا آگاہ رہو تمہارے سوا سادی دین کا کوئی بھی علمبردار ایسا نہیں جو اس وقت اللہ کا ذکر کر رہا ہو گا تو یہ آیت نازل ہوئی لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ هُمْ یَسْجُدُوْنَ ۝ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا اس سے مراد عشاء کی نماز ہے جسے حضور ﷺ کی امت تو ادا کرتی ہے لیکن اہل کتاب میں سے کوئی دوسری امت ادا نہیں کرتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 69 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70

5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 72 | 7۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہیں پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا اس نماز کو دیر سے ادا کرو کیونکہ اسی نماز کی وجہ سے تمہیں دوسری امتوں پر فضیلت دی گئی ہے تم سے قبل کسی امت نے اسے ادا نہیں کیا۔

امام طبرانی سند حسن کے ساتھ حضرت منکدر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک رات دیر سے باہر تشریف لائے جب کہ آپ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا تھا جب کہ رات کا ایک پہر گزر چکا تھا جب کہ لوگ مسجد میں انتظار کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا خبردار تم نماز میں رہے ہو جتنا تم نے نماز کا انتظار کیا پھر فرمایا خبردار یہ ایک ایسی نماز ہے جو تم سے قبل کسی امت نے نہیں پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز کو مؤخر کیا تو حضرت عمر نے عرض کی عورتیں اور بچے سو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے سوا زمین پر کوئی بھی اس نماز کا انتظار کرنے والا نہیں ہے۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا کس چیز نے تمہیں اس وقت تک روکے رکھا؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم نے آپ کا انتظار کیا تاکہ ہم آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تم سے قبل کسی امت نے یہ نماز ادا نہیں کی تم لوگ لگاتار نماز میں رہے ہو۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مستورد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ گھر میں ہی تشریف فرما رہے یہاں تک کہ مسجد میں دس سے کچھ اوپر افراد رہ گئے۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا تمہارے سوا کسی نے نماز کے انتظار میں رات نہیں گزاری۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اٰنَآءَ الَّیْلِ سے مراد مغرب وعشاء کا درمیانی وقت ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد غفلت کی نماز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عمرو بن علاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ وَمَا یَفْعَلُوْا اور فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ کو وَمَا تَفْعَلُوْا اور فَلَنْ تُكْفَرُوْهُ پڑھتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَلَنْ تُكْفَرُوْهُ کا معنی ہے کہ وہ عمل تم سے گم نہ ہوگا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس عمل کے بارے میں تم پر ظلم نہ کیا

---

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 360 (846) مطبوعہ مطبع الامۃ بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 74
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 75

جائے گا۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

''مثال اس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگی میں ایسی ہے جیسے ہوا ہو اس میں سخت ٹھنڈک ہو (اور) لگے وہ ایک قوم کے کھیت کو جنہوں نے ظلم کیا ہو اپنے نفسوں پر پھر فنا کر دے اس کھیت کو۔ نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں کافر جو مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مشرک جو مال خرچ کرتے ہیں جب کہ اسے قبول نہیں کیا جاتا اس کی مثال اس کھیتی جیسی ہے جسے ظالم قوم کاشت کرتی ہے، جسے سخت ٹھنڈی ہوا آپڑتی ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس طرح انہوں نے جو مال خرچ کیا ہے شرک اسے ہلاک کر دیتا ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صر کی تفسیر سخت ٹھنڈی ہوا نقل کی ہے (3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈی تو نافع نے عرض کی کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا قول نہیں سنا۔

لا يبر دون اذا ما الارض للها　　اصر الشتاء من الامحال كالادم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 76　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 77　3۔ ایضاً

قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا
بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ
تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا
یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۱۲۰﴾

”اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا راز دار غیروں کو وہ کسر نہ اٹھا رکھیں گے تمہیں خرابی پہنچانے میں [وہ پسند کرتے ہیں جو چیز تمہیں ضرر دے۔ ظاہر ہو چکا ہے بغض ان کے مونہوں (یعنی زبانوں) سے اور جو چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے وہ اس سے بھی بڑا ہے، ہم نے صاف بیان کر دیں تمہارے لئے اپنی آیتیں اگر تم سمجھ دار ہو۔ سنو! تم تو وہ (پاک دل) ہو کہ محبت کرتے ہو ان سے اور وہ (ذرا) محبت نہیں کرتے تم سے اور مانتے ہو تم سب کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے (اے حبیب ﷺ!) آپ فرمایئے مر جاؤ اپنے غصہ (کی آگ میں جل کر) یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے دلوں کی باتوں کا۔ (ان کا حال تو یہ ہے) اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو بری لگتی ہے انہیں اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف تو (بڑے) خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو نہ نقصان پہنچائے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں (اس کا) احاطہ کیے ہوئے ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے کیونکہ دور جاہلیت میں ان کے آپس میں باہم معاہدے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا کہ تم ان کے ساتھ خفیہ دوستی نہ رکھو کیونکہ ان یہودیوں کی وجہ سے انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مدینہ کے منافقین کے بارے میں نازل ہوئی مومنوں کو منافقین کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت حمید بن مہران مالکی خیاط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو غالب سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ابو امامہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ اس سے مراد خارجی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی مہروں میں عربی لفظ کندہ نہ کراؤ اور مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔ یہ روایت حضرت حسن بصری کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا ہاں اپنی مہروں میں محمد نہ لکھواؤ اور اپنے معاملات میں مشرکوں سے مشورہ طلب نہ کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اہل خیرہ میں سے ایک نوجوان ہے جو بڑا ذہین اور اچھا کاتب (انشاء پرداز) ہے۔ اگر آپ اسے اپنا کاتب بنالیں تو مناسب رہے گا تو آپ نے فرمایا پھر تو میں مومنوں کو چھوڑ کر اسے اپنا خفیہ دوست بنانے والا ہوں گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم منافقوں کو اپنے معاملات میں داخل نہ کرو کہ تم مومنوں کو چھوڑ کر انہیں اپنا دوست بناؤ (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَا عَنِتُّمْ کا معنی ماضللتم نقل کیا ہے یعنی تم گمراہ ہو جاؤ (3)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ منافق یہ پسند کرتے ہیں کہ مومن اپنے دین میں گمراہ ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ منافقوں کے منہ سے ایسی باتیں تم سن چکے ہو جو وہ کفار سے کہتے ہیں کہ ہم تو اسلام اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے سینوں میں جو چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن منافق کے لئے اچھا ہے لیکن منافق مومن کے لئے اچھا نہیں کیونکہ مومن دنیا میں منافق پر رحم کرتا ہے۔ جتنا مومن منافق پر قدرت رکھتا ہے، اگر منافق مومن پر اتنی قدرت رکھتا تو وہ اس کی خوشحالی کو نیست و نابود کر دیتا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثال روایت کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم اپنی اور ان کی کتاب پر ایمان رکھتے ہو اسی طرح سابقہ کتب پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ جب کہ وہ تمہاری کتابوں کا انکار کرتے ہیں تو تم زیادہ اس کے مستحق ہو کہ تم ان سے بغض رکھو بنسبت اس کے کہ وہ تم سے بغض رکھیں (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ کے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 80 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 82 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 85 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 84

تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا وہ اس طرح کرتے ہیں اور اپنی انگلیوں کی اطراف اپنے منہ میں رکھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاِذَا لَقُوْكُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے انہیں صرف اپنی جانوں اور اپنے اموال کا خوف ہوتا ہے اس لیے ان کے ساتھ اس طرح معاملہ کرو، جب تنہا ہوتے ہیں تو اپنے پوروں کو کاٹتے ہیں کیونکہ وہ اپنے دل میں اسی حالت پر غیض وغضب پاتے ہیں۔ اگر وہ معمولی سی ہوا پائیں تو مومنوں کے خلاف ہو جائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں انامل سے مراد انگلیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اباضیہ کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد دشمنوں پر فتح رزق اور خیر ہے اور سیئہ سے مراد قتل، شکست اور مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب منافق دیکھتے ہیں کہ مسلمان آپس میں محبت کرتے ہیں اور آپس میں ان کا اتفاق ہے اور دشمنوں پر انہیں غلبہ نصیب ہوا ہے تو یہ چیز انہیں غیض وغضب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جب وہ مسلمانوں کو فرقوں میں بٹا ہوا اور اختلاف کرتا ہوا دیکھتے ہیں یا مسلمانوں کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ چیز انہیں خوش کرتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے لا یَضُرُّ کی قرأت نقل کی ہے۔

## وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾

''اور یاد کرو (اے محبوب) جب صبح سویرے رخصت ہوئے آپ اپنے گھروں سے (اور میدان احد) میں بٹھا رہے تھے مومنوں کو مورچوں پر جنگ کے لئے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں ابن شہاب، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمد بن یحییٰ بن حبان اور حصین بن عبد الرحمٰن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ احد کا دن مصیبت کا دن تھا اللہ تعالیٰ نے اس روز مسلمانوں کا امتحان لیا اور کافروں میں سے ان لوگوں کو بے آبرو کر دیا جو زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے اور کفر کو چھپائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس روز ان لوگوں کو کرامت سے نوازا جن کے بارے میں شہادت سے نواز کر عزت دینے کا ارادہ فرمایا غزوۂ احد کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا ان میں ان امور کا ذکر ہے جو اس دن وقوع پذیر ہوئے اور جن پر عتاب فرمایا ان پر عتاب کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

نبی سے ارشاد فرماتا ہے: وَاِذْ غَدَوْتَ......

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۲ھ میں رمضان شریف میں بدر کے مقام پر جہاد کیا اور ۳ھ میں شوال کے مہینہ میں احد کے مقام پر جہاد کیا پھر غزوۂ خندق کیا اسی کو یوم احزاب بھی کہتے ہیں اور ۴ھ میں بنو قریظہ سے جہاد کیا۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد، غزوۂ بدر کے ایک سال بعد ہوا جب کہ عبدالرزاق کے الفاظ میں بنو نضیر کے واقعہ کے چھ ماہ بعد یہ غزوہ ہوا اس روز مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز گیارہ شوال کو ہوا تھا اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین کی تعداد دو ہزار یا اس سے کچھ اوپر تھی۔

امام ابو یعلی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی عرض کی اے ماموں مجھے غزوۂ احد کا واقعہ سناؤ تو انہوں نے فرمایا سورۂ آل عمران 120 آیت کے بعد کی آیات کی تلاوت کرو تم ہمارا قصہ پاؤ گے۔ ایک طائفہ نے بزدلی ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرکین سے امن طلب کی تھی، شیطان نے چیخ کر کہا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ نعاس کا معنی ہے ان پر نیند مسلط کر دی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں غزوۂ احد کا ذکر ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تُبَوِّئُ کا معنی توطئ ہے کہ آپ خود درست کر رہے تھے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ خود مومنوں کو ان کی جگہ پر بٹھا رہے تھے تاکہ مومنوں کے دل مطمئن ہو جائیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب اس چیز کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمَا بَوَّأَ الرَّحْمٰنُ بَيْتَكَ مَنْزِلَهُ    بِأَجْيَادِ غَرْبِيِّ الْفِنَا وَالْمُحَرَّمِ

رحمٰن نے تیرے گھر کو ٹھکانہ نہیں بنایا جو فنا اور محرم کی مغربی جانب اجیاد میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روز پیدل چل رہے تھے اور مومنوں کو ان کی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں کو غزوۂ احزاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90    2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں اپنی اپنی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابن شہاب، محمد بن یحییٰ، عاصم بن عمر بن قتادہ حصین بن عبد الرحمٰن اور دوسرے علماء سے نقل کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے غزوۂ احد کے کچھ واقعات نقل کیے ہیں کہا جب قریش کو مصیبت پہنچی یا غزوۂ بدر کے دن قریش کے کفار مارے گئے باقی ماندہ لوگ مکہ مکرمہ واپس ہوئے اور ابوسفیان بھی اپنے قافلہ کے ساتھ واپس آ گیا تو عبد الرحمٰن بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ قریش کے ان چند افراد کے ساتھ جن کے خاندان کے لوگ غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے ابوسفیان کے پاس گئے۔ انہوں نے ابوسفیان اور ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کی جن کے اموال اس قافلہ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے قریش بے شک محمد (ﷺ) نے تمہیں سخت تکلیف پہنچائی ہے، تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے اپنے اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو تا کہ ہم اس کے خلاف جنگ کریں۔ شاید ہم اپنا انتقام لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مال جمع کر لیا۔ اپنے تمام اسلحہ و اسباب کے ساتھ وہ نکل پڑے انہوں نے عورتیں بھی اپنے ساتھ لے لیں تا کہ لوگ بھاگ نہ جائیں۔ ابوسفیان بطور قائد لشکر چلا وہ آئے یہاں تک کہ عینین کے مقام پر اترے جو قناۃ وادی کے شوریدہ زیریں جگہ میں پہاڑ ہے۔ اس وادی میں بارشی نالے کی اس طرف اترے جو مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں سنا کہ وہ وہاں فروکش ہو چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک گائے ذبح ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میری تلوار کند ہو چکی ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے۔ میں نے اس محفوظ زرہ سے مراد مدینہ لیا ہے۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ تم مدینہ طیبہ میں ہی رہو جہاں وہ اترے ہیں انہیں وہاں ہی رہنے دو۔ اگر وہ وہاں ہی مقیم رہے تو سخت بری جگہ پر قیام کریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں داخل ہوئے تو اس شہر میں ہم ان سے جنگ کریں گے۔

قریش بدھ کے روز احد میں اترے وہاں وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روز رہے۔ حضور ﷺ جب جمعہ کی نماز ادا کر چکے تو آپ روانہ ہوئے اور صبح کے وقت احد میں جا پہنچے اور تین ہجری نصف شعبان ہفتہ کے روز دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے عبد اللہ بن ابی کی رائے بھی حضور ﷺ کی رائے جیسی تھی کہ جنگ کے لئے قریش کی طرف نہ جایا جائے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر جانا پسند نہیں کرتے تھے، مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی یہ وہ لوگ تھے جو شہید ہوئے اور جو غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں دشمنوں کی طرف لے چلو وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان سے بزدلی کی ہے یا کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ عبد اللہ بن ابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں ہی رہیے ان کی طرف نہ جایئے اللہ کی قسم ہم بھی اس شہر سے باہر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے ہیں تو ہمیں نقصان ہوا اور جو بھی دشمن یہاں ہم پر حملہ آور ہوا اسے شکست ہوئی۔ یا رسول اللہ ﷺ انہیں رہنے دیجئے اگر وہاں ٹھہرے رہے تو بری جگہ ٹھہریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں آئے تو عورتیں بچے اور مرد اوپر سے پتھر برسا کر ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اگر وہ واپس ہوئے تو اسی طرح خائب و خاسر واپس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90

جائیں گے جس طرح وہ آئے تھے جو لوگ جنگ کرنا چاہتے تھے وہ لگاتار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ گھر میں داخل ہوئے اپنی زرہ زیب تن کی(1) یہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے پھر آپ ان کے پاس باہر تشریف لائے جب کہ اب لوگ شرمندہ تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا جب کہ ہمیں یہ حق نہیں تھا۔ اگر آپ پسند کریں تو یہیں رک جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو جنگ کرنے سے پہلے اپنی زرہ اتار دے۔

حضور ﷺ ہزار صحابہ کے ساتھ جنگ پر روانہ ہوئے جب آپ مدینہ طیبہ اور احد کے درمیان شوط کے مقام پر تھے تو عبد اللہ بن ابی لشکر کے تیسرے حصہ کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر سے الگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ حرہ (پتھریلہ علاقہ) بنی حارثہ سے گزرے تو گھوڑے نے اپنی دم (مکھی اڑانے کے لئے) زور سے ہلائی وہ دم تلوار کے قبضہ میں جا لگی تلوار میان سے باہر آگئی۔ حضور ﷺ نے تلوار والے سے کہا اپنی تلوار نیام میں کر لیجئے جب کہ حضور ﷺ فال پسند کرتے تھے اور کسی کام سے رکتے نہ تھے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آج تلواریں سونتی جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ احد کی وادی میں پہاڑ کے قریب فروکش ہوئے آپ نے اپنی پشت اور لشکر احد کی طرف دکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری کی جب کہ مجاہدین کی تعداد سات سو تھی۔ حضور ﷺ نے تیراندازوں پر حضرت عبد اللہ بن جبیر کو امیر بنایا جب کہ تیراندازوں کی تعداد پچاس تھی تیروں کے ساتھ دشمن کو ہم سے دور رکھو وہ ہماری پچھلی جانب سے ہم پر حملہ آور نہ ہوں۔ جنگ ہمارے خلاف جائے یا ہمارے حق میں تم اپنی جگہ پر رہنا تیری جانب سے دشمن ہم پر وار کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر باہر تشریف لائے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے مشورہ دو میں کیا کروں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کتوں کی طرف نکلیے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی دشمن ہم پر غالب نہیں آیا جو ہم پر اس شہر میں حملہ آور ہوا تو اب وہ کس طرح ہم پر غالب آسکتا ہے جب کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو بلایا جب کہ اس سے قبل آپ نے کبھی بھی اس کو مشورہ کے لئے نہیں بلایا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے عرض کی ہمیں ان کتوں کی طرف لے جائیں۔ حضور ﷺ یہی پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ طیبہ میں آئیں تو گلیوں میں ان سے جنگ کی جائے۔ نعمان بن مالک انصاری حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت سے محروم نہ کیجئے۔ فرمایا کس طرح؟ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ معبود برحق ہے۔ آپ اس کے رسول ہیں میں جنگ سے نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ صحابی غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے اپنی زرہ منگوائی جب صحابہ نے یہ دیکھا کہ آپ نے تو اسلحہ پہن لیا ہے تو شرمندہ ہوئے ہم نے کتنا برا

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 91

WWW.NAFSEISLAM.COM

کام کیا رسول اللہ ﷺ کو مشورے دیتے رہے جب کہ آپ کے پاس وحی آتی ہے، وہ اٹھے اور حضور ﷺ کی خدمت میں معذرت پیش کی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جو چاہتے ہیں وہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اب جنگ کا ارادہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے مناسب نہیں وہ زرہ پہن لے پھر جنگ کرنے سے پہلے اتار دے۔

رسول اللہ ﷺ ہزار مجاہدین کے ساتھ احد کی طرف نکلے جب کہ آپ نے صحابہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ صبر کریں تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ عبداللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ واپس ہو گیا۔ حضرت ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے گئے۔ انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کوئی جنگ ہے۔ اگر تم ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ مدینہ پلٹ آؤ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا میں دو طائفوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ جب عبد اللہ بن ابی واپس ہوا تھا تو انہوں نے بھی واپس ہونے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا جب کہ حضور ﷺ کے ساتھ سات سو افراد رہ گئے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اِذْ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ غزوۂ احد کے متعلق ہے۔ حضور ﷺ اپنے گھر سے احد کی طرف نکلے جب کہ احد مدینہ طیبہ کے ایک جانب ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

”جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا (اس لئے اس نے اس لغزش سے بچا لیا) اور صرف اللہ پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو“۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا یہ آیت ہم بنی حارثہ اور بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ کے فرمان وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کی وجہ سے اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ کا نازل ہونا ہمیں خوش کرتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو حارثہ نے احد اور بنو سلمہ نے سلع کی ایک جانب سے واپس جانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ یہ ارادہ غزوۂ احد کے موقع پر ہوا تھا اور طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں انصار کے چھوٹے قبیلے تھے۔ انہوں نے ایک ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو انہوں نے کہا ہمیں یہ بات خوش نہ کرتی کہ ہم وہ ارادہ نہ کرتے جو ہم نے ارادہ کیا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی کہ وہ ہمارا ولی ہے (4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94-92 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 93 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنوحارثہ اور بنوسلمہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنوسلمہ جو خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور بنوحارثہ جو اوس سے تعلق رکھتے تھے کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فشل سے مراد بزدلی ہے (3)۔

**وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾**

”اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے پس ڈرتے رہا کرو اللہ سے تا کہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کر سکو“۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت عیاض اشعری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں جنگ یرموک میں موجود تھا جب کہ ہمارے پانچ امیر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت یزید ابوسفیان، حضرت ابن حسنہ، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عیاض روایت کرنے والا یہ امیر نہیں تھا۔ کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم جنگ کرو تو تمہارے امیر ابوعبیدہ ہوں گے۔ ہم نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ موت بھی ہمارے قریب آچکی ہے اور ہم نے آپ سے مدد چاہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ تمہارا خط مجھے ملا ہے جس میں تم مدد کے طالب ہو میں تمہاری راہنمائی اس ذات کی طرف کرتا ہوں جو بہتر مدد کر سکتا ہے اور اس کے لشکر بھی بہت زیادہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرو، بے شک حضور ﷺ کی مدد غزوۂ بدر میں کی گئی تھی جب کہ ان کی تعداد کم تھی جب میرا خط پہنچے تو جنگ کرو اور میرے ساتھ اس معاملہ میں بات چیت نہ کرو، ہم نے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور ہم نے انہیں چار فرسخ تک بھگا دیا۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر ایک کنواں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر، جہینہ ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام بدر تھا اسی کے نام پر کنویں کا نام بھی بدر پڑ گیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ کی دائیں جانب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا (5)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 97

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا جہاں نبی کریم ﷺ اور مشرکوں کی جنگ ہوئی۔ حضور ﷺ کی یہ پہلی جنگ تھی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا آج میرے صحابہ کی تعداد وہی ہے جو تعداد حضرت طالوت کے لشکر کی تھی جس روز انہوں نے جالوت سے جنگ کی تھی ان کی تعداد اس روز تین سو دس افراد سے زائد تھی مشرکوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے مقام پر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی لگتی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم تھوڑے تھے اس روز مسلمانوں کی تعداد تین سو دس سے کچھ اوپر تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے حضور ﷺ سے پوچھا جو تمہارے لوگ بدر میں موجود تھے ان کو کیا شمار کرتے ہو۔ فرمایا وہ ہم میں سے بہترین لوگ تھے۔ حضرت جبرئیل امین نے عرض کی فرشتوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ہم انہیں بھی یہی کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان کی مدد کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن مسیب کو کہتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے اٹھارہ غزوے کیے ایک اور دفعہ میں نے ان سے سنا چوبیس غزوے کیے میں نہیں جانتا کہ انہیں وہم ہوا تھا یا بعد میں انہوں نے کچھ اور سنا تھا زہری نے کہا حضور ﷺ نے جن میں قتال کیا سب کا ذکر قرآن میں آچکا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے انیس غزوے کئے آٹھ میں جنگ کی غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، غزوۂ قدید، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ حنین۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ
مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ
فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾
وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ
يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿١٢٧﴾

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97

"(عجب سہانی گھڑی تھی) جب آپ فرما رہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔ ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (اگر) آدھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔ اور نہیں بنایا فرشتوں کے اترنے کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اس سے اور (حقیقت تو یہ ہے) کہ نہیں ہے فتح و نصرت مگر اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب (اور) حکمت والا ہے (یہ مدد اس لئے تھی) تاکہ کاٹ دے ایک حصہ کافروں سے یا ذلیل کر دے ان کو پس لوٹ جائیں نامراد ہو کر"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ کرز بن جابر فہری مشرکوں کی مدد کرے گا۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری تو اللہ تعالیٰ نے دو آیات کو نازل فرمایا کرز کو شکست کی خبر پہنچ گئی اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی جب کہ مسلمانوں کی مدد بھی پانچ ہزار فرشتوں سے نہ کی گئی(1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی پھر انہوں نے سابقہ روایت جیسی روایت ذکر کی مگر یہ کہا کہ کرز اور اس کے ساتھیوں کے بعد اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائے گا۔ کرز اور اس کے ساتھیوں کو شکست کی خبر پہنچی تو اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی تو مسلمانوں کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے بھی نازل نہ ہوئے بعد میں ایک ہزار سے ان کی مدد کی گئی تو یہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر چار ہزار ہو گئے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بدر کے روز ہوا تھا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کی مدد ایک ہزار سے کی گئی پھر فرشتے چار ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار ہو گئے یہ بدر کے دن ہوا تھا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلٰۤى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ احد کو ہوا تھا صحابہ نے صبر نہ کیا اور انہوں نے تقویٰ اختیار نہ کیا تو غزوۂ احد کے موقع پر ان کی مدد نہ کی گئی۔ اگر ان کی مدد کی جاتی تو اس روز مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد ایک فرشتہ سے بھی نہیں کی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو(6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 99 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا جو اس نے اپنے نبی پر پیش کیا کہ اگر مسلمانوں نے تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نشان زدہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد فرمائے گا۔ غزوۂ احد میں مسلمان بھاگ گئے اور پیٹھ دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد نہ کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ ہماری اس طرح مدد نہیں فرمائے گا جس طرح اس نے غزوۂ بدر میں ہماری مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد تین ہزار فرشتوں سے کرے۔ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد ایک ہزار فرشتوں سے کی تھی، اگر وہ تقویٰ اور صبر کریں تو مدد میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس سفر کے بعد وہ آئیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ من فورھم کا معنی ہے ان کے سامنے سے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری، ربیع، قتادہ اور سدی رحمہم اللہ سے اس کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ غزوۂ احد ہے کیونکہ غزوۂ بدر میں انہیں جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے وہ غضب ناک ہوئے تھے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے مِنْ فَوْرِهِمْ یہ معنی نقل کیا ہے مِنْ غَضَبِهِمْ یعنی اپنے غصہ کی وجہ سے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ جو حضرت ام ہانی کے غلام تھے سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے مِنْ فَوْرِهِمْ کا معنی مِنْ غَضَبِهِمْ کیا ہے ان کے سامنے سے اپنے غصہ کی وجہ سے (8)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسومین سے جانے پہچانے مراد لیا ہے۔ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی علامت سیاہ عمامے تھے اور یوم احد کے روز سرخ عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز حضرت زبیر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا جسے آپ سر پر باندھے ہوئے تھے۔ فرشتے نازل ہوئے تو ان کے سروں پر بھی زرد رنگ کے عمامے تھے (9)۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے انہوں نے اپنی پشتوں پر انہیں ڈال رکھا تھا جب کہ غزوۂ حنین میں ان کے عمامے سرخ تھے۔ غزوۂ بدر کے علاو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 103 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 103 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرشتوں نے کسی غزوہ میں تلوار نہیں چلائی۔ وہ باقی جنگوں میں مددگار تو ہوتے تھے لیکن جنگ میں حصہ نہیں لیتے تھے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان (مسومین) کے بارے میں مجھے بتایئے فرمایا فرشتوں پر نشان زدہ سفید عمامے تھے۔ یہی فرشتوں کی نشانیاں تھیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا۔

وَلَقَدْ حَمِيتِ الْخَيْلُ تَحْمِلُ شِكَّةً جَرْدَاءُ صَافِيَةُ الْاَدِيمِ مُسَوَّمَةٌ

گھوڑا اٹھ کر گیا جو معمولی لکڑی اٹھائے ہوئے تھا اس کے بال نہ تھے چمڑا صاف تھا اور نشان زدہ تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ ایک بدری صحابی تھے، وہ کہا کرتے تھے اگر میری آنکھ ساتھ دیتی پھر تم میرے ساتھ میدان احد میں جاتے تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس سے فرشتے زرد رنگ کے عمامے پہنے نکلے تھے جنہیں انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال رکھا تھا(1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے سیاہ داغوں والے سفید گھوڑوں پر اترے تھے اس روز حضرت زبیر نے زرد رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا(2)۔

امام ابو نعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے حضرت زبیر کی علامت پر نازل ہوئے انہوں نے زرد رنگ کے عمامے پہن رکھے تھے۔

امام ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے اترے یہ سفید پرندے تھے جن پر زرد عمامے تھے اس روز لوگوں کے درمیان حضرت زبیر کے سر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فرشتے ابو عبد اللہ کی نشانی پر اترے تھے حضور ﷺ تشریف لائے تو ان پر زرد عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمیر بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے سب سے پہلے غزوۂ بدر کے روز اون استعمال کی گئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشان لگالو کیونکہ فرشتوں نے نشان لگا رکھے ہیں یہ پہلا دن تھا جب اون رکھی گئی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید اون تھی جو گھوڑوں کی پیشانی اور ان کی دموں میں تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مُسَوِّمِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرخ دھنی ہوئی اون سے نشانی لگائے گئے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اون کے ساتھ نشان زدہ آئے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اپنے آپ اور گھوڑوں پر اون سے نشان لگائے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ جانے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107

پہچانے تھے، ان کے گھوڑوں کی دموں اور پیشانی کے بالوں کو کاٹ دیا گیا تھا، ان میں اون اور رنگ دار دھنی ہوئی اون تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے (مُسَوِّمِیْنَ) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ اس روز ان کی نشانی ان کے گھوڑوں کی پیشانی اور دموں میں اون تھی اور وہ سیاہ دھبوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مُسَوِّمِیْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان پر جنگ کے نشان تھے (3)۔

امام ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز فرشتے سیاہ داغوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے لوگوں کو دور کر دیا حضرت سعد بن مالک باقی رہ گئے جو تیر اندازی کر رہے تھے جب کہ ایک نوجوان انہیں تیر پکڑا رہا تھا۔ جب بھی تیر ختم ہو جاتا تو یہ آپ کو تیر دے دیتا اور وہ اسے پھینکتے فرمایا اے ابو اسحاق تیر پھینکو، اے ابو اسحاق تیر پھینکو جب معرکہ ختم ہو گیا تو اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ تم خوش ہو اور ان کی وجہ سے تمہارے دل مطمئن ہوں فرشتوں نے اس سے پہلے نہ اس کے بعد جنگ نہیں کی مگر صرف بدر کے روز جنگ کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر یہ چاہتا کہ فرشتوں کے بغیر تمہاری مدد کرتا تو وہ ایسا کر سکتا تھا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِيَقْطَعَ طَرَفًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کفار کے ایک حصہ کو کاٹ دیا اس کے سرداروں، رئیسوں اور قائدین کو قتل کر دیا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایک طائفہ کو ختم کر دیا اور ایک طائفہ باقی رہا (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احد میں مشرکین کے مقتولوں کا ذکر کیا یہ اٹھارہ افراد تھے فرمایا لِيَقْطَعَ طَرَفًا پھر شہداء کا ذکر کیا تو فرمایا (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا) (9)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَكْبِتَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ذلیل و رسوا کرے۔

امام ابن جریر نے حضرات قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

## لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 108
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

''نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں پس بے شک وہ ظالم ہیں۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف دعوت دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیت غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعیہ (سامنے والے چار دانت) اور آبرو پر زخم لگا تھا۔ ابو حذیفہ کے غلام سالم آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہے تھے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لئے بددعا کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے کہ جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ وہ نبی انہیں اللہ کی طرف بلا رہا تھا جب کہ وہ لوگ شیطان کی طرف بلا رہے تھے۔ نبی انہیں ہدایت کی طرف بلا رہا تھا جب کہ مشرک جہنم کی طرف دعوت دے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کرنا چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو گئے۔ آپ کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت زخمی ہو گئے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ پر حملہ کیا تھا اور چہرہ زخمی کر دیا تھا۔ حضرت ابو حذیفہ کا غلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112

WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہا تھا جب کہ نبی کریم ﷺ کہہ رہے تھے وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر کہا اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت برسا اے اللہ سہل بن عمرو پر لعنت کر اور اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر تو یہ آیت نازل ہوئی بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی(2)۔

امام ترمذی نے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا۔ امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے چار آدمیوں کے بارے میں بددعا فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ جب کسی کے خلاف یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو آپ رکوع کے بعد یوں عرض کرتے اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ مضر کو پیس دے ان پر ایسا قحط مسلط فرما جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم پر قحط مسلط کیا تھا۔ آپ یہ دعا بلند آواز سے کرتے آپ بعض اوقات نماز فجر میں فرماتے اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر اور عرب قبائل کا ذکر کرتے یہ دعا بھی بلند آواز سے کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا بعض کے الفاظ یہ ہیں اے اللہ لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت کر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی پھر ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے دعا چھوڑ دی(4)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں بددعا کی فرمایا اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر یہ لوگ منافق تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن اسحاق اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ قیدی بنانے سے روکتے ہیں جب کہ عربوں نے قیدی بنائے پھر حضور ﷺ کی طرف پشت کی اپنی دبر سے پردہ ہٹا دیا تو حضور ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی پھر وہ آدمی مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان بنا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13-112 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 114

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

''اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دو گنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (کریم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آ جاتا تو قیمت میں اضافہ کر دیتے اور مدت میں بھی اضافہ کر دیتے تو اس وقت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ثقیف بنو مغیرہ سے دور جاہلیت میں ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آ جاتا تو کہتے ہم رقم میں اضافہ کر دیتے ہیں تم مدت میں اضافہ کر دو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے مال لینا ہوتا جب وقت مقررہ آ جاتا تو اس آدمی سے پیسوں کا مطالبہ کرتا تو مقروض کہتا مجھے مزید مہلت دو میں تیرے مال میں اضافہ کر دیتا ہوں تو دونوں اس طرح کر لیتے۔ یہی کئی گناہ سود ہوتا اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو سود نہ کھایا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور اس آگ سے بچو جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس میں ان مومنوں کو اس آگ سے ڈرایا جا رہا ہے جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور فرمایا کہ سود کو حرام قرار دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اس آیت میں یہ تاویل کرتے کہ اللہ سے ڈرو میں تمہیں اس آگ کے ساتھ عذاب نہیں دوں گا جو میں نے کفار کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾

''اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور (دوڑو) جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو اسرائیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے زیادہ معزز تھے۔ ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح کے وقت اس کے پاس گناہ کا کفارہ دروازے کی دہلیز پر لکھا ہوتا کہ اپنا ناک کاٹ دو، اپنا کان کاٹ دو یا اس طرح کرو تو حضور ﷺ خاموش رہے تو اس وقت یہ آیت وَ لِذُنُوْبِهِمْ تک نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے بارے میں نہ بتاؤں پھر آپ نے آیت کو صحابہ پر تلاوت فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے تکبیر اولی کی طرف جلدی کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اعمال حسنہ کی طرف جلدی کرو تا کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اس کی جنت کا عرض سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے یعنی اگر ان سب کو آپس میں ملایا جائے تو ان کی لمبائی جنت کی چوڑائی جتنی ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سات آسمان اور سات زمینیں آپس میں اس طرح ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اہل کتاب کے ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ میں اس سے اس آیت کے مفہوم کے بارے میں پوچھوں تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسفار (تورات) کے (اجزاء) کو نکالا اور انہیں دیکھنے لگا پھر کہا ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں یوں آپس میں ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے۔ جہاں تک جنت کی لمبائی کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی لگا سکتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت تنوخی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو ہرقل کا قاصد تھا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں خط لے کر حاضر ہوا، اس تحریر میں تھا آپ مجھے اس جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ جب دن آجائے تو رات کہاں ہوتی ہے(3)۔

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی جب جنت کی چوڑائی اتنی ہے تو جہنم کہاں ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا بتاؤ جب رات ہر چیز پر چھا جائے تو دن کہاں ہوتا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا جہاں اللہ چاہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جہاں اللہ چاہے گا وہاں جہنم ہوگی(4)۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے طارق بن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اور کہا پھر جہنم کہاں ہوگی؟ تو حضرت عمر نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا آپ نے تورات سے مثال اخذ کی ہے(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے یزید بن اصم سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے حضرت ابن

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 92 (103) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118

WWW.NAFSEISLAM.COM

عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے (1)۔

امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے روز فرمایا اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی جنت میں جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو حضرت عمیر نے کہا واہ کیا بات ہے اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے کہ میں جنتی بنوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جنتی ہے آپ نے اپنے تھیلے سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی تو بہت طویل ہوگی تو جو کھجوریں موجود تھیں انہیں پھینک دیا پھر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (2)۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾

''وہ (پرہیزگار) جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی اور تنگ دستی میں اور ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوشحالی اور تنگ دستی میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں (3) اور الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ سے مراد ہے جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو وہ بخش دیتے ہیں، اگر لوگ حرام امر کا ارتکاب کریں تو وہ غصے میں ہوتے ہیں، وہ بخشتے ہیں، معاف کرتے ہیں اور اس عمل کے واسطہ سے وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں، وہ لوگوں کو معاف کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نہیں زیبا صاحب مال لوگوں کے لئے وہ قسمیں اٹھائیں کہ مال نہیں دیں گے جس طرح سورۂ نور میں ہے یعنی تم قسمیں نہ اٹھاؤ کہ تم انہیں نفقہ نہیں دو گے انہیں معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔

امام ابن انباری کتاب الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کا معنی بتاؤ تو فرمایا جو غصہ کو روک لیتے ہیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے کہا۔

فَخَشِيْتُ قَوْمِيْ وَ احْتَبَسْتُ قِتَالَهُمْ وَالْقَوْمُ مِنْ خَوْفِ قِتَالِهِمْ كَظَمْ

میں اپنی قوم کے بارے میں ڈرا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گیا جب کہ قوم ان کے ساتھ جنگ کے خوف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 481 (5798)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119

WWW.NAFSEISLAM.COM

سے خاموش تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو معاف کر دیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ کسی معاملہ میں غصے ہوتے ہیں پھر بخش دیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جس نے اس طرح کا عمل کیا پس وہ محسن ہے اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند فرماتا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا میری امت میں ایسے لوگ تھوڑے ہیں مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے جب کہ سابقہ امتوں میں ایسے لوگ بہت زیادہ تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ اس پر عمل کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے امن و ایمان سے بھر دے گا(1)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھونٹ غصے کے گھونٹ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں جسے بندہ پیتا ہے جو بندہ اللہ کی رضا کے لئے غصے کو پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ قادر تھا کہ غصہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا اللہ تعالیٰ اسے تمام لوگوں کی موجودگی میں بلائے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے(2)۔

عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قوی وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑے بلکہ قوی وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

امام بیہقی نے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو باری باری او کھلی اٹھا رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ طاقت و بہادری پتھر اٹھانے میں ہے، بے شک بہادری یہ ہے کہ انسان غصے سے بھرا ہو پھر غصے پر غالب آ جائے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز کہا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ پر اجر ہو تو وہ اٹھے تو کوئی آدمی بھی نہیں اٹھے مگر جس نے کسی کو معاف کیا ہو(4)۔

امام حاکم نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے پسند ہو کہ اس کی عمارت بلند ہو اور اس کے درجات بلند کیے جائیں تو جس نے اس پر ظلم کیا ہے اسے معاف کر دے جس نے اسے محروم رکھا ہے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 313 (83043) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306 (8276)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسے عطا کرے جس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کی ہے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لونڈی آپ کو وضو کرا رہی تھی تو لوٹا اس کے ہاتھ سے گر پڑا جو آپ کے چہرے پر لگا جس نے آپ کو زخمی کر دیا حضرت علی بن حسین نے اس کی طرف دیکھا تو لونڈی نے کہا وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ تو حضرت نے فرمایا میں نے غصے کو پی لیا اس نے عرض کی وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ تو حضرت نے فرمایا اللہ تجھے معاف کرے عرض کی وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا جا تو آزاد ہے۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس آدمی کے حق میں اللہ تعالیٰ کی محبت لازم ہو گئی جو غصے میں ہوا پھر حلم اختیار کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا ایمان کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا صبر، درگزر کرنا اور اچھا خلق (2)۔

امام بیہقی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا اخلاق۔ اس آدمی نے پھر آپ سے گزارش کی۔ رسول اللہ ﷺ لگاتار یہی ارشاد فرماتے رہے حسن خلق یہاں تک کہ آپ نے یہ جواب پانچ دفعہ دیا (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بدبختی کیا ہے فرمایا برے اخلاق (4)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ بدبختی برا اخلاق ہے۔

امام خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن خلق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ برے اخلاق ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، کہا جاتا ہے مومن از روئے اخلاق کے سب سے اچھا ہوتا ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حسن خلق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج کی شعاعیں برف کو پگھلا دیتی ہیں اور برے اخلاق عمل کو یوں تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 323 (3161)
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 242 (8015)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 242 (8016)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 (8021)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی، حضرت سعید بن ابی بردہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن خلق بندے کے ناک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نکیل ہے۔ جب کہ نکیل فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اسے بھلائی کی طرف لے جاتا ہے جب کہ بھلائی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ سوء خلق بندے کے ناک میں اللہ کے عذاب کی نکیل ہے جب کہ نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے شیطان انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی اسے جہنم کی طرف کھینچتی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی صورت اور سیرت کو اچھا بنائے پھر اسے آگ کھائے (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا انسان کی سعادت حسن خلق میں ہے اور اس کی بدبختی سوء خلق میں ہے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے صحت، پاک دامنی، امانت، حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔

امام احمد اور بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت کو اچھا بنایا اسی طرح میری سیرت کو اچھا بنا دے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے اے اللہ تو نے میری صورت کو اچھا بنایا میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے۔

امام ابن ابی شیبہ، بزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اپنے اموال کے ساتھ کشادگی نہ دے سکو گے تم خندہ پیشانی اور حسن خلق سے کشادگی دو۔

امام ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا انسان کی بزرگی اس کا دین، اس کی عورت، اس کا عقل، اس کا حسب اور اس کا اخلاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا از روئے ایمان کے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی نرم خو ہو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 249 (8083)

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10، صفحہ 60 (2612)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بخاری اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی مجھے حکم دیجئے زیادہ امور کا حکم نہ دینا تا کہ میں اسے سمجھ لوں۔ فرمایا غصہ نہ کرو۔ اس آدمی نے پھر اپنا سوال دھرایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت جاریہ بن قدامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے تاہم تھوڑی بات بتائیں تا کہ میں اسے سمجھ لوں فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کون سی چیز مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور کرتی ہے؟ فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں سورج کے غروب ہونے تک خطبہ ارشاد فرمایا اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھلا دیا جس نے بھلا دیا، حضور ﷺ نے قیامت تک کی خبر دی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا امابعد بے شک دنیا سرسبز شاداب اور میٹھی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں اپنا نائب بنانے والا ہے اور دیکھے گا کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو، خبردار دنیا اور عورتوں سے بچو۔ خبردار لوگ مختلف طبقات میں پیدا کیے گئے، ان میں سے کچھ مومن پیدا کیے جاتے ہیں، مومن کی حیثیت میں زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں۔ کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر ہو کر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہو کر مرتے ہیں، خبردار غصہ آگ کا انگارہ ہے جو انسان کے پیٹ میں دہکتا رہتا ہے، کیا تم نے انسان کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا؟ جب تم میں سے کوئی ان میں سے کسی چیز کو پائے تو زمین پر لیٹ جائے، خبردار بہترین انسان وہ ہے جسے غصہ بہت آہستہ آتا ہے اور وہ غصہ سے بہت جلد رجوع کر لیتا ہے۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو غصہ سے آہستہ رجوع کرتا ہے اور غصہ میں بہت تیز ہوتا ہے۔ جب ایک آدمی جلدی غصے والا اور جلدی لوٹنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر ٹھنڈے غصے والا اور دیر سے رجوع کرنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ خبردار بہترین تاجر وہ ہے جو مال ادا کرنے میں بہترین اور مال طلب کرنے میں اچھا ہو اور برا تاجر وہ ہے جو ادا کرنے میں برا اور طلب کرنے میں بھی برا ہو۔ اگر تاجر ادا کرنے میں اچھا اور مطالبہ میں برا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر انسان ادا کرنے میں برا اور مطالبہ میں اچھا ہو تو یہ اس کا بدلہ ہے۔ خبردار کسی انسان کی ہیبت دوسرے انسان کو حق کہنے سے نہ روکے جب کہ وہ جانتا ہو۔ خبردار ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے روز اسی کے دھوکے کے مطابق جھنڈا ہوگا۔ بے شک دھوکے میں سب سے بڑا عام لوگوں کا امیر ہوگا۔ خبردار بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو فرمایا خبردار دنیا میں سے جو وقت باقی رہ گیا وہ گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں ایسا ہے جس طرح اس دن میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اس کی نسبت گزرے ہوئے دن کے ساتھ ہے۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں جسے میں لازم پکڑوں، فرمایا اے معاویہ بن حیدہ غصہ نہ کیا کر، غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جس طرح مصر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

امام حکیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک غصہ جہنم کی آگ کا انگارہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کی شاہ رگ پر رکھ دیتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں جب کوئی آدمی غصے ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اس کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ انسان کے دل میں آگ کا انگارہ ہے، کیا تم اس کی رگوں کے پھولنے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے، اگر کوئی آدمی اس قسم کی کوئی چیز محسوس کرے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھا ہوا ہو تو لیٹ جائے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھونٹ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غصے کے گھونٹ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے جسے ایک انسان پی جاتا ہے یا مصیبت کے وقت صبر کا گھونٹ پیتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس آنسو کے قطرہ سے بڑھ کر محبوب نہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہا ہو یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خون کا قطرہ بہا ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تین چیزیں حق ہیں: جس آدمی پر ظلم کیا جائے وہ مظلوم اس سے آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی سوال کا دروازہ اس لیے کھولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے مال میں اضافہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی عطیہ یا صلہ رحمی کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، بزار، ابن حبان اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے نرمی عطا کی گئی اسے بھلائی میں سے وافر حصہ عطا کیا گیا، جسے نرمی سے محروم رکھا گیا اسے خیر سے محروم رکھا گیا۔ فرمایا قیامت کے روز مومن کے میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر وزنی چیز کوئی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فحش بدزبان کو ناپسند کرتا ہے۔ بے شک حسن اخلاق کا مالک روزے دار اور نمازی کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا جب کہ ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرے گی؟ فرمایا اللہ سے خوف اور حسن خلق۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی، فرمایا زبان اور شرم گاہ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور حاکم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کامل ترین مومن وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا اور سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ پر لطف وکرم کرنے والا ہے (1) احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ مومن حسن خلق کے ذریعے رات کو قیام کرنے والے اور دن کے وقت روزہ رکھنے والے کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حسن خلق کے ذریعے بندے کو روزے دار اور نمازی کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

امام طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ حسن خلق کے ذریعے آخرت کے عظیم درجات اور منازل کی بلندیوں پر جا پہنچتا ہے جب کہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے جب کہ اپنے برے اخلاق کے ذریعے جہنم کے سب سے نچلے درجے تک جا پہنچتا ہے۔

امام احمد، طبرانی اور خرائطی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اچھے اخلاق والا مسلمان روزے دار اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے الصمت میں حضرت صفوان بن سلیمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بدن کے لئے سب سے آسان عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں فرمایا خاموشی اور حسن خلق۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوۃ میں حضرت علاء بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے سامنے سے آیا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن خلق پھر آپ کی دائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ فرمایا حسن خلق۔ پھر بائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن خلق پھر آپ کی پیٹھ کی جانب سے حاضر ہوا عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو سمجھتا نہیں حسن خلق سب سے اچھا افضل ہے، جہاں تک ہو سکے غصہ نہ کیا کر۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس کے لئے بہشت کے گرد گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو۔ جنت کے درمیان گھر کا ضامن ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ وہ مزاح کرنے والا ہو اور اعلیٰ جنت میں گھر کا ضامن ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے (2)۔

---

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 10، صفحہ 60 (2612)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 132 (2018)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حسن خلق، اللہ کا عظیم خلق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی اے میرے دوست اپنے اخلاق کو اچھا بنا اگرچہ معاملہ کفار کے ساتھ ہی کر رہا ہو تو ابرار میں شامل ہو جائے گا۔ جس آدمی کے اخلاق اچھے ہوں اس کے بارے میں میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی بارگاہ اقدس سے سیراب کروں گا اور اپنی بارگاہ کے قریب کروں گا۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے روز کون مجھ سے زیادہ قریب ہوگا؟ لوگوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا تم میں سے جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابو یعلی اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوذر کو ملے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں دو کام نہ بتاؤں جو کرنے میں بڑے آسان اور میزان میں دوسرے کی بنسبت زیادہ وزنی ہیں۔ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا حسن خلق کو لازم پکڑو اور طویل خاموشی اختیار کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مخلوقات کے اعمال ان جیسے نہیں (1)۔

امام ابو الشیخ بن حبان ثواب میں اپنی سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں بہترین عبادت پر آگاہ نہ کروں اور اس پر جو بدن کے لئے ہلکی، میزان میں بھاری اور زبان پر بڑی آسان ہے؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا طویل خاموشی اختیار کرو اور حسن خلق کا مظاہرہ کیا کرو تو ان جیسا عمل کرنے والا نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو درداء کیا میں تمہیں دو ایسے کاموں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مشقت کم اور اجر عظیم ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان جیسا (کوئی محبوب عمل) نہیں پائے گا طویل خاموشی اور حسن خلق۔

امام بزار اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا جو تم میں سے لمبی عمر والا ہو اور اچھے اخلاق والا ہو۔

امام طبرانی اور ابن حبان نے حضرت اسامہ بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ انسان کو سب سے بہترین چیز کون سی عطا کی گئی ہے؟ فرمایا حسن خلق۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

---

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 174 (3285) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برا عمل اور بدزبانی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بے شک سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

امام ابن حبان، حاکم اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔ فرمایا جب کوئی غلطی کر بیٹھو تو اس کے بعد اچھا عمل کرو۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا استقامت اختیار کرو اور اپنے اخلاق کو اچھا کرو (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اخلاق اللہ کی جانب سے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے حسن خلق سے نواز دیتا ہے اور جس کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے برے اخلاق عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور آخرت میں میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سے سب سے بہتر ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں سب سے زیادہ دور وہ ہوگا جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ بکواس کرنے والے، ٹھٹھا کرنے والے اور بناوٹی فقیہ (2)۔

امام بزار، طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے دو خاوند (یکے بعد دیگرے) ہوتے ہیں پھر وہ مر جاتی ہے وہ اور اس کے دونوں خاوند جنت میں داخل ہوتے ہیں وہ کس خاوند کے ساتھ ہوگی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا پہلے خاوند کے ساتھ یا دوسرے خاوند کے ساتھ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اختیار دیا جائے گا دنیا میں اس کے ساتھ اخلاق میں جو اچھا ہوگا اسے اختیار کرے گی، وہی جنت میں اس کا خاوند ہوگا۔ اے ام حبیبہ حسن خلق دنیا و آخرت کی اچھائیوں پر غالب آ گیا۔

امام طبرانی نے صغیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتی ہیں کہ ہر غلطی پر توبہ ہے مگر برے اخلاق والا وہ جس گناہ سے توبہ کرتا ہے دوبارہ اس سے بڑا گناہ کرتا ہے۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں ناچاقی، نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک ایسا مرد ہے جس کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بنایا ہے تو اپنے اخلاق کو بھی اچھا بنا۔

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 121 (179) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 193، مطبوعہ دار صادر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر حسن خلق ایک انسان ہوتا جو لوگوں میں چلا پھرا کرتا تو وہ ایک صالح آدمی ہوتا۔

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں تین چیزیں ہوں یا ان میں سے ایک چیز ہو تو اس کا کوئی عمل شمار نہ کیا جائے گا (۱) تقویٰ جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکتا ہے (۲) جس کے ساتھ وہ سفیہ کو روکتا ہے (۳) خلق جس کے ساتھ وہ لوگوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔

امام خرائطی نے حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کی سعادت حسن خلق ہے۔

امام قضاعی نے مسند شہاب میں حضرت حسن بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین حسن، حسن خلق ہے۔

امام خرائطی نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے فرمایا جب تو لوگوں کے ساتھ ملے تو اچھے اخلاق کے ساتھ ملو کیونکہ حسن خلق خیر کی طرف ہی بلاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جسے نرمی میں سے حصہ دیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے وافر حصہ دیا گیا جسے نرمی سے محروم کیا گیا اسے دنیا و آخرت کے حصہ اور صلہ رحمی سے محروم کر دیا گیا حسن خلق اور حسن جوار (پڑوس) گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نرمی برکت ہے ناچاقی بدبختی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر نرمی کا دروازہ کھول دیتا ہے نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے، افتراق جس چیز میں بھی ہو اسے عیب ناک کر دیتا ہے، حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر حیاء انسان ہوتا تو صالح آدمی ہوتا، بے شک برائی گناہ ہے اور گناہ جہنم میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر برائی انسان ہوتی جو لوگوں میں چلتی پھرتی تو وہ برا آدمی ہوتی (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا نے رات نماز پڑھتے ہوئے گزاری پھر وہ رونے لگے عرض کرتے اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میری سیرت کو بھی اچھا کر دے یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے کہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا کیا آج تیری دعا، حسن خلق کے بارے میں نہ تھی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا نے کہا اے ام درداء مسلمان اپنے اخلاق کو اچھا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا حسن خلق اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے وہ اپنے اخلاق کو برا بناتا ہے یہاں تک کہ برا خلق اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں مومنوں میں سے افضل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہو۔

تمام نے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے بہترین لوگ پانچ سو ہیں ابدال چالیس ہیں تو پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی جب بھی کوئی بدل فوت ہوگا اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو اس کی جگہ داخل فرمادے گا اور پانچ سو میں سے اس کی جگہ داخل فرمادے گا نہ پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان کے اعمال کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا یہ ان لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جو ان پر ظلم کرے اس آدمی کے ساتھ احسان کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے اللہ تعالیٰ انہیں جو عطا فرماتا ہے اس کے ساتھ لوگوں کی ہمدردی کرتے ہیں۔ اسی کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

امام ابن لال اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے معراج کی رات جنت میں بڑے بڑے محل دیکھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کن لوگوں کے ہیں؟ جبرئیل امین نے عرض کی وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

”اور یہ وہ لوگ ہیں ہے کہ جب کر بیٹھیں کوئی برا کام یا ظلم کریں اپنے آپ پر (تو فوراً) ذکر کرنے لگتے ہیں اللہ کا اور معافی مانگنے لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا اور نہیں اصرار کرتے اس پر جو ان سے سرزد ہوا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ وہ (نیک بخت) ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے اپنے رب کی طرف سے اور جنات رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا“۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں روایت کی کہ آپ نے اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ کی تلاوت کی پھر

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 139 (7722) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً کی تلاوت کی، فرمایا یہ دونوں ایک ہی آدمی کی صفات ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ یہ دو گناہ ہیں ایک یہ کہ انہوں نے برا فعل کیا اور دوسرا اپنی جانوں پر ظلم کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے جابر بن زید سے روایت نقل کی ہے اللہ کی قسم یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے سامنے بنو اسرائیل اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھ دیا جاتا جب کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ تمہارا قول بنا دیا گیا، تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہو تو وہ تمہیں بخش دیتا ہے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی ہے جو مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہے وہ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دو آیتیں ہیں کوئی بندہ جو بھی گناہ کرتا ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (النساء: 110) ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ابلیس رویا (5)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عطاف بن خالد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ آیت نازل ہوئی تو ابلیس اپنے لشکروں کی معیت میں چلانے لگا اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اپنے لئے ہلاکت کو پکارا یہاں تک کہ اس کے لشکر ہر جانب سے اس کے پاس پہنچ گئے اس کے لشکروں نے کہا اے ہمارے سردار کیا بات ہے؟ تو ابلیس نے جواب دیا قرآن حکیم میں ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس کے بعد کوئی گناہ بھی انسان کو تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو ابلیس نے انہیں بتایا تو اس کے لشکروں نے کہا ہم انسانوں کے لئے خواہشات کا دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ نہ توبہ کریں گے نہ وہ استغفار کریں گے اور نہ ہی وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ حق پر ہیں تو ابلیس ان سے راضی ہو گیا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، دار قطنی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو آدمی گناہ کرتا ہے پھر اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے، وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ سے بخشش کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 122 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 123

خواستگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کے بخش دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (1)

امام بیہقی نے شعب میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھلی جگہ کی طرف نکل جاتا ہے، اس میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو بخش دیتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے ایک انسان جو بات بھی کرتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ لی جاتی ہے، جب کوئی آدمی خطا کر بیٹھے پھر یہ پسند کرے کہ وہ توبہ کرے تو ایک بلند جگہ پر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھائے پھر کہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس گناہ کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا جب تک اس عمل کی طرف نہیں لوٹے گا اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جب وہ اچھائی کریں تو خوش ہوں، جب وہ گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں (3)۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ جنت میں مقدس باغ میں ہوں گے: (۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پختہ ایمان رکھنے والا، اس کلمہ میں وہ کوئی شک نہ رکھتا ہو (۲) جب اچھا عمل کرے تو وہ عمل اسے خوش کرے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے (۳) جب کبھی کوئی برا عمل کرے تو وہ عمل اسے پریشان کر دے اور اس عمل پر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو (۴) جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔(4)

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے گناہ کیا پھر کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا اس نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور پکڑ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا پھر عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرتا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے جو چاہے کرتا رہے۔

---

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 179 (1395) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 403 (7081) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 372 (6996)　　4۔ ایضاً، (6995)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کرے گی تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے رب تیری عزت کی قسم جب تک بنی آدم کے جسم میں روحیں ہیں میں انہیں لگاتار گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کو لازم پکڑو ان دونوں کو کثرت سے کیا کرو کیونکہ ابلیس نے کہا میں نے لوگوں کو گناہوں کے ساتھ ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے انہیں خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا جب کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے گناہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ اس نے عرض کی میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں پھر میں گناہ کر بیٹھتا ہوں۔ فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ پھر اس نے اپنی بات دہرائی چوتھی دفعہ آپ نے فرمایا اپنے رب سے بخشش طلب کرو یہاں تک شیطان کو حسرت ہونے لگے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک آدمی گناہ کرتا ہے فرمایا اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور اس سے توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ عرض کی وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اس کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ عرض کی وہ پھر گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے لکھ لیا جاتا ہے عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا وہ گناہ پر قائم نہیں رہتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے جو مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اصرار سے بچو کیونکہ پہلے لوگ اصرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ انہیں حرام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں روکتا تھا وہ اپنے گناہ سے توبہ نہیں کرتے تھے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 77 (131) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 407 (7090)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 09-408
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

یہاں تک کہ موت انہیں آلیتی جب کہ وہ اس پر قائم و دائم رہتے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا۔ بخشش طلب کرو تمہیں بخش دیا جائے گا: وَيْلٌ لِاَقْمَاعِ الْقَوْلِ یعنی الاذان۔ ان کانوں کے لئے ہلاکت ہے جو ایک طرف سے سنتے ہیں اور دوسری طرف سے نکال دیتے ہیں ہلاکت ہے ان اصرار کرنے والوں کے لئے جو اپنے اعمال پر اصرار کرتے ہیں جب کہ وہ جانتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہر گناہ جس پر ایک آدمی اصرار کرتا ہے تو وہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور جس گناہ سے انسان توبہ کر لے وہ بڑا نہیں رہتا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر گناہ کرنا یہ بھی اصرار ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصرار یہ ہے کہ ایک آدمی گناہ کرے اور اسے حقیر جانے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے کہ منہ کے بل گر پڑیں اور وہ استغفار نہیں کرتے جب کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کیا ہے پھر اس پر وہ قائم رہتے ہیں اور استغفار نہیں کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے استغفار کی اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ان میں ستر بار گناہ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ کا معنی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

"گزر چکے ہیں تم سے پہلے (قوموں کے عروج و زوال کے) قاعدے پس سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیا انجام ہوا (دعوت حق کو) جھٹلانے والوں کا"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَدْ خَلَتْ کا معنی نقل کیا ہے کہ گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار اور مومنین

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں خیر و شر گھومتے رہے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ دیکھو تو کہ پہلے لوگوں اور سابقہ امتوں کا کیا انجام ہوا ان کا انجام بہت برا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا عرصہ کے لئے انہیں لطف اندوز کیا پھر وہ جہنم کی طرف چل پڑے۔

**هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾**

''یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے واسطے''۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب المصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی پھر باقی ماندہ غزوۂ احد کے موقع پر نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن حکیم ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے بیان بنایا اور متقین کے لئے خصوصاً ہدایت اور نصیحت بنایا (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ قرآن بے بصری سے بیان، گمراہی سے ہدایت اور جہالت سے موعظت ہے (4)۔

**وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾**

''اور نہ (تو) ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سربلند ہو گے اگر تم سچے مومن ہو''۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر صحابہ شہید اور زخمی ہوئے یہاں تک کہ ہر صحابی کو خوف دامن گیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کے ساتھ جس انداز میں ہمدردی فرمائی ان سے بہتر مومنین کے ساتھ ہمدردی فرمائی۔ ارشاد فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا...... اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خالد بن ولید نے ارادہ کیا کہ پہاڑ کے اوپر کی جانب سے ان پر حملہ آور ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ پہاڑ کی اوپر کی جانب سے وہ ہم پر غالب نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ گھاٹی میں گھر گئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا اور فلاں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی موت کی خبر دی اور یہ باتیں بھی کیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ وہ سخت غم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30-129 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131

WWW.NAFSEISLAM.COM

اور دکھ میں تھے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ خالد بن ولید مشرکین کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی کی جانب سے حملہ آور ہو گئے۔ احد پہاڑ پر ہر طرف مشرک تھے جب کہ مسلمان نیچے گھاٹی میں تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تیرے سوا ہماری کوئی طاقت نہیں، اس جماعت کے علاوہ اس ملک میں تیری کوئی عبادت نہیں، کرتا انہیں ہلاک نہ فرما۔ مسلمانوں کی ایک جماعت تیر اندازی کرتی ہوئی واپس پلٹی۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے مشرکوں کے گھوڑوں پر تیر برسائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور بھگا دیا اور مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَا تَهِنُوْا کا معنی یہ ہے تم کمزوری کا اظہار نہ کرو (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا معنی ہے کہ تم غالب ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

”(احد میں) اگر لگی ہے تمہیں چوٹ تو (بدر میں) لگ چکی ہے (تمہاری دشمن) قوم کو بھی چوٹ ایسی ہی اور یہ (ہار جیت کے) دن ہم پھراتے رہتے ہیں انہیں لوگوں میں اور یہ اس لئے کہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ ان کو جو ایمان لائے اور بنالے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ نکھار دے اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور مٹا دے کافروں کو کیا تم گمان رکھتے ہو کہ (یونہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ ابھی دیکھا ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور دیکھا ہی نہیں (آزمائش میں) صبر کرنے والوں کو“۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ کا معنی ہے اگر تمہیں پہنچے (3)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 131
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131 (عن الربیع)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دونوں مقامات میں قُرْحٌ کو قاف کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قُرْحٌ کا معنی زخم اور قتل ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے اگر غزوۂ احد کے موقع پر تم میں سے لوگ شہید ہوئے ہیں تو غزوۂ بدر کے موقع پر تم نے بھی ان کے لوگوں کو قتل کیا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز مسلمان زخمی تھے مگر انہیں نیند آ گئی۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ...... (النساء: 104) بھی انہیں صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے یوم احد یوم بدر کے بدلہ میں ہے غزوۂ احد کے موقع پر جو مسلمان قتل ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شہید بنالیا جب کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین پر غلبہ پالیا۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفار کے خلاف غلبہ رہا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف غلبہ عطا کیا (5) مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے مسلمانوں میں سے ستر سے کچھ زائد افراد کو قتل کیا۔ یہ تعداد ان قیدیوں کی تعداد کے برابر تھی جو غزوۂ بدر میں مشرک قیدی بنائے گئے تھے۔ اس موقع پر قیدیوں کی تعداد تہتر تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام کو گھومنے والا بنایا کبھی یہ ان کے حق میں ہوتا ہے اور کبھی دوسروں کے حق میں۔ غزوۂ احد میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے لے کر کفار کو غلبہ دے دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اگر یہ زمانے کا ہیر پھیر نہ ہوتا تو مسلمان ہلاک نہ ہوتے لیکن کبھی دن مومنوں سے کفار کے حق میں پھیر دیا جاتا ہے اور کافر سے مومن کو آزمایا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ یہ جانے کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے (7)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی منقول ہے کبھی یہ دن تمہارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی تمہارے خلاف ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو حاتم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں النَّاسِ سے مراد امراء ہیں (8)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک باری حق کی اور ایک باری باطل کی جو حق سے لی جاتی ہے۔ ابلیس کو حکم دیا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو ابلیس پر حضرت آدم علیہ السلام کو غلبہ دیا گیا۔ حضرت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 132 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

WWW.NAFSEISLAM.COM

آدم علیہ السلام کو درخت کے ذریعے آزمایا گیا آپ نے اس سے کھالیا تو ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے تھے کہ ہمیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں ہم مشرکوں سے جنگ کریں، جس میں ہم تجھ سے خیر کے طالب ہوں اور شہادت کو حاصل کریں غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی مشرکوں سے جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے شہداء بنالیے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اپنے رب سے سوال کرتے تھے کہ انہیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں وہ خیر کو پائیں، شہادت حاصل کریں، انہیں جنت، زندگی اور رزق عطا کیا جائے انہوں نے احد کا دن پایا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے شہید بنالیے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ (البقرہ:154) آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ان کے دشمنوں کے ذریعے شہادت سے سرفراز فرماتا ہے پھر امور انجام اطاعت گزاروں کے سپرد کر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم جہاد نہ کرو گے تو شہادت کا درجہ بھی نہ پاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ آیت نازل ہوئی اس روز ستر صحابہ شہید ہوئے ان میں سے چار مہاجر تھے جن میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت مصعب بن عمیر جو بنو عبد الدار سے تعلق رکھتے تھے حضرت شماس بن عثمان مخزومی اور حضرت عبد اللہ بن جحش اسدی باقی ماندہ انصار میں سے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے جب مسلمان عورتوں کے پاس خبر نہ پہنچی تو وہ خبر لینے کے لئے گھروں سے نکل پڑیں تو دو شہیدوں کی میتیں ایک چوپائے یا اونٹ پر لادی گئی تھیں۔ ایک انصاری عورت نے کہا یہ دونوں کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کی یہ فلاں فلاں ہیں، ایک اس کا بھائی تھا اور دوسرا اس عورت کا خاوند تھا یا ایک اس کا خاوند اور دوسرا اس کا بیٹا تھا۔ تو اس عورت نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنا؟ صحابہ نے بتایا آپ تو زندہ ہیں۔ تو اس عورت نے کہا پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں شہید بنالیے ہیں۔ عورت نے جو بات کہی تھی قرآن اسی کی موافقت میں نازل ہو گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آزمائے اور يَمْحَقَ کا معنی ہے کہ ان میں کمی پیدا کر دے (4)۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ یہ آیت تلاوت کرتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 136 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہمیں آزمالے ہمیں کافر نہ بنا دینا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور میرے ثواب کو حاصل کر لو گے جب کہ ابھی تمہیں شدت وسختی اور مشکلات سے نہیں آزمایا بلکہ تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ میں تم میں سے ان سچوں کو نہ پہچان لوں جو مجھ پر ایمان لائے اور مصائب پر میری رضا کی خاطر صبر کیا (1)۔

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

''اور تم تو آرزو کرتے تھے موت کی اس سے پہلے کہ تم اس سے ملاقات کرو سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو اور تم (آنکھوں سے) مشاہدہ کر رہے ہو''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے کاش ہمیں بھی اسی طرح قتل کر دیا جاتا جس طرح بدری صحابہ کو قتل کیا گیا اور ہم شہادت کا مقام پا لیتے یا ہمارے لئے بھی ایسا دن مقدر ہوتا جس میں ہم کفار سے اسی طرح جنگ کرتے، اس میں ہم بھلائی پاتے، شہادت، جنت، زندگی اور رزق کی تلاش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غزوۂ احد میں شہادت سے نوازا تو ان (دعا کرنے والوں) سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے وہ آرزو کرتے تھے کہ غزوۂ بدر جیسا کوئی معرکہ برپا ہو جس میں وہ دشمنوں سے مقابلہ کریں اور وہی اجر اور خیر پائیں جو اصحاب بدر نے حاصل کیا تھا جب غزوۂ احد کا موقع آیا تو لوگ بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل پر انہیں عتاب کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرات ربیع اور قتادہ رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کا قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی اس فضیلت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تو وہ آرزو کرتے تھے کہ وہ جنگ میں شریک ہوں اور دشمنوں سے جنگ کریں جنگ کا موقع آ گیا۔ جب مدینہ طیبہ کی ایک طرف غزوۂ احد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں دشمنوں سے ملے تو ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے تو انہیں اس آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اسی کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 138 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 139 3۔ ایضاً

میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی فضیلت کو دیکھا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں بھی ایسا ہی دن دکھا جیسا دن اصحاب بدر کا تھا جس میں بھلائی پائیں پھر انہوں نے غزوہ احد دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ۔ واللہ اعلم

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

"اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اور نہیں ممکن کہ کوئی شخص مرے بغیر اللہ کی اجازت کے لکھا ہوا ہے (موت کا) مقررہ وقت اور جو شخص چاہتا ہے دنیا کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور جو شخص چاہتا ہے آخرت کا فائدہ ہم دیتے ہیں اسے اس میں سے اور ہم جلدی اجر دیں گے (اپنے) شکر گزار بندوں کو"۔

امام ابن منذر نے حضرت کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ منبر پر آل عمران کی تلاوت فرماتے کہتے سورہ آل عمران احدی ہے (غزوہ احد کے بارے میں نازل ہوئی) پھر کہا ہم غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے الگ ہوئے تھے۔ میں پہاڑ پر چڑھا، میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا محمد قتل ہو گئے۔ میں نے کہا میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنوں گا، جس کو یہ کہتے ہوئے سنا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ میں نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ واپس آ رہے تھے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس روز ایک چھوٹی سے جماعت کے ساتھ پہاڑی پر الگ تھلگ رہ گئے تھے جب کہ لوگ بھاگ رہے تھے۔ ایک آدمی بھاگنے والوں کے راستہ پر کھڑا ہو کر پوچھ رہا تھا حضور ﷺ کا کیا بنا؟ جو بھی ان کے پاس سے گزرتا وہ ان سے پوچھتا۔ وہ کہتے اللہ کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم اگر حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو ہم اپنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194 دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ان کے حوالے کر دیں گے، بے شک وہ ہمارے بھائی اور ہمارا قبیلہ ہیں۔ صحابہ نے کہا اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے تو لوگ آپ کو چھوڑ کر ادھر ادھر نہ ہوتے لیکن وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ احد کے دن ہوا۔ جب صحابہ کو قتل وزخم کی آزمائش نے آلیا تو انہوں نے اللہ کے نبی کو پکارا۔ بعض نے کہا وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہیں میں سے بعض لوگوں نے کہا اگر نبی ہوتے تو شہید نہ ہوتے۔ جلیل القدر صحابہ میں سے کچھ نے کہا اس پیغام حق پر جنگ کرو جس پیغام حق پر جنگ کرتے ہوئے تمہارے نبی شہید ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب فرمائے یا تم بھی شہید ہو جاؤ۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مجاہد صحابی ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرا جب کہ وہ خون میں لت پت تھا، پوچھا اے فلاں کیا تو جانتا ہے کہ حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں۔ انصاری نے کہا اگر حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ تم بھی اپنے دین کی طرف سے جہاد کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا انقلبتم علی اعقابکم کا معنی ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر مرتد ہو جاؤ (2)۔

امام بدر بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ بکھر گئے تو کسی ندا کرنے والے نے ندا کی کہ حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو منافق لوگوں نے کہا (حضرت) محمد تو قتل ہو گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر لوگوں میں یہ بات عام ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اصحاب نے کہا کاش ہمارا کوئی ایسا قاصد ہوتا جو عبد اللہ بن ابی کے پاس جاتا جو ابو سفیان سے ہمارے لیے امان لیتا اے میری قوم حضرت محمد تو قتل ہو چکے اپنی قوم کی طرف پلٹ چلو قبل اس کے وہ تمہیں پکڑ لیں اور تمہیں قتل کر دیں۔ انس بن نضر نے کہا اے میری قوم اگر حضرت محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو حضرت محمد ﷺ کا رب تو قتل نہیں ہوا، اسی پیغام حق پر تم بھی جہاد کرو جس پر حضور ﷺ جہاد کرتے رہے ہیں۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان باتوں سے معذرت کرتا ہوں جو یہ کہہ رہے ہیں اور جو کچھ انہوں نے کیا اس سے میں تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تلوار پکڑ لی، جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابن جریر نے قاسم بن عبد الرحمٰن سے روایت نقل کی ہے جو بنو عدی بن نجار سے تعلق رکھتا تھا کہ انس بن نضر حضرت عمر، حضرت طلحہ اور چند انصار و مہاجرین تک پہنچے جب کہ انہوں نے جنگ کرنا ترک کر دی تھی۔ پوچھا تم کیوں بیٹھ گئے۔ صحابہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42-141 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143 4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے کہا حضور ﷺ شہید ہو گئے۔ تو انہوں نے کہا تم آپ کے بعد زندگی سے کیا کرو گے اللہ اور اسی مقصد کے لئے مرجاؤ جس مقصد کے لئے حضور ﷺ شہید ہوئے پھر وہ دشمنوں کی طرف چلے گئے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد ہوا تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے بعض لوگوں نے کہا اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اپنے آپ کو ان کفار کے حوالے کر دو، بے شک وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ بعض نے کہا اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہوئے ہیں تو کیا تم اسی راستہ پر گامزن نہیں ہو گے جس پر تمہارے نبی چلے ہیں یہاں تک کہ تم بھی آپ کے ساتھ جا ملو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت محمد بن شرحبیل عبدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر نے غزوۂ احد کے روز جھنڈا اٹھایا ہوا تھا تو ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں اٹھالیا جب کہ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... پھر آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا آپ جھنڈے کی طرف جھکے اور بازوں میں لے کر سینے سے لگالیا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ یہ آیت اس موقع پر نازل نہیں ہوئی بلکہ بعد میں نازل ہوئی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَنْ يَّنْقَلِبْ کا معنی جو مرتد ہو جائے کیا ہے (2)۔

امام بخاری اور امام نسائی نے زہری سے وہ ابوسلمہ رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مسکن سخ (جگہ کا نام) سے گھوڑے پر آئے، گھوڑے سے نیچے اترے، مسجد میں داخل ہوئے، کسی سے گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کی طرف گئے جب کہ آپ کے جسد اطہر کو یمنی چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔ آپ کے چہرہ انور سے کپڑے کو ہٹایا، چہرہ انور کی طرف جھکے، اسے بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ دو موتوں کو آپ پر جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ تو آ چکی۔ زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوۃ کے بعد جو شخص حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا حضرت محمد ﷺ فوت ہو چکے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیات تلاوت کیں اللہ کی قسم گویا انسان ان آیتوں کو بھول چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے انہیں تلاوت فرمایا پھر تمام لوگوں نے ان آیات کو پڑھا۔ لوگوں میں سے جو بھی سنتا انہیں پڑھنے لگ جاتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت عمر بن خطاب کھڑے ہوئے، فرمایا منافق یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 143 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

وصال نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس اس طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن غائب رہے تھے پھر آپ واپس تشریف لے آئے جب کہ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح واپس تشریف لائیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ جن لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، فرمایا اے عمر ٹھہرو خاموش ہو جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وصال فرما چکے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ فوت نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اللہ کی قسم گویا لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسے لیا اور لوگوں کی زبانوں پر یہ جاری ہوگئی۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں کانپنے لگا اور میں زمین پر گر گیا میری ٹانگوں نے میرا بوجھ برداشت نہ کیا اور میں جان گیا کہ رسول اللہ وصال فرما چکے ہیں۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو قتل کرنے اور اعضاء کاٹ دینے کی دھمکیاں دینے لگے جس نے بھی یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے درمیان تھے اور تمہیں بھی خبر دی وہ موت ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی رہنے والا نہیں پھر ان آیات کی تلاوت کی حضرت عمر نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں موجود ہے، اللہ کی قسم مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر:30)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میں اس آیت میں تاویل کرتا تھا وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا...... (البقرۃ:143) اللہ کی قسم میں گمان کرتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت میں رہیں گے یہاں تک کہ اپنی امت کے آخری عمل پر گواہی دیں گے۔ اسی چیز نے مجھے اس چیز پر برانگیختہ کیا جو میں نے کہا۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہاں شاکرین سے مراد دین پر ثابت قدم رہنے والے ہیں اور اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ ہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے حضرت ابوبکر شکر گزاروں کے امین ہیں (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141

یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے والے دو دانت نکال دوں تاکہ یہ اپنی قوم میں کبھی خطیب کی حیثیت سے کھڑا نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے رہنے دے ممکن ہے وہ تجھے کسی دن خوش کرے۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اہل مکہ بدکے تو حضرت سہیل بن عمرو کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا آپ تو فوت ہو گئے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ اللہ کی قسم ہم ایڑیوں کے بل نہیں پلٹ جائیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرما چکا ہے، اللہ کی قسم اگر حضور ﷺ کا وصال ہو گیا یا آپ کو شہید کر دیا گیا تو میں بھی اس دن کے لئے جنگ کرتا رہوں گا جس دن کے لئے حضور ﷺ جنگ کرتے رہے ہیں۔

امام ابن منذر نے ترمذی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ (الفتح: 4) نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے کیا ایمان کم بھی ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ایمان کم بھی ہوتا ہے عرض کی کیا قرآن حکیم میں اس بارے میں کوئی راہنمائی ہے فرمایا ہاں پھر حضور ﷺ نے اس آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ کی تلاوت کی یہاں انقلاب سے مراد کم ہونا ہے کفر اختیار کرنا نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ میں نفس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے یعنی حضور ﷺ کے لئے وقت مقرر ہے جسے وہ پانے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا جو تم میں سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اسے آخرت میں کوئی رغبت نہیں ہوتی تو ہم اسے مقررہ رزق عطا کر دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور جو تم میں سے آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اسے اپنے وعدہ کے مطابق عطا کر دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسے دنیا میں رزق سے نواز دیا جاتا ہے، یہ شکر گزاروں کی جزاء ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کسی نفس کو موت نہیں آتی مگر دنیا میں ایک اس کے لئے لمحہ کی زندگی ہوتو اسے ضرور آتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی نیت کے مطابق دنیا اور آخرت عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ ایک رسی بھی روکیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو بطور زکوٰۃ دیا کرتے تھے تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 141، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بغوی نے معجم میں حضرت ابراہیم بن حنظلہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت حذیفہ کے غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں ان کے پاس جھنڈا تھا ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو انہوں نے جھنڈے کو گلے سے لگا لیا جب کہ وہ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

”اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں کہ جہاد کیا ان کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے سو نہ ہمت ہاری انہوں نے بوجہ ان تکلیفوں کے جو پہنچیں انہیں اللہ کی راہ میں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ انہوں نے ہار مانی اور اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے (تکلیفوں میں) صبر کرنے والوں سے اور نہیں تھی ان کی گفتگو بغیر اس کے کہ کہا انہوں نے اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں کیں ہم نے اپنے کام میں اور ثابت قدم رکھ ہمیں اور فتح دے ہم کو قوم کفار پر تو دے دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب (یعنی کامیابی) اور عمدہ ثواب آخرت کا (یعنی نعیم جنت اور لذت وصل) اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکوکاروں سے“۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ کی تلاوت کی اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کسی نبی کو جنگ کے دوران شہید کیا گیا ہو۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت حسن اور ابراہیم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قٰتَلَ مَعَهٗ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ مَعَهٗ پڑھتے عطیہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام زر کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے وہ اس لفظ کو الف کے بغیر پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ کو بغیر الف کے پڑھتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ربیون کی یہ

تفسیر نقل کی ہے کہ ہزاروں (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ ربتہ سے مراد ہزار ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیون سے مراد جماعتیں ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ فقہاء اور علماء۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد بہت زیادہ جماعتیں ہیں۔

امام ابن انباری نے وقف وابتداء میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ربیون کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جماعتیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا۔

وَاِذَا مَعْشَرٌ تَجَافَوا الْقَصْدَ اَمَلْنَا عَلَيْهِمْ رِبِّيًا

جب قبائل نے میانہ روی سے پہلوتہی کی تو ہم نے جماعتوں کو ان کی طرف موڑ دیا۔

امام ابن جریر سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے بے شمار علماء (3)۔

امام عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی مروی ہے کثیر جماعتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی کثیر علماء نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی اتباع کرنے والے کیا ہے اور ربانیون کا معنی والی کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جن کے نبی نے جہاد کیا، انہوں نے نہ کمزوری کا اظہار کیا اور نہ ہی عار محسوس کی کیونکہ ان کے نبی نے جنگ کی تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے انہیں اللہ کی راہ میں جو مصائب آئے اس میں انہوں نے کمزوری نہ دکھائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے عاجز نہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے نہ وہ عاجز آئے اور نہ ہی کمزوری دکھائی کیونکہ ان کا نبی جہاد کرتا تھا۔ انہوں نے اپنی بصیرت سے اور اپنے دین سے روگردانی نہ کی۔ اگر وہ اس مقصد کے لئے جنگ کرتے جس کے لئے ان کے نبی نے جنگ کی تھی تو وہ اللہ تعالیٰ سے جاملتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے عاجزی کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 149 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 151

اظہار نہ کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَا اسْتَكَانُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ پست نہ ہوئے (2)۔

امام ابن زید سے یہ معنی مروی ہے کہ انہوں نے دشمنوں کے سامنے عاجزی کا اظہار نہ کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے اور جو ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اسے معاف فرمادے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کردے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْيَا کا معنی مدد، غنیمت اور ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ کا معنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت لیا ہے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْيَا کا معنی فلاح، غلبہ، قدرت اور دنیا میں دشمن پر فتح نقل کیا ہے اور ثواب آخرت سے مراد جنت نقل کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

''اے ایمان والو! اگر پیروی کرو گے تم کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) تو تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔ بلکہ اللہ حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَا تُطِيْعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے دین کے بارے میں یہود و نصاریٰ سے نصیحت نہ لو اور اپنے دین کے بارے میں ان کی کسی بات کی تصدیق نہ کرو (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تم ابوسفیان بن حرب کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنائے گا (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کیا اس سے مراد بدوی زندگی اختیار کرنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد زراعت کا پیشہ اختیار کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹ جانے والے کے بارے میں نہ بتاؤں۔ یہ وہ شخص ہے جو عطیہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پھر اسے چھوڑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 153 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 155 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 مطبوعہ مصر 8۔ ایضاً

دیتا ہے اور جزیہ اور رزق کے بدلے زمین لے لیتا ہے۔یہی وہ شخص ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔

سَنُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

''ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں رعب اس لیے کہ انہوں نے شریک بنالیا اللہ کے ساتھ اس کو جس کے لئے نہیں اتاری اللہ نے کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانہ آتش (جہنم) ہے اور بہت بری جگہ ہے ظالموں کی''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور مشرکوں نے غزوۂ احد کے موقع پر مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کیا ابوسفیان چلا یہاں تک کچھ راستہ طے کرلیا پھر مشرک شرمندہ ہوئے کہنے لگے تم نے کتنا ہی برا کیا تم نے مسلمانوں کو قتل کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جو بھاگ کھڑا ہوا پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔واپس چلو یہاں تک کہ ان کی نسل بھی ختم کردو۔اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس مکہ کی طرف جانے لگے وہ ایک بدو سے ملے اس کے لئے انعام کا وعدہ کیا اس سے کہا اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے کیا کچھ سامان جنگ اس کے لئے تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنے رسول کو آگاہ کردیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل کیں۔اللہ تعالیٰ نے اس میں ذکر کیا کہ ابوسفیان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں جو رعب ڈالا تھا اس کا ذکر کیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا تو وہ مکہ مکرمہ کی طرف پلٹ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان نے تم سے ایک حصہ پایا وہ پلٹا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دشمن پر رعب عطا کرکے میری مدد کی گئی ہے (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے انبیاء پر چار چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا تمام کی تمام زمین میرے لئے اور میری امت کے لئے مسجد بنادی گئی اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی میرا امتی جہاں کہیں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے پاس مسجد بھی ہے اور طہارت عطا کرنے والی چیز بھی ہے۔ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے جو رعب اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے (3)۔

---

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 81، مطبوعہ مصر
2۔صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 5، صفحہ 4، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 433، مطبوعہ دار الفکر بیروت

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

''اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جب کہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے (رسولؐ کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھادیا ہے تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلب گار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلب گار ہیں آخرت کے پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تا کہ آزمائے تمہیں اور بے شک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر''۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا کہ اگر وہ صبر اور تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ ان کی مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا بھی مگر جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اپنی صفوں کو چھوڑ دیا، تیر اندازوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو توڑ دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیا تھا کہ وہ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھالیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تھا انہیں فتح دکھائی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ان پر مصیبت کو مسلط کر دیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان شعبان کی تین تاریخ کو آیا اور احد کے میدان میں اترا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ لوگوں میں اعلان کروایا۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے گھڑ سوار دستے پر حضرت زبیر بن عوام کو امیر بنایا۔ اس روز ان کے ساتھ مقداد بن اسود کندی بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ایک قریشی کو عطا فرمایا جسے معصب بن عمیر کہتے۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب لشکر کے ساتھ نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو آگے بھیجا۔ خالد بن ولید مشرکوں کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ جاؤ خالد بن ولید کا سامنا کرو، اس کے سامنے رہو یہاں تک کہ میں تجھے اجازت دوں۔ ایک اور گھڑ سوار دستے کو حکم دیا کہ وہ اس کی دوسری جانب رہیں۔ فرمایا تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ ابوسفیان آگے بڑھا جب کہ وہ لات و عزیٰ کو اٹھائے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ وہ حملہ کرے۔ حضرت زبیر نے خالد اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تو انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ اسی کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 256، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو بھیجا یہ صحابہ کے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو جو ہم میں سے بھاگے اس کو واپس لوٹاؤ اور ہماری پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔ جب حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مشرکوں کو بھگا دیا تو وہ صحابہ جنہیں مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا جب انہوں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں اوپر چڑھ رہی ہیں اور انہوں نے مال غنیمت دیکھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور مال غنیمت کو سمیٹ لو قبل اس کے کہ کوئی اور تم سے پہلے اسے اکٹھا کر لے۔ ایک اور جماعت نے کہا ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور اپنی جگہ ہی ڈٹے رہیں گے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے تم میں سے کچھ وہ ہیں جو دنیا کے طالب ہیں، یہ ان کے بارے میں ہے جو مال غنیمت کی خواہش کرتے تھے اور تم میں سے کچھ وہ ہیں جو آخرت کا ارادہ کرتے ہیں، یہ ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے یہ کہا تھا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے اور اپنی جگہ ٹھہریں گے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ اسی وقت ان کے درمیان بزدلی ظاہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ کچھ دکھایا جسے تم پسند کرتے تھے یعنی فتح اور غنیمت تو تم نے نافرمانی کی (1)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی کسی موقع پر ایسی مدد نہیں کی جو اس نے غزوۂ احد میں کی۔ تو لوگوں نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے اور انکار کرنے والے کے درمیان فیصلہ کرنے والا اللہ کا قرآن ہے اللہ تعالیٰ غزوۂ احد کے بارے میں فرماتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حس سے مراد قتل ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ سے لے کر ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ تک آیت میں ان تیراندازوں کا ذکر ہے، حضور ﷺ نے انہیں ایک خاص جگہ پر کھڑا کیا تھا، انہیں فرمایا تھا ہماری پشتوں کی نگہبانی کرنا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں قتل کیا جا رہا ہے تب بھی ہماری مدد نہ کرنا، اگر تم ہمیں اس حال میں دیکھو کہ ہم مال غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ جب نبی کریم ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور صحابہ نے مشرکوں کے لشکر کو مباح جانا تو تمام تیرانداز پلٹ آئے، وہ لشکر میں داخل ہو گئے اور مال لوٹنے لگے۔ مسلمانوں کی صفیں یوں ایک دوسری میں مل گئیں۔ وہ اس طرح ہو گئے تھے، آپ نے انگلیوں کا جال بنایا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ جب تیراندازوں نے اس درہ کو خالی چھوڑ دیا جس میں وہ پہلے کھڑے تھے گھڑسوار دستہ اسی جگہ سے صحابہ پر داخل ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کو مارنے لگے اور گڈمڈ ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت قتل ہو گئی۔ دن کا پہلا حصہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے حق میں تھا یہاں تک کہ مشرکین میں سے سات یا نو علم بردار مارے گئے تھے۔ مسلمانوں نے پہاڑ کی طرف چکر لگایا۔ وہ وہاں تک نہ پہنچے جہاں لوگ کہہ رہے تھے الغاب

(بدبودار گوشت) وہ مہراس (کوٹنے والا پتھر) کے نیچے تھے۔ شیطان نے چیخ کر کہا حضرت محمد قتل ہو گئے اس کے حق ہونے میں کسی کو شک نہ تھا۔

ہم اسی کیفیت میں تھے ہمیں پختہ یقین تھا یہاں تک حضور ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان سے ظاہر ہوئے۔ جب آپ چلتے تو آپ کی کڑکڑاہٹ سے ہم پہچان لیتے ہم بہت خوش ہوئے گویا ہمیں کوئی مصیبت پہنچی ہی نہ تھی۔ آپ ہماری طرف اوپر آئے اور فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہوا جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ کبھی آپ یوں فرماتے اے اللہ انہیں ہم پر اتنا غلبہ نہ دے کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں آپ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ابوسفیان پہاڑ کے دامن سے یوں نعرے لگانے لگا اعلی ھبل اعلی اھبل۔ ھبل بلند و برتر ہے ھبل بلند و برتر ہے۔ ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی الجا قحافہ، ابن ابی الخطاب (حضرت) محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ عمر کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں جواب نہ دوں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ جب ابوسفیان نے کہا اعل ھبل تو حضرت عمر نے فرمایا اللہ اعلی واجل اس نے پھر پوچھا ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی قحافہ تو حضرت عمر نے فرمایا یہ رسول اللہ ہیں، یہ ابوبکر ہیں اور میں عمر ہوں تو ابو سفیان نے کہا اب ہمارا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا۔ یہ دن پھرتے رہتے ہیں اور جنگ میں غلبہ و شکست لازم و ملزوم ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کوئی برابری نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہوں گا اور تمہارے مقتول جہنم میں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا یہ تمہارا گمان ہے، اگر ایسے ہے تو ہم خائب و خاسر ہوں گے پھر اسے جاہلیت کی غیرت نے آلیا۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو ہمیں تب بھی ناپسند نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن عورتیں مسلمانوں کے پیچھے تھیں جو مشرکوں کے زخمیوں کا کام تمام کرتی تھیں۔ اگر میں اس روز قسم اٹھاتا تو مجھے امید ہے کہ میں سچا ہوتا کہ ہم میں سے کوئی بھی دنیا کا طالب نہیں تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تم میں سے کچھ دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور کچھ آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے آپ کے حکم کی مخالفت کی اور نافرمانی کی تو حضور ﷺ نو صحابہ کے ساتھ ایک طرف ہو گئے ان میں سات انصاری اور دو مہاجر تھے جب کہ آپ دسویں تھے۔ جب مشرکین نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ ایک انصاری اٹھا اس نے چند گھڑیاں جنگ کی پھر شہید ہو گیا پھر جب انہوں نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ آپ یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ سات آدمی قتل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

ابوسفیان آیا اس نے کہا اعل ھبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کہو اللہ اعلی واجل۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا اللہ اعلی واجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے، تمہارا کوئی عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا مولی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 82، مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب کہ کافروں کا مولی نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا اگلا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا، ایک دن ہمارے حق میں اور ایک دن تمہارے حق میں۔ ایک یوم نساء ہے اور ایک یوم نسر ہے۔ حنظلہ حنظلہ کے بدلے میں ہے اور فلاں فلاں کے بدلہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں، انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا بعض مقتولوں کے اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں اگرچہ یہ ہماری اجازت کے بغیر ہوا نہ میں نے حکم دیا نہ میں نے اس سے منع کیا، نہ میں نے اسے پسند کیا اور نہ ہی میں نے اسے ناپسند کیا اور نہ ہی یہ برا لگا اور نہ ہی اس نے مجھے خوش کیا۔ صحابہ نے دیکھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک تھا۔ ہند نے آپ کا جگر نکالا تھا اور اسے چبایا تھا مگر اسے کھا نہ سکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز کھائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کچھ نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی حصہ کو جہنم میں داخل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو رکھا اور آپ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ ایک انصاری صحابی کے جسم کو لایا گیا جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا۔ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی انصاری کی میت اٹھائی گئی اور حضرت حمزہ کا جسم وہیں رہنے دیا گیا پھر ایک اور صحابی کی لاش لائی گئی اور حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھی گئی۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر اسے اٹھالیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو وہیں رہنے دیا گیا یہاں تک کہ آپ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا جب کہ ان میں مجاہدین کی تعداد پچاس تھی، انہیں ایک جگہ پر بٹھایا اور فرمایا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک کر لے جا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں۔ صحابہ نے کفار کو بھگا دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں بھاگ رہی ہیں۔ انہوں نے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں ان کی پنڈلیاں اور پازیب ننگے ہیں۔ حضرت عبداللہ کے ساتھیوں نے کہا غنیمت سمیٹو، اے لوگو غنیمت سمیٹو، تمہارے ساتھی غالب آچکے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے انہیں کہا کیا وہ بات تم بھول چکے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمائی تھی؟ آپ کے ساتھیوں نے کہا اللہ کی قسم ہم ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت میں سے حصہ لیں گے۔ جب صحابہ کے پاس پہنچے تو ان کو پھیر دیا گیا اور وہ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکار رہے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ اس موقع پر ہمارے ستر ساتھی شہید ہوئے جب کہ غزوۂ بدر میں مشرکوں نے ایک سو چالیس ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ آئے تھے۔ ستر گرفتار ہوئے اور ستر قتل ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے تین دفعہ کہا کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کیا پھر ابوسفیان نے دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ پھر دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن خطاب ہے؟ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 463، مطبوعہ دار صادر بیروت

اور کہا لو یہ تینوں تو مارے گئے پس تم انہیں کافی ہو گئے۔ حضرت عمر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے۔ فرمایا اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ بولا جن کا تو نے شمار کیا ہے سب زندہ ہیں۔ جو چیز تجھے دکھ دینے والی ہے وہ زندہ ہے۔ اس نے کہا اگلی جنگ بدر کے میدان میں ہوگی۔ جنگ کبھی حق میں ہوتی ہے اور کبھی خلاف چلی جاتی ہے۔ تم لوگوں میں سے بعض میں مثلہ پاؤ گے نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی یہ چیز مجھے دکھ دیتی ہے پھر رجز پڑھنے لگا۔ اعل ھبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہ دو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ اعلی واجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے تمہارا عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم۔(1)

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ گئے۔ انصار میں سے گیارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ بھی ان میں سے تھے۔ آپ پہاڑ میں اوپر چڑھ رہے تھے کہ مشرکوں نے ان سب کو آلیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی بھی نہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اے طلحہ جو کر سکتے ہو کرو۔ ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ اس انصاری نے حضور ﷺ کے دفاع میں ان سے جنگ کی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھتے گئے پھر انصاری شہید ہو گئے اور مشرک صحابہ تک جا پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ حضرت طلحہ نے پہلے والا قول کیا حضور ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں جب کہ آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ پھر یہ صحابی بھی شہید ہو گئے۔ پھر مشرک آپ تک جا پہنچے۔ حضور ﷺ پہلے والی بات کرتے رہے۔ حضرت طلحہ پہلے والا جواب عرض کرتے رہے۔ حضور ﷺ انہیں روکتے رہے۔ انصاری آپ سے جنگ کی اجازت طلب کرتا رہا۔ آپ اسے اجازت دیتے رہے۔ وہ پہلے ساتھیوں کی طرح جنگ کرتا یہاں تک کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی باقی نہ بچا۔ مشرک پھر ان تک جا پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کون ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے بھی سابقہ ساتھیوں کی طرح جنگ کی۔ آپ کی انگلیاں کٹ گئیں تو کہا ''حس'' قتل۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو بسم اللہ کہتا یا اللہ کا نام ذکر کرتا تو فرشتے تجھے آسمان کی طرف اٹھا کر لے جاتے جب کہ لوگ تجھے دیکھ رہے ہوتے پھر حضور ﷺ ساتھیوں کی طرف پہاڑی پر چڑھ گئے جب کہ وہ وہاں جمع ہو چکے تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حس سے مراد قتل ہے(3)۔

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1105 (2874)، دار ابن کثیر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 236، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی تم انہیں قتل کر رہے تھے نقل کیا ہے(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اس کے معنی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم قتل کر رہے تھے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمِنَّا الَّذِیْ لَاقٰی بِسَیْفِ مُحَمَّدٍ　　فَحَسَّ بِهِ الْاَعْدَاءَ عَرْضَ الْعَسَاکِرِ

ہم میں سے ایسا جوان بھی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ساتھ دشمنی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنوں کے لشکر کے ایک حصہ کو قتل کر دیتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی کہ مجھے اس ارشاد کا معنی بتایئے۔ فرمایا تم انہیں قتل کرتے ہو۔ عرض کی کیا عرب بھی اس معنی کو سمجھتے تھے جب کہ قرآن حکیم نازل نہیں ہوا تھا؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عتبہ لیثی کا قول نہیں سنا۔

نَحُسُّهُمْ بِالْبِیْضِ حَتّٰی کَاَنَّنَا　　نَفْلِقُ مِنْهُمْ بِالْجَمَاجِمِ حَنْظَلَا

ہم انہیں سفید تلواروں سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ گویا ہم ان کی کھوپڑیوں کو اندرائن کے ساتھ ہی ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فشل کا معنی بزدلی نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم اپنے دشمن کے مقابلہ سے بزدل بن گئے اور وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے اختلاف کیا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ دکھا دیا تھا جسے تم پسند کرتے تھے۔ یہ غزوۂ احد میں ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا عنقریب تم ان پر غلبہ پاؤ گے جب تک تم جنگ سے مکمل فارغ نہ ہو جاؤ اس وقت تک میں کسی کے بارے میں یہ نہ جانوں کہ تم مال غنیمت کی کوئی چیز اکٹھی کر رہے ہو۔ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا، آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور مال غنیمت کو جمع کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھول گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جو حکم دیا تھا اس کی انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ان پر غلبہ دے دیا جب کہ پہلے انہیں وہ چیز دکھا دی تھی جو وہ پسند کرتے تھے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس آدمی معین کیے۔ ان پر عبد اللہ بن خوات کو امیر بنایا، انہیں خالد بن ولید کے مقابلہ پر رکھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر　　2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 10، صفحہ 256 (10597)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 84، مطبوعہ مصر　　4۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

جو مشرکین کے گھڑ سوار دستے کا امیر تھا۔ جب حضور ﷺ نے دشمنوں کو شکست دے دی تو ان پچاس میں سے نصف افراد نے کہا چلو یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ مل جائیں اور مال غنیمت اکٹھا کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ دوسروں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ حضور ﷺ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں، جب خالد بن ولید نے ان کی کمزوری کو دیکھا تو ان پر حملہ کر دیا۔ ان افراد نے خالد بن ولید سے جنگ کی یہاں تک کہ لاشوں کے ڈھیر کی صورت میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ الخ اللہ تعالیٰ نے جگہ چھوڑنے والوں کو نافرمان قرار دیا۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد غنیمت اور قوم کی شکست ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف مومنوں کو فتح نصیب فرمائی یہاں تک کہ مشرکوں کی عورتیں جو سخت اور نرم جگہ پر بھاگ رہی تھیں پھر صحابہ کی حضور ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے مشرکوں کو مسلمانوں پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو حکم دیا تھا کُوْنُوْا مسلحة لِلنَّاس یعنی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان اور اس کے مشرک ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے انہیں شکست دی۔ جب پہرے داروں نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی تو بعض نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک دوسرے کو یوں بلانے لگے مال غنیمت اکٹھا کرو، مال غنیمت اکٹھا کرو، تم اس سے محروم نہ رہ جانا، بعض اپنی جگہ پر قائم رہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے جب تک نبی کریم ﷺ ہمیں اس کی اجازت نہ دیں گے، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ نازل فرمائی۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے میرا خیال نہیں تھا کہ حضور ﷺ میں سے کوئی آدمی دنیا اور اس کے مال کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک غزوۂ احد کا موقع آیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی تو تیر اندازوں نے کہا لوگوں اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملو وہ مال غنیمت اکٹھے کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جائیں اور سب مال غنیمت انہیں کا نہ ہو جائے۔ بعض نے کہا ہم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے جب تک حضور ﷺ اس کی اجازت نہ دیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نہیں جانتے تھے کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا اور اس کے مال کا طالب ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کا دن آیا(2)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 85، مصر 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا کا طالب بھی ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تو مسلمانوں میں سے اتنے لوگ شہید ہوگئے جتنے غزوۂ بدر میں ان کے افراد قید کیے گئے تھے۔ حضور ﷺ کے چچا شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ کے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو صحابہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے مدد کا وعدہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ تک نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہیں معاف کر دیا اگرچہ تم نے میری نافرمانی کی کیونکہ مجھے زیبا نہیں کہ میں تمہاری جڑ ہی ختم کر دوں۔ پھر حسن بصری فرماتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اللہ کی راہ میں مصروف جہاد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک تھے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرتے تھے۔ انہیں ایک چیز سے منع کیا گیا۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا اللہ کی قسم انہوں نے اس حکم کو ترک نہ کیا مگر انہیں اس غم میں مبتلا کیا گیا ان میں سے ستر آدمی شہید ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا شہید ہوئے، آپ کے چار دانت ٹوٹ گئے، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا آج سب سے بڑا فاسق ہر گناہ کبیرہ پر جرات کرتا ہے ہر بدکاری کر گزرتا ہے اپنے کپڑے اس پر گھسیٹتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی وہ عنقریب اپنا انجام جان لے گا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کیونکہ اس نے تمہیں مکمل طور پر نیست و نابود نہیں کیا (4)۔

امام بخاری نے حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا عرض کی میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتائیے میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ کو علم نہیں کہ حضرت عثمان بن عفان غزوۂ احد میں بھاگ گئے تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی آپ جانتے ہیں وہ غزوۂ بدر سے غائب تھے۔ اس میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے رہ گئے تھے اس میں حاضر نہ ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ اس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ میں تمہیں بتاؤں اور جو تو نے سوال کیے ہیں ان کے بارے میں تجھے خبر دوں، جہاں تک غزوۂ احد سے بھاگنے کا تعلق ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ جہاں تک غزوۂ بدر میں موجود نہ ہونے کا تعلق ہے ان کے عقد میں حضور ﷺ کی لخت جگر تھی وہ بیمار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے اجر بھی ہے اور مال غنیمت میں حصہ بھی۔ جہاں تک بیعت رضوان سے غائب ہونے کا تعلق ہے اگر مکہ مکرمہ کی وادی میں حضرت عثمان سے بڑھ کر کوئی معزز ہوتا تو

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 86، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

حضور ﷺ انہیں بھیجتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تشریف لے گئے اور بیعت رضوان بعد میں ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا جب کہ اسے بائیں ہاتھ پر مارا تھا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے، اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا(1)۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُنَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٥٣﴾

"یاد کرو جب تم دور بھاگے جا رہے تھے اور مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے کسی کو اور رسول کریم بلا رہے تھے تمہیں پیچھے سے پس اللہ نے پہنچایا تمہیں غم کے بدلے غم تا کہ تم نہ غمگین ہو اس چیز پر جو کھو گئی ہے تم سے اور نہ اس مصیبت پر جو پہنچی ہے تمہیں اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم کر رہے ہو"۔

امام ابن جریر نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر نے ہارون سے رویت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں اِذْ تصعدون فی الوادی ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ غزوۂ احد میں پہاڑوں میں بھاگے جا رہے تھے۔ حضور ﷺ پیچھے سے انہیں یوں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف لوٹ آؤ(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کا موقع تھا لوگ بھاگ گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کہ تم پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ اللہ کا رسول پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اِذْ تُصْعِدُوْنَ کے بارے میں پوچھا گیا وہ شکست کھا کر گھاٹیوں میں بھاگ گئے۔ وہ کسی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے انہیں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ تو کوئی بھی آپ ﷺ کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ احد کا

---

1۔ صحیح بخاری (2962)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مطبوعہ مصر

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88

WWW.NAFSEISLAM.COM

دن تھا جب لوگ جنگ سے بھاگ کر وادیوں میں اوپر چڑھ گئے تھے جب کہ اللہ کا نبی انہیں پیچھے سے یوں بلا رہا تھا اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگ واپس آگئے عرض کی اللہ کی قسم ہم ان کفار کی طرف ضرور جائیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ محض اس وجہ سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ وہ اس حال میں تھے کہ ایک جماعت ان کے پاس آئی جب کہ یہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی تلواریں سونتی ہوئی تھیں تو تمہیں غم پر غم نے آلیا ایک شکست کا غم تھا اور ایک غم اس وقت لاحق ہوا۔ جب وہ لوگ (مشرک) آئے یہ اس لئے تاکہ جو مال غنیمت تم سے فوت ہوا اس پر تم غمگین نہ ہو اور جو تمہیں قتل اور زخم لگے ہیں ان پر تم غمگین نہ ہو(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو شکست کی وجہ سے تھا، دوسرا غم اس وقت لاحق ہوا جب یہ خبر عام ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے یہ غم ان کے لئے شکست سے بھی بڑا غم تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلی دفعہ بھاگنے کے بعد وہ دوبارہ بھاگے۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب انہوں نے یہ آواز سنی کہ حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں کفار لوٹ آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بھاگتے ہوئے مارا یہاں تک کہ ان میں سے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ پھر صحابہ حضور ﷺ کی طرف سمٹ گئے۔ وہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو زخمی ہونا اور شہید ہونا تھا۔ دوسرا غم یہ تھا کہ انہوں نے یہ سنا کہ حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے تو دوسرے غم نے پہلا غم بھلا دیا جو زخمی ہوئے اور شہید ہونے کے بارے میں تھا۔ نیز وہ جو غنیمت کے بارے میں امید رکھتے تھے لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا سے یہی مراد ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ اس روز چلے آپ لوگوں کو بلا رہے تھے یہاں تک کہ آپ اصحاب الصخرہ (جو چٹان پر چڑھے ہوئے تھے) تک جا پہنچے۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو ایک آدمی نے تیر اپنی کمان پر چڑھایا ارادہ کیا کہ آپ کو مارے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ہوں۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ حضور ﷺ نے بھی جب یہ دیکھا کہ آپ کی حفاظت کرنے والے صحابہ موجود ہیں تو آپ بھی بہت خوش ہوئے۔ جب وہ سب جمع ہوئے جب کہ رسول اللہ بھی ان کے درمیان موجود تھے تو ان سے غم جاتا رہا تو وہ فتح اور جو ان سے فوت ہو گیا۔ اس کا ذکر کرنے لگے اور ان صحابہ کا ذکر کرنے لگے جو شہید ہوئے تھے۔ ابو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 91 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

سفیان آگے بڑھا یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ جب صحابہ نے اس کو دیکھا تو جس پریشانی میں صحابہ مبتلا تھے سب بھلا دیا۔ ابوسفیان نے ان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہماری طرف چڑھیں۔ اے اللہ اگر یہ جماعت قتل ہوگئی تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو بلایا صحابہ نے انہیں پتھر مارے یہاں تک کہ انہیں نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے۔ پہلا غم تو یہ تھا جوان سے مال غنیمت اور فتح فوت ہوگئی تھی اور دوسرا غم دشمن کا ان کے قریب آنا تھا۔ یہ اس لیے ہوا تا کہ جو غنیمت تم سے فوت ہوئی اس پر تم غمگین نہ ہو اور اسی طرح جو تم میں سے قتل کیے گئے ہیں اس پر غمگین نہ ہو۔ جب تم ان باتوں کا ذکر کر رہے تھے تو ابو سفیان نے تمہیں اس چیز سے غافل کر دیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صحابہ شہید ہوئے تو دوسرے صحابہ کو دکھ اور غم نے آ لیا۔ جب یہ گھاٹیوں میں داخل ہو گئے تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی گھاٹی کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے تو مومنوں کو شک ہوا کہ وہ ان پر حملہ آور ہوں گے اور باقی ماندہ صحابہ کو بھی قتل کر دیں گے۔ تو اس وجہ سے صحابہ کو ایک اور غم لاحق ہوا جس نے انہیں اپنے شہید صحابہ کے بارے میں غم کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے(2)۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

”پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر غم واندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھا رہی تھی ایک گروہ پر تم میں سے اور ایک جماعت ایسی تھی جسے فکر پڑا ہوا تھا (صرف) اپنی جانوں کا بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ بلاوجہ عہد جاہلیت کی بدگمانی کہتے کیا ہمارا بھی اس کام میں کچھ دخل ہے۔ آپ فرمایئے اختیار تو سارا اللہ کا ہے چھپائے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر کہتے ہیں (اپنے دلوں میں) اگر ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں (اس بے دردی سے) آپ فرمایئے کہ اگر تم (بیٹھے) ہوتے اپنے گھروں میں تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 89، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 90

WWW.NAFSEISLAM.COM

ضرور نکل آتے (وہاں سے) وہ لوگ لکھا جاچکا تھا جن کا قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف (یہ سارے مصائب اس لئے تھے) تا کہ آزمائے اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں (چھپا) تھا اور صاف کر دے جو (میل کچیل) تمہارے دلوں میں تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کا''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں مشرکوں کو جو غلبہ اور مسلمانوں کو جو ہزیمت ہوئی اس کے بعد مشرک احد کے میدان سے چلے گئے۔ انہوں نے اگلے سال بدر میں جنگ کرنے کا عہد کیا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا ٹھیک ہے پھر مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کہیں وہ مدینہ طیبہ پر حملہ نہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا، فرمایا دیکھنا اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور گھوڑوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مکہ جانے والے ہیں اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اپنے اونٹوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فرمایا اللہ سے ڈرو صبر کرو اور جنگ پر آمادہ کیا جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جلدی میں ہیں۔ آپ نے بلند آواز سے ان کے مکہ مکرمہ جانے کا اعلان فرمایا۔ جب مومنوں نے یہ دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور سو گئے۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ ابھی اسی شک میں مبتلا تھے کہ دشمن مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتایا اللہ تعالیٰ اسی کے بارے میں ذکر فرماتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس روز انہیں اونگھ دے کر اطمینان عطا کیا جو ان پر چھا گئی اللہ تعالیٰ جس کو امن دیتا ہے اسے نیند عطا کرتا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا غزوۂ احد کے روز ہم پر نیند مسلط کر دی گئی (3)۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم وبیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر اس وقت نیند غالب آگئی۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر ہم صفوں میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نیند آئی تھی میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گرتی تھی اور میں اسے پکڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ دوسرا طائفہ منافقوں کا تھا انہیں اپنی فکر پڑی ہوئی تھی۔ ایک قوم بزدل ہوگئی تھی۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے رعب طاری کر دیا تھا اور حق سے انہیں دور کر دیا تھا۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دور جاہلیت کے گمان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھے (4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 92 2۔ ایضاً 3، ایضاً، جلد 4، صفحہ 93

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 303 (3008)، دار الفکر بیروت

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ، ابن جریر، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے غزوۂ احد میں اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہر ایک نیند کی وجہ سے اپنا سر ڈھال کے نیچے دیئے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کا یہی مطلب ہے آپ نے یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابوالشیخ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں دیکھنے لگا تو ہر ایک نیند کی وجہ سے ڈھال کے نیچے سر دیئے ہوئے تھا پھر اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن اسحاق، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب خوف ہم پر شدید ہو گیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند کو بھیج دیا ہم میں سے ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر تھی اللہ کی قسم میں معتب بن قشیر کی بات سن رہا تھا۔ میں اسے یوں سن رہا تھا جیسے خواب ہو اگر اس معاملہ میں ہمارا کچھ عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے میں نے اس کی یہ بات یاد کر لی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آل عمران میں اَمَنَةً نُّعَاسًا تَغْشٰى پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ کے وقت نیند کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن ہے اور نماز میں نیند کا آنا شیطان کی طرف سے ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا جو منافقوں کا سردار تھا آج بنوخزرج مارے گئے اس نے کہا کیا ہمارا بھی اس معاملہ میں کوئی عمل دخل ہے خبردار اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ۔ (4)

امام ابن جریر نے قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشرکوں والا گمان رکھا (5)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معتب نے یہ بات کہی تھی کہ اگر ہمارا اس معاملہ میں کوئی کردار ہوتا تو ہم اس موقع پر قتل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت وَطَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہو گئے تو لوگ عبد اللہ بن ابی کے پاس آئے پوچھا تمہاری اس

---

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 272، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 93
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94
5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

بارے میں کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اگر اس بارے میں ہمارا کوئی عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں ہر جنگ کرنے والا قتل نہیں ہوتا بلکہ وہی قتل ہوتا ہے جس کے قتل کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہوتا ہے (1)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

”بے شک وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے تھے تم سے اس روز جب مقابلہ میں نکلے تھے دونوں لشکر تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے“۔

امام ابن جریر نے کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوم جمعہ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور آل عمران کی تلاوت کی خطبہ کے وقت اس سورت کی تلاوت آپ کو اچھی لگتی تھی جب آپ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ تک پہنچے تو فرمایا جب غزوۂ احد ہوا تو ہم بھاگ گئے میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں مارتا ہوا دیکھتا گویا میں پہاڑی بکرا ہوں۔ لوگ کہہ رہے ہیں حضرت محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا میں جس آدمی کو یہ کہتے ہوئے پاؤں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو میں اسے مار ڈالوں گا تو یہ مکمل آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ تین افراد تھے، ایک مہاجر تھا اور دو انصاری تھے۔

امام ابن منذر نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت رافع بن معلّٰی اور حضرت حارثہ بن زید کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت رافع بن معلّٰی اور دوسرے انصار، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت ولید بن عقبہ، حضرت خارجہ بن زید اور رفاعہ بن معلّٰی کے حق میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز جو لوگ بھاگے تھے وہ حضرت عثمان، حضرت

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 95 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96-95 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96

WWW.NAFSEISLAM.COM

سعد بن عثمان، حضرت عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہم اور بنوزریق میں سے دو انصاری تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ فلاں، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان یہ دونوں انصاری اور بنوزریق سے تعلق رکھتے تھے (1) لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ گئے تھے یہاں تک کہ اغوص کے قریب منقی تک جا پہنچے تھے عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان ایسے بھاگے تھے کہ وہ جعلب تک آ پہنچے تھے۔ یہ مدینہ کے ایک طرف پہاڑ ہے اور اغوص کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ وہاں تین دن رہے پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عَرِيضَةً تم اس میں چل دیئے جو کشادہ تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی حضور ﷺ کے کچھ صحابہ جنگ اور حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ شیطان کی کارروائی تھی اور اس کی طرف سے خوف زدہ کرنے کے باعث ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ حکم نازل کیا جو تم سنتے ہو کہ اس نے ان صحابہ سے درگزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر جب لشکر آپس میں ملے تو مسلمان حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور صرف اٹھارہ آدمی رہ گئے۔ شیطان نے انہیں ان کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا تھا یعنی انہوں نے اپنے مرکز کو چھوڑا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ تو بعض نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا جب انہیں سزا نہ دی اور سب کو نیست و نابود نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور حلم والا ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد غزوۂ احد سے بھاگنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب مقدر نہ کیا جس طرح غزوۂ بدر سے بھاگنے والوں کے لئے عذاب جہنم مقدر کیا تھا۔ یہ سختی کے بعد رخصت تھی۔

امام احمد اور ابن منذر نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے ملے ولید نے کہا کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر زیادتی کرتے ہو؟ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اسے بتاؤ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا تھا، میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گئے اور تمام واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ ان کا یہ قول کہ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا وہ مجھے اس پر کیسے عار دلا سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا میں حضرت رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کر رہا تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے میرے لیے حصہ بھی مقرر فرمایا تھا رسول اللہ ﷺ جس کے لئے حصہ مقرر فرما دیں تو یقیناً وہ حاضر ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں چھوڑی نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ ہی وہ۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 96 2۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب بات بتائی۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت رجاء بن ابی مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حلم عقل سے بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام حلیم ہے(1)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۱۵۶ وَ لَىٕنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝۱۵۷ وَ لَىٕنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۵۸

”اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جو کہتے تھے اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کرتے کسی علاقے میں یا ہوتے تھے جہاد کرنے والے کہ اگر وہ ہوتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ بنائے اللہ تعالیٰ اس (خیال باطل) کو حسرت (کا باعث) ان کے دلوں میں اور (درحقیقت) اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اور واقعی اگر تم قتل کیے جاؤ راہ خدا میں یا تم مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت (جو تمہیں نصیب ہوگی) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے“۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی منافقوں کا قول ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد منافق ہیں جو عبداللہ بن ابی کے دوست تھے اور ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ سے مراد تجارت ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا یہ کفار کا قول تھا جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو منافق کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتا تو نہ مرتا اس لیے تم وہ بات نہ کرو جو کفار نے کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ کا یہ معنی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 356، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97
3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

نقل کیا ہے کہ ان کی بات انہیں غم میں مبتلا کرے گی انہیں کوئی نفع نہ دے گی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کیونکہ انہیں اپنے رب پر یقین کی کمی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے دلوں میں حسرت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور وہی موت عطا کرتا ہے یعنی جس کی موت جلدی چاہتا ہے جلدی عطا کر دیتا ہے اور جس کو موخر کرنا چاہتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ موخر کر دیتا ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاؤ یعنی موت ضرور آ کر رہے گی۔ اگر وہ جانتے یا تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کی راہ میں موت یا قتل ہونا اس دنیا سے بہت بہتر ہوتا جس کے لئے وہ جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں اور جہاد سے ان کا اعراض محض موت اور قتل کے خوف کی وجہ سے ہے۔ اگر تمہیں موت آ جائے یا تمہیں قتل کر دیا جائے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جمع ہونا ہے یعنی یہ امر ہو کر رہنا ہے تمہارا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔ دنیا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ ہی اس سے دھوکہ کھاؤ۔ پس جہاد اور جن امور کی طرف اللہ تعالیٰ تمہیں رغبت دلائے تمہارے نزدیک ان چیزوں سے ترجیح یافتہ ہونی چاہیں (2)۔

امام عبد بن حمید حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یوں قرأت نقل کرتے ہیں کہ مِتُّم اور اِذَا مِتْنَا قرآن حکیم میں جہاں کہیں ہے اسے میم کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿١٥٩﴾

"پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگزر فرمائیے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کر لیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کو فَبِرَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ نقل کیا ہے اور آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترش روئی اور سختی سے پاک کیا ہے اور مومنوں کے لئے رؤف و رحیم بنا دیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات ذکر کی گئی ہیں۔ آپ ترش رو نہ ہوں گے دل کے سخت نہ ہوں گے بازاروں میں شور و شغب نہ کریں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 98 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 99-98 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 100

میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت بیان کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ آپ سے دور ہٹ جائیں گے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ایسی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رایت نقل کی ہے جس میں ایک راوی متروک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسی طرح حکم ارشاد فرمایا ہے جس طرح اس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن یہ ارادہ فرمایا کہ بعد والوں کے لئے سنت قائم ہو جائے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم ارشاد فرمایا کہ اپنے صحابہ سے مشورہ کریں جب کہ آپ کے پاس آسمان سے وحی آتی تھی کیونکہ مشورہ لوگوں کے اطمینان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ جب لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں اور اس مشورہ سے اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت پر انہیں پختہ تر کر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مشورہ کا حکم اس لیے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں فضل و برکت کو جانتا تھا سفیان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ نصف ایمان ہے۔ حضرت عمر بن خطاب لوگوں سے مشورہ کرتے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ کرتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی قوم مشورہ نہیں کرتی مگر اسے امور میں سے بہترین امر کی طرف ان کی راہنمائی کی جاتی ہے (5)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ میری امت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ جو آدمی مشورہ کرتا ہے وہ ہدایت سے محروم نہیں ہوتا اور جو اسے ترک کرتا ہے وہ گمراہی سے نہیں بچ سکتا (6)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی استخارہ

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100
2۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 129 مطبوعہ جامعۃ المدرسات الاسلامیہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 76 (7542) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرے وہ خائب و خاسر نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرے وہ شرمندہ نہیں ہوتا (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے اسے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم ضمیر سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں (2)۔

امام کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم دونوں مشورہ میں اتفاق کرو گے تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر صحابہ سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر و کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے اس لیے تم پر بھی لازم ہے کہ مشورہ کرو۔

امام حاکم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو اپنا نائب بناتا تو ابن ام عبد کو نائب بناتا (4)۔

امام سعید بن منصور اور امام بخاری نے ادب میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وشاورھم فی بعض الامر قرأت کی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو اسے کر گزریں، اللہ تعالیٰ کے حکم پر استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن زید اور ابونہیک رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فاذا عزمت یا محمد علی امر فتوکل علی اللہ)

امام ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزم کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اہل الرائے سے مشورہ طلب کرنا پھر ان کی پیروی کرنا۔

امام حاکم نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کو دو باتوں کا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 566 (3670) مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 108، دار الفکر بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 227، دار صادر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 359 (5389) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ الادب المفرد للبخاری، جلد 1، صفحہ 367 (257)، باب المشورۃ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 101، مطبوعہ مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

مشورہ دیا تو آپ نے دونوں باتیں تسلیم کر لیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا تو آپ نے چشمہ سے پیچھے صف بندی کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ نے وحی کی وجہ سے ایسا کیا ہے یا رائے سے کیا ہے؟ فرمایا اے حباب میں نے رائے سے ایسا کیا ہے۔ میں نے عرض کی مناسب تو یہ ہے کہ آپ چشمہ اپنے پیچھے رکھیں، اگر آپ کو پناہ لینی پڑے تو آپ اس کی طرف پناہ لیں۔ تو آپ نے میری گزارش قبول کر لی۔ دوسری یہ کہ جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی دو باتوں میں سے کون سی بات آپکو زیادہ پسند ہے؟ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا اپنے رب کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں جو اس نے تجھ سے جنات نعیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کا ہمارے ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے، آپ ہمیں دشمن کی کمزوریوں پر آگاہ کریں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں ان کے خلاف فتح دے، آپ ہمیں آسمان کی خبر بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب کیا وجہ ہے؟ تم اس قسم کی باتیں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ وہی پسند کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے میری گزارش قبول کر لی۔ ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ غزوۂ بدر کے موقع پر ایک جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن منذر نے عرض کی یہ جگہ مناسب نہیں، ہمیں ایسے چشمہ پر لے چلیں جو قوم کے زیادہ قریب ہو پھر ہم اس پر حوض بنالیں گے، اس میں برتن ڈالیں گے، اس سے پئیں گے، جنگ کریں گے اور صرف درمیانی کنواں کے سوا تمام کنویں بند کر دیں گے۔ حضرت جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی مناسب بات وہی ہے جس کا حباب بن منذر نے مشورہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب تو نے بہترین مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور اسی طرح عمل کیا (جس طرح حضرت حباب نے مشورہ دیا تھا) (2)

حضرت ابن سعد بن یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے روز لوگوں سے مشورہ طلب کیا حباب بن منذر اٹھے عرض کی ہم جنگجو لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ایک چشمہ پر اتریں، ہم اس پر دشمن سے جنگ کریں گے۔ حضور ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے ساتھ جنگ کے موقع پر مشورہ طلب کیا تھا تو حباب بن منذر کھڑے ہوئے، عرض کی میری رائے ہے کہ آپ محلات کے درمیان پڑاؤ ڈالیں۔ اس طرح ہم ان کی خبر ایک دوسرے تک پہنچنے سے روک دیں گے رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات تسلیم کی (3)۔

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَ اِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 485 (5801-03) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 567، مطبوعہ دار صادر بیروت 3۔ ایضاً

"اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ تعالیٰ تو کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اس کے بعد اور صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں جو آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے اس کا ساتھ چھوڑنا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے تو لوگ تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اس لیے میرا حکم لوگوں کی رضا کے لئے نہ چھوڑ اور میرے حکم کے لئے لوگوں کو چھوڑ دے۔ مومنوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں نہ کہ مومنوں پر بھروسہ کریں (1)۔

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۱ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۶۲ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۳

"اور نہیں ہے کسی نبی کی یہ شان کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا تو لے آئے گا (اپنے ہمراہ) خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ تو کیا جس نے پیروی کی رضائے الٰہی کی اس کی طرح ہو سکتا ہے جو حق دار بن گیا ہے اللہ کی ناراضگی کا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں"۔

امام ابوداؤد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت ایک سرخ کپڑے کے ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر کے موقع پر گم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا تھا شاید رسول اللہ ﷺ نے وہ ٹکڑا لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت کرتے ہیں مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیوں نہیں یہ آیت ایک ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ ٹکڑا غزوہ بدر کے موقع پر اپنے لئے رکھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102، مطبوعہ مصر

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 103، (3009) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک سرخ ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر کے موقع پر مال غنیمت سے گم ہو گیا تھا (1)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا مگر وہ (اس کا جھنڈا) ناکام واپس آیا پھر بھیجا تو پھر واپس آ گیا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ انہوں نے ہرن کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام بزار، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا یہ معنی ہے کہ کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کے اصحاب اس پر تہمت لگائیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر کپڑے کا سرخ ٹکڑا گم ہو گیا جو مشرکوں کے مال سے لیا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا شاید نبی کریم ﷺ نے اسے لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ خصیف نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا اس آیت کا یہ معنی ہے نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے تو انہوں نے کہا نہیں اس کا معنی ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے کیونکہ اللہ کی قسم اللہ کے نبی کے ساتھ خیانت کی جاتی رہی اور اسے قتل کیا جاتا رہا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کو یَغُلَّ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابورجاء، مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے یاء کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے (5)۔

امام ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسے غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے تو آپ نے مجھے فرمایا آپ کے ساتھ خیانت بھی ہو سکتی ہے اور آپ کو شہید بھی کیا جا سکتا ہے یہاں یہ لفظ یغل ہے یعنی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ مسلمانوں کی ایک جماعت کو مال دیں اور ایک جماعت کو نہ دیں اور تقسیم میں ظلم کریں بلکہ آپ تقسیم میں عدل فرماتے ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اس میں سے مال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کوئی ایسا نبی بنائے جو اپنے ساتھیوں سے خیانت کرے جب وہ ایسا کرے تو اس کے ساتھی اسے سنت بنا لیں گے (6)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 134 (12684) مطبوعہ بغداد
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 101 (11174)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 256 (2921) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مقدمۃ الجیش بھیجا رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے لوگوں کے درمیان مال تقسیم کیا اور مقدمۃ الجیش کو کچھ بھی عطا نہ فرمایا۔ جب مقدمۃ الجیش والے صحابہ آئے تو کہا حضور ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ہمیں کچھ بھی عطا نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ کی یہ شان نہیں کہ آپ ایک جماعت کو عطا فرمائیں اور دوسری جماعت کو عطا نہ فرمائیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔ معنی یہ ہوگا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کا یہ حق نہیں کہ آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی خیانت کریں۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جب کہ صحابہ کی مختلف جماعتوں نے خیانت کی تھی(4)۔

امام طبرانی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آدمی پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے جو یوں قرأت کرتا وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يُّغَلَّ آپ کہتے یہ کیسے روا نہیں کہ آپ کے ساتھ خیانت کی جائے جب کہ آپ کو شہید بھی کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرۃ:61) لیکن منافقوں نے حضور ﷺ پر مال غنیمت کے بارے میں تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(5)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی غزوۂ حنین میں فوت ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا اس پر نماز پڑھو۔ یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے زرد پڑھ گئے۔ فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ ہم نے اس کے سامان میں سے تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہودیوں کے منکے پائے جن کی مالیت دو درہم بھی نہ تھی(6)۔

امام حاکم نے اسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا جب آپ مال غنیمت پاتے تو آپ حضرت بلال کو حکم دیتے، وہ اعلان کرتے، لوگ مال غنیمت لے آتے۔ آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) لیتے اور باقی مال تقسیم کر دیتے۔ ایک آدمی مال کی تقسیم کے بعد بالوں کی ایک رسی لے آیا۔ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 101 (11174) مطبوعہ بغداد 6۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2582)

کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بھی ہم نے مال غنیمت میں حاصل کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے بلال کو تین دفعہ اعلان کرتے ہوئے سنا تھا؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا پھر تجھے کس چیز نے اسے لانے سے روکا۔ عرض کی میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ فرمایا اب اسے قیامت کے روز لانا میں اسے ہرگز تجھ سے قبول نہ کروں گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت صالح بن محمد بن زائدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مسلمہ رومی علاقہ میں داخل ہوئے تو ان کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے حضرت سالم سے پوچھا۔ حضرت سالم نے فرمایا میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب تم کسی آدمی کو اس حالت میں پاؤ کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا سامان جلا دو اور اسے مارو۔ عرض کی ہم نے اس کے سامان میں مصحف پایا۔ حضرت سالم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا اسے بیچ دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو (2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جس نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ وادی قری میں تھے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ کا فلاں فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا بلکہ اسے اب عباء (لباس کا نام) میں جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے جس میں اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی تھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے سامان کی نگہبانی پر ایک آدمی معین تھا جسے کرکرہ کہتے وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے وہ گئے تا کہ اسے دیکھیں تو انہوں نے ایک چغہ دیکھا جو اس نے مال غنیمت سے چرایا تھا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ کا فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں، میں نے اس پر ایک ایسا چغہ دیکھا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں رفاع کو ایک غلام کی حیثیت میں پیش کیا گیا۔ آپ اسے لے کر خیبر تشریف لے گئے۔ آپ نے عصر اور مغرب کے درمیان پڑاؤ ڈالا، ایک بھٹکا ہوا تیر اس غلام کو لگا جس نے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے کہا تجھے جنت مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کا شملہ اب بھی آگ میں جل رہا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2583)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 39-138 (2584)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 242 (9496) مطبوعہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 524 (33526)، مطبوعہ مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 525 (33529)

ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس روز دو تسمے پائے ہیں۔ فرمایا جہنم کی آگ میں سے تجھے اسی کی مثل پیش کئے جائیں گے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے صحابہ فرماتے مال غنیمت میں چوری کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کا خیمہ اور اس کا سامان جلا دیا جائے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت کثیر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ چوری کرنے کی اجازت ہے نہ مال غنیمت میں خیانت کرنے کی جس نے مال غنیمت میں خیانت کی وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا(3)۔

امام ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ جب میں چل دیا تو آپ نے پیچھے سے مجھے بلا بھیجا۔ میں واپس آیا، فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تجھے کیوں بلا بھیجا ہے، میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ یہ خیانت ہے جو آدمی خیانت کرے تو وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا اس لیے میں نے تجھے بلایا ہے اب جاؤ(4)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب مال غنیمت حاصل ہوتا تو آپ منادی کرنے والے کو بھیجتے خبردار کوئی آدمی سوئی اور اس سے بڑی چیز میں خیانت نہ کرے، خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو اونٹ میں خیانت کرے اور قیامت کے روز وہ آئے تو اس اونٹ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم نہ کروں جو گھوڑے میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، خبردار میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو ایک بکری میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو جو ممنا رہی ہو وہ وہی کچھ تلاش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مال غنیمت میں خیانت کرنے سے بچو کیونکہ یہ شرمندگی ہے عیب ہے اور جہنم کی آگ ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ آپ نے مال غنیمت میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا عمل قرار دیا پھر فرمایا خبردار میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو، وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کرو، میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 526، (33537) مطبوعہ مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33541)

3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 17، صفحہ 18 (16) مطبوعہ بیروت

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (1335) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 104

WWW.NAFSEISLAM.COM

کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے کا مالک نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں جو پھڑ پھڑا رہے ہوں۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی ایک کو بھی نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کوئی مال ہو۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا تھا (1)۔

امام ہناد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا ہمیں اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی وضاحت کیجئے یہ آدمی ایک ہزار اور دو ہزار درہم میں خیانت کرتا ہے جسے وہ قیامت کے روز لے آئے گا۔ ہمیں بتایئے جو آدمی سو اونٹ اور دو سو اونٹ میں خیانت کرے وہ ان کے ساتھ قیامت کے روز کیا کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ جس آدمی کی داڑھ احد پہاڑ جیسی اس کی ران ورقان جیسی اور اس کی پنڈلی بیضاء جیسی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ربذہ سے مدینہ تک کے درمیان ہو کیا وہ یہ چیزیں نہیں اٹھائے گا؟۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پتھر کو سات گابھن موٹی اونٹنیوں کے برابر وزنی کیا جائے گا تا کہ جہنم میں اسے پھینکا جائے تو وہ سات سال تک اس میں گرتا رہے گا۔ اس نے جو خیانت کی ہوگی اسے بھی لایا جائے گا اور اس کے ساتھ اسے بھی پھینک دیا جائے گا پھر خیانت کرنے والے کو پابند بنایا جائے گا کہ وہ اسے نکال لائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت عدی بن عمیر کندی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جس نے ہمارے لیے عمل کیا اور ہم نے اس میں سے ایک سوئی یا اس سے اوپر چیز پوشیدہ رکھی تو یہ بھی خیانت ہے اور قیامت کے روز وہ خیانت کے ساتھ آئے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز صدقہ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے صدقہ میں خیانت کا ذکر کیا کہ جس نے اونٹ یا بکری میں خیانت کی قیامت کے روز وہ اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔ عبد اللہ بن انیس نے کہا کیوں نہیں سنا ہے (4)۔

---

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 525 (33535) 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 64 (4334) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 12، صفحہ 186 (30) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز وہ اس چیز کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں تھوڑی خیانت کو حلال کرتا تو اس میں سے کثیر کو بھی حلال کرتا۔ جس آدمی نے بھی خیانت کی اسے مجبور کیا جائے گا کہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ سے اسے لے آئے۔

امام احمد اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت خمیر بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب مصاحف میں تبدیلی کا حکم دیا گیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا جو آدمی اپنے مصحف میں خیانت کی طاقت رکھتا ہے وہ اس میں خیانت کرے جو کسی چیز میں خیانت کرے گا۔ قیامت کے روز وہ اسے لائے گا مصحف میں خیانت کیا عجیب خیانت ہوگی جو قیامت کے روز تم میں سے کوئی ایک لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے یہ کہا یعنی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرے اس آدمی کی طرح ہو سکتا ہے جو خیانت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بن چکا ہو۔ پس یہ آپس میں برابر نہیں پھر ان دونوں کے ٹھکانوں کو بیان فرمایا جو خیانت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے یعنی خیانت کرنے والوں کے لوٹنے کی جگہ کتنی بری ہے۔ پھر ان لوگوں کے ٹھکانے کو واضح کیا ارشاد فرمایا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات و فضائل ہیں اور تم میں سے جو خیانت کرتا ہے اور جو خیانت نہیں کرتا دونوں کو دیکھ رہا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت نہ کرے اور كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت کرے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمس ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آدمی خمس ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرتا ہے، کیا وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بنا۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جس نے خمس ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی حلال مال لے اس سے بہتر ہے جو حرام مال لے۔ یہ خیانت اور تمام قسم کے مظالم کو شامل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات ہوں گے یعنی اعمال کے مطابق درجات ہوں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ کا فرمان ایسے ہی ہے جیسے لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الانفال: 4) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106، مطبوعہ مصر　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107　3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے ھُمۡ دَرَجٰتٌ کا یہ معنی قول نقل کیا ہے کہ ان کے لئے درجات ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں کے خیر وشر میں ان کے اعمال کے مطابق درجات ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کے مقامات ایک دوسرے سے اوپر ہوں گے جس کا درجہ فضیلت والا ہوں گا وہ اپنے سے کم درجے والے کو دیکھے گا لیکن جو درجہ میں کم ہوگا وہ کسی کو یوں نہیں دیکھے گا کہ کسی کو اس سے بلند مرتبہ دیا گیا ہے۔

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾

”یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے“۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عربوں کے لئے خاص ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر عظیم احسان ہے، اس امت نے کوئی دعا نہ کی اور نہ ہی رغبت کا اظہار کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لئے رحمت بنا دیا جو انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جو علم نہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا فرمایا، ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جس میں ادب نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھا دیا (3)۔

اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 107 مصر
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 1615، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 108 مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

نَافَقُوْا ۚۖ وَ قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ
نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ
يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۷﴾
اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا
عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

”کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آپڑی یہ مصیبت؟ فرمایئے یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ مصیبت جو پہنچی تھی تمہیں اس روز جب مقابلہ کو نکلے تھے دونوں لشکر تو وہ اللہ کے حکم سے پہنچی تھی اور (مقصد یہ تھا کہ) دیکھ لے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اور دیکھ لے جو نفاق کرتے تھے اور کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کی راہ میں بچاؤ کرو (اپنے شہر کا) بولے اگر ہم جانتے کہ جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے، وہ کفر سے اس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ سے (ایسی باتیں) جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ وہ خود (گھر) بیٹھے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے۔ آپ فرمایئے ذرا دور تو کر دکھاؤ اپنے آپ سے موت کو اگر تم سچے ہو“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے مشرکین کو غزوہ بدر کے موقع پر اس سے دوگنا تکلیف پہنچائی جو غزوہ احد کے موقع پر مشرکوں نے تمہیں پہنچائی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں نے ستر مشرکوں کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا اور غزوہ احد کے موقع پر مشرکوں نے ستر مسلمانوں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا کا یہی معنی ہے۔ مسلمان کہتے ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے لئے لڑتے ہیں جب کہ یہ مشرک ہیں۔ فرما دیجئے یہ تمہاری جانب سے ہے، تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں نے غزوہ احد کے موقع پر شہداء کو دیکھا تو کہا یہ مصیبت ہم پر کیسے آ گئی؟ کفار کو حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ ہمیں قتل کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان قیدیوں کے بدلہ میں ہے جو تم نے غزوہ بدر کے موقع پر پکڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ انہیں لوٹا دیا اور دنیا میں انہیں سزا دے دی تاکہ آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 109، مصر　　2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے اس عمل کو ناپسند کیا ہے جو تیری قوم نے قیدیوں کو پکڑنے میں اختیار کیا ہے۔ آپ کو حکم دیا کہ دو باتوں میں سے ایک انہیں اختیار دیں یا تو صحابہ انہیں پیش کریں اور ان کی گردن اڑا دی جائے اور یا فدیہ لے لیں اور مسلمانوں میں سے اتنی ہی تعداد شہید ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کو بلایا، ان کے سامنے ان باتوں کا ذکر کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے قبیلے کے افراد ہیں اور ہمارے بھائی ہیں ہم ان سے فدیہ لے لیتے ہیں جس کی مدد سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف طاقت حاصل کریں گے اور ان کی تعداد کے برابر لوگ شہادت پالیں گے۔ یہ ہمیں ناپسند نہیں تو اتنی تعداد غزوۂ احد میں مسلمانوں کی شہید ہوگئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور ابن جریج رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمادیجئے یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے، جو تم نے حضور ﷺ کی نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے جب آپ نے فرمایا تم ان کی اتباع نہ کرنا انہوں نے ان کی اتباع کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے کہا ہم مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے غضب ناک ہو کر جنگ کرتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہیں۔ فرمایا یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے کہ تم نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تھی جب حضور ﷺ نے انہیں (تیر اندازوں کو) کو فرمایا تھا کہ تم ان کی پیروی نہ کرنا (بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہنا)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے جب کہ مسلمانوں نے غزوۂ بدر میں ستر آدمی مار ڈالے تھے اور ستر آدمی گرفتار کیے تھے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا تھا جب ابوسفیان اور مشرک آگئے تھے کہ ہم محفوظ جگہ میں ہیں یعنی مدینہ طیبہ میں مشرکوں کو موقع دو کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں، ہم یہاں ان سے جنگ کریں گے۔ انصار نے عرض کی ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہماری جگہوں میں جنگ کی جائے۔ ہم دور جاہلیت میں حملہ سے اپنا دفاع کرتے تھے، اسلام میں تو بدرجہ اولی اپنا دفاع کر سکتے ہیں، ہمیں قوم (مشرکوں) کے پاس لے جائیں۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے زرہ پہن لی۔ صحابہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا حضور ﷺ نے ایک رائے پیش کی جب کہ تم نے ایک اور رائے پیش کی، اے حمزہ جاؤ اور عرض کرو ہماری رائے آپ کی رائے کے تابع ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ زرہ پہن لے تو پھر مقابلہ سے پہلے اتارے، اب تم میں مصیبت آکر رہے گی۔ صحابہ نے عرض کی خاص ہوگی یا عام فرمایا عنقریب تم اسے دیکھ لو گے (3)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 110 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں میں امتیاز پیدا کر دے اور قِيْلَ لَهُمْ میں ہم ضمیر سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سہل بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر میں اپنا گھر بیچ دوں اور مسلمانوں کے ملک کی سرحد پر چلا جاؤں اور مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو جاؤں میں نے کہا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی نظر تو جا چکی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَوِ ادْفَعُوْا میں لوگوں کے ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ کروں گا پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اَوِ ادْفَعُوْا کا معنی ہے کہ جماعت میں زیادتی کا باعث تو بن جاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو عون انصاری سے اَوِ ادْفَعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرحدوں کی نگہداشت کرو (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ اور دوسرے علماء سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ غزوۂ احد کے لیے ایک ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب احد اور مدینہ کے درمیان شرط کے مقام پر تھے تو عبد اللہ بن ابی ایک ثلث افراد کو لے کر الگ ہو گیا اور کہا آپ ﷺ نے ان لوگوں کی اطاعت کی اور میری بات نہ مانی، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ ہم یہاں کیوں اپنے آپ کو قتل کریں۔ تو منافق اور شک والے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے ان کی طرف آئے کہا، اے میری قوم میں تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ تم اپنے نبی اور اپنی قوم کو اس وقت بے یار و مددگار چھوڑ دو جب ان کا دشمن سامنے موجود ہے۔ انہوں نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ تم واقعی جنگ کرنا چاہتے ہو تو ہم تم کو یوں نہ چھوڑتے لیکن ہمارا خیال نہیں کہ جنگ ہو گی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم جانتے کہ ہم تمہاری معیت میں قتال کی جگہ پائیں گے تو ہم تمہارے ساتھ چلتے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے، حضور ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو انہیں فتح نصیب ہو گی۔ جب آپ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ آپ سے الگ ہو گئے۔ ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے آئے۔ انہوں نے ابو جابر کی بات نہ مانی اور اس سے کہا ہم نہیں خیال کرتے کہ جنگ ہو گی، اگر آپ ہماری بات مانیں تو ہمارے ساتھ واپس آ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کا ذکر کیا ہے (6)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 111
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ یہ آیت اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے نازل ہوئی (2)۔

ابن جریر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے (3)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو جنگ سے رک گیا تھا اور اس نے ان لوگوں سے یہ کہا تھا جو غزوہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے گئے تھے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ سے مراد یہ ہے کہ موت ضروری ہے۔ اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ موت کو اپنے آپ سے دور کر دو تو ایسا کر گزرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نفاق کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار اختیار کیا تھا، وجہ دنیا میں رہنے کی محبت اور موت سے فرار تھا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل فرمائی: اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کافر ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو انہیں قتل نہ کیا جاتا۔ وہ گمان کرتے تھے کہ ان کا جنگ میں جانا انہیں موت کے قریب لے گیا۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

"اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں ان (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اور خوش ہو رہے ہیں بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آملے ان سے ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 112 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کہ نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت احد کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس موقع پر ستر صحابہ شہید ہوئے تھے، چار مہاجرین میں سے تھے۔ بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، عبد الدار میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنی مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماس رضی اللہ عنہ اور بنو اسد میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ باقی سب انصاری تھے (2)۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غزوۂ احد میں تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں پر جاتے۔ ان کے پھل کھاتے اور سونے کی قندیلوں میں رہتے جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے اپنا عمدہ کھانا پینا اور بہترین آرام کی جگہ پائی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی اس چیز سے آگاہ ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ منسلک کی ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جہاد سے پہلو تہی کریں اور جنگ سے کنارہ کش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچا دوں گا تو اللہ تعالیٰ ے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی عاصم نے سنہ میں، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تجھے شکستہ حالت میں دیکھتا ہوں؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے پیچھے بڑا خاندان اور قرض چھوڑا ہے۔ فرمایا کیا میں تجھے اس کی خوشخبری نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو عطا فرمایا ہے؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی بات کی حجاب کے پیچھے سے بات کی، تیرے والد کو زندہ کیا اور بالمشافہ بات کی فرمایا اے میرے بندے مجھ پر اپنی خواہش پیش کر میں تجھے عطا کروں۔ عرض کی اے میرے رب تو مجھے زندہ کر میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ دوبارہ دنیا میں نہیں لایا جائے گا۔ عرض کی اے میرے رب میرے بعد کے بھائیوں تک میرا پیغام پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (4)۔

---

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر جلد 2، صفحہ 419 (3457) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1103 (538) دار الصمیعی ریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 119، (190) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں فرمایا میں نے محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا، اپنے سامنے بٹھایا، فرمایا جو چاہے خواہش کر میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے عرض کی اے میرے رب میں نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا، اب میں آرزو کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف لوٹائے اور میں تیرے نبی کے ساتھ قتل کیا جاؤں۔ فرمایا میرا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ تجھے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اصحاب رسول میں سے کچھ لوگوں نے کہا کاش ہم جانتے کہ غزوۂ احد میں جو افراد شہید کیے گئے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء کی طرف سے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اس آیت میں غزوۂ بدر کے شہداء کا ذکر ہے۔ ان کا خیال ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو قبض کیا اور انہیں جنت میں داخل کیا تو ان کی روحیں سبز پرندوں میں رکھ دی گئیں جو جنت میں گھومتے پھرتے اور ان قندیلوں میں رہتے جو سونے کے بنے ہوئے تھے اور عرش کے نیچے لٹک رہے تھے۔ جب انہوں نے اس کرامت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے وہ بھائی جو دنیا میں ہیں جان لیتے جس عزت و شرف میں ہم رہ رہے ہیں، جب وہ جنگ میں حاضر ہوں تو جس انعام و کرام میں ہم ہیں اس کی طرف جلدی کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی پر حکم نازل کرنے والا ہوں اور تمہارے بھائیوں اور تمہارے نبی کو اس حالت سے آگاہ کرنے والا ہے جس میں تم اب رہ رہے ہو، جب وہ کسی جنگ میں حاضر ہوں گے تو وہ تمہارے پاس چلے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَرِحِیْنَ کا یہی معنی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن قیس مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء نے عرض کی اے رب کیا ہمارا کوئی خبر دینے والا نہیں جو حضور ﷺ کو اس بارے میں خبر دے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے خبر دینے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو یہ آیات نازل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں لوگ شہید ہوئے تو ان کی ملاقات اپنے رب سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزتوں سے نوازا۔ انہوں نے زندگی شہادت اور رزق حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کاش ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کوئی پیغام رسائی کرنے والا ہوتا کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی اور تمہارے بھائیوں تک پیغام پہنچا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے انس بن مالک رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ عنہ نے ان صحابہ کی موجودگی میں بیان کیا ہے جنہیں حضور ﷺ نے بئر معونہ کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان کی تعداد چالیس تھی یا ستر تھی اس چشمہ پر رہنے والوں کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ یہ لوگ چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک غار تک پہنچے جو اس چشمہ کے قریب تھی۔ اس میں وہ بیٹھ گئے پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ تم میں سے کون یہاں کے باسیوں کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچائے گا؟ حضرت ابوملحان انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا کروں گا۔ وہ چلے یہاں تک کہ ان کے گرے ہوئے گھر تک پہنچے، اپنے آپ کو گھروں کے درمیان چھپالیا پھر کہا اے بئر معونہ کے رہنے والو میں تمہاری طرف رسول اللہ کا قاصد ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ تم بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ گھر کی ایک جانب سے ایک آدمی نکلا، اس کے پاس نیزہ تھا، آپ کے پہلو میں اسے مارا تو نیزہ دوسری جانب سے نکل گیا۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا، وہ آپ کے نشانات پر چلتے رہے یہاں تک کہ غار میں آپ کے ساتھیوں تک آپہنچے۔ عامر بن طفیل نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں قتل کردیا۔ حضرت انس سے مجھے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن حکیم نازل فرمایا۔ انہوں نے یہ عرض کی تھی کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو پیغام دے دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں پھر اس کو منسوخ کردیا گیا اور اسے اٹھالیا گیا جب کہ ہم اسے کافی عرصہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت طلحہ بن نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے عرض کی کاش ہماری طرف سے کوئی خبر دینے والا ہوتا جو ہمارے بھائیوں کو بتاتا جو عزت ہم نے پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں تمہارے بھائیوں تک تمہارا پیغام پہنچادیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں حضرت حمزہ اور آپ کے صحابہ شہید ہوئے تو انہوں نے کہا کاش جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسا بدلہ عطا فرمایا ہے تاکہ یہ ان کے لئے اشتیاق کا باعث ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں بتادیتا ہوں(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، فریابی، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں(3) عبدالرزاق کے الفاظ ہیں شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرسبز پرندوں کی طرح ہوتی ہیں ان کے لئے قندیلیں ہوتی ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوتی ہیں، جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں پھر ان

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 3، صفحہ 146 (2946) بغداد

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 353

WWW.NAFSEISLAM.COM

قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں، ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوا فرمایا کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کی ہم کیا خواہش کریں جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سوال کیے بغیر چھٹکارا نہ ہو گا عرض کی اے میرے رب ہم خواہش کرتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم تیری راہ میں ایک دفعہ پھر قتل کیے جائیں جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔

امام عبد الرزاق نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیسری دفعہ انہیں فرمایا کیا تم کوئی خواہش رکھتے ہو تو انہوں نے عرض کی ہمارے نبی کو سلام پہنچا دے اور یہ بھی بتا دے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں جنت کا پھل بطور رزق دیا جاتا ہے وہ جنت کی خوشبو پاتے ہیں جب کہ وہ جنت میں نہیں ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ شہداء کی روحیں ایک دوسری سے مانوس ہوتی ہیں، سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنت کا پھل کھاتی ہیں، ان کا مسکن سدرۃ المنتہیٰ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے تین درجے ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے وہ زندہ کر دیا جاتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے، جو غالب آئے اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور جو فوت ہو جائے اسے رزق حسن عطا فرماتا ہے(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے بَلْ اَحْيَآءٌ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ سبز پرندوں کی صورتوں میں ہوتے ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں سفید پرندوں میں ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر نے افریقی کے واسطہ سے ابن بشار اسلمی سے یا ابو بشار سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں جنت کے قبوں میں سے سفید قبوں میں ہوں گی ہر قبہ میں دو بیویاں ہوں گی ہر روز اللہ تعالیٰ انہیں بیل اور مچھلی بطور رزق دے گا۔ جہاں تک بیل کا تعلق ہے اس میں جنت کے ہر پھل کا ذائقہ ہو گا۔ جہاں تک مچھلی کا تعلق ہے اس میں جنت کی ہر شراب کا ذائقہ ہو گا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جو سونے کی قندیلوں میں ہوں گے جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی، ہر صبح و شام جنت میں کھاتے پھرتے رہیں گے اور رات ان قندیلوں میں گزاریں گے(3)۔

امام عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9555) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114، مصر 3۔ ایضاً

پرندوں کے پیٹوں میں رہتے ہوئے جنت میں گھومتی پھرتی ہوں گی جو جنت کے پھلوں کے ساتھ لٹک رہے ہوں گے (1)۔

امام ہناد بن سری نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہوں گی جو جنت کے باغوں میں کھاتے پیتے ہوں گے پھر ان کا ٹھکانہ ان قندیلوں میں ہوگا جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم ایسا شرف جانتے ہو جو اس شرف سے بڑھ کر ہو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے وہ عرض کریں گے نہیں ہم تو صرف یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹائے گا یہاں تک کہ ہم جنگ کریں گے ہم ایک دفعہ پھر تیری راہ میں قتل کیے جائیں گے۔

امام ہناد نے زہد میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں باغات میں ہوں گی جو جنت کے صحن میں ہوں گے ان کی طرف بیل اور مچھلی بھیجی جائے گی ان پر بھیڑ کی جائے گی اور جنتی ان سے دل بہلائیں گے جب جنتی کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں گے ان میں سے ایک دوسرے کو زخمی کرے گی تو جنتی اس سے کھائیں گے تو جنت میں موجود ہر چیز کا ذائقہ وہ پائیں گے۔

امام احمد، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء جنت کے دروازے پر روشن نہر سبز قبوں میں ہوں گے، صبح وشام ان کا رزق جنت سے ان کی طرف لایا جائے گا (2)۔

امام ہناد نے زہد میں حضرت ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء تین قسم کے ہیں ان میں سے ادنی مرتبے والا وہ ہے جسے اپنی جان اور مال کے ساتھ محبت ہے نہ وہ قتل کرنے اور نہ ہی قتل ہونے کا ارادہ کرتا ہے، ایک اجنبی تیر آتا ہے جو اسے لگ جاتا ہے اس کے خون کا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ ایک جسم اتارتا ہے جس میں اس کی روح رکھی جاتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے وہ جس آسمان سے بھی گزرتا ہے فرشتے اسے الوداع کہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک جا پہنچتا ہے۔ جب اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتا ہے پھر اس کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے تو اسے ریشم کے ستر حلے پہنائے جاتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے اسے اس کے شہداء بھائیوں کی طرف لے جاؤ اور اسے ان کے ساتھ ملا دو وہ شہید ان کے پاس لایا جاتا ہے جب کہ وہ جنت کے دروازے کے پاس سبز قبوں میں ہوتے ہیں ان کا کھانا جنت سے ان کے پاس لایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن آدم لگا تار حمد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زندہ ہوجاتا ہے مرتا نہیں پھر آپ نے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9557) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

انہیں جو خیر، کرامت اور رزق عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب لوگ جنت میں داخل ہوئے اور اس میں شہداء کے شرف کو دیکھا تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی جو دنیا میں رہ گئے ہیں وہ جانتے کہ ہم کس شرف وفضیلت میں ہیں۔ جب وہ کسی جنگ میں شریک ہوں تو خود حصہ لیں یہاں تک کہ اس میں شہید ہو جائیں جس کے نتیجہ میں وہ بھی وہی چیز پائیں جو ہم نے خیر پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ اور شرف کی خبر ان کے نبی کو دی اور شہداء کو بتایا کہ میں نے تمہارے نبی پر وحی نازل کی ہے اور اسے تمہارے معاملہ اور تمہاری فضیلت سے آگاہ کر دیا ہے اس لیے خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ دنیا میں رہنے والے ان کے بھائی جہاد کے حریص ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شہید کو ایک خط پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ ہوتا ہے کہ اس کے بھائیوں اور خاندان میں سے کون کون اس کے پاس آرہے ہیں اس کو بتایا جاتا ہے فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا، فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا تو ان کے آنے سے وہ خوش ہوگا جس طرح دنیا میں کسی غائب رشتہ دار کے آنے سے وہ خوش ہوتا تھا(1)۔

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

”خوش ہو رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور (اس پر) کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر ایمان والوں کا“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت شہداء کے علاوہ تمام مومنوں کو جامع ہے بہت ہی کم ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی فضیلت کا ذکر کیا اور انہیں عطا کیے گئے ثواب کا ذکر کیا مگر ان کے بعد مومنوں کو عطا فرمائے جانے والے فضل و بدلہ کا ذکر نہ کیا ہو۔

امام حاکم نے عبدالرحمن بن جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو شہداء احد کا ذکر کرتے ہوئے سنا اللہ کی قسم مجھے یہ بات اچھی لگی کہ مجھے بھی پہاڑ کے دامن میں میرے ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا جاتا(2)۔

امام حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب صحابہ جنگ سے واپس آگئے تو حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ ایک آدمی نے کہا میں نے آپ کو ان درختوں کے پاس دیکھا تھا، آپ کہہ رہے تھے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 116، مصر 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 86 (2407) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں، اے اللہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور جو یہ لوگ بھاگ گئے ہیں، اس سے میں آپ کی خدمت میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لائے جب آپ کے جسم کو دیکھا تو رونے لگے۔ جب آپ کے اعضاء کو کٹے ہوئے دیکھا تو ہچکی بندھ گئی پھر فرمایا کیا انہیں کفن دیا جائے گا؟ تو ایک انصاری صحابی اٹھا اور اپنی چادر ان پر ڈال دی پھر ایک اور اٹھا اس نے بھی ایک کپڑا ڈال دیا۔ یہ کپڑا آپ کے والد کے لیے اور یہ کپڑا میرے چچا کے لئے پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش لائی گئی، ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر دوسرے شہداء کی لاشیں لائی جاتیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش ایک طرف رکھ دی گی، ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی پھر اسے اٹھالیا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رہنے دیا جاتا یہاں تک کہ تمام شہداء کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں واپس آیا تو بوجھل دل تھا۔ میرے والد نے مجھ پر قرض اور بہت سا خاندان چھوڑا تھا۔ جب رات پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا اس سے کلام فرمائی اور پوچھا کوئی خواہش کرو تو تیرے والد نے کہا میرے یہ آرزو ہے کہ تو میری روح کو لوٹائے مجھے دوبارہ پیدا کرے جس طرح پہلے پیدا کیا تھا پھر تو مجھے اپنی نبی کی طرف بھیجے پھر میں تیرے راستہ میں جنگ کروں اور دوبارہ قتل کیا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں دوبارہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ان شہداء کے سید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں کفن دیا گیا۔ جب صحابہ اس کپڑے کو سر پر بچھاتے تو پاؤں باہر نکل آتے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے سر پر بچھائیں اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں۔ فرمایا اگر مجھے حضرت صفیہ کے جزع فزع کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کو یونہی چھوڑ دیتا، ہم اسے دفن نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا کیا کوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ کو جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا "میں" فرمایا چلو ہمیں دکھاؤ۔ آپ چلے یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس کھڑے ہوں گئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا ہے اور آپ کی لاش کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ دیکھنا پسند نہ کیا۔ آپ شہداء کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں ان شہداء پر گواہ ہوں انہیں ان کے خونوں کے ساتھ دفن کر دو کیونکہ ہر زخمی کو قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی جس آدمی کو قرآن زیادہ یاد تھا۔ اسے پہلے لاؤ اور اسے لحد میں رکھو (3)۔

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 130 (2557)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، (2558)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 372 (36787)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام نسائی اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے۔ جب وہ آدمی صف تک پہنچا تو اس نے کہا اے اللہ تو جو صالحین کو عطا فرماتا ہے اس سے بہترین مجھے عطا فرما۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا ابھی بات کرنے والا کون تھا؟ تو اس نے عرض کی ''میں'' تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر تیرے گھوڑے کو زخمی کیا جائے گا اور اللہ کی راہ میں تجھے شہید کیا جائے گا (1)۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک جنتی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب بہترین۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کوئی سوال کر۔ کوئی خواہش کر۔ تو وہ عرض کرے گا میں تیری بارگاہ اقدس میں التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف واپس بھیج دے۔ میں تیری راہ میں دس بار قتل کیا جاؤں، یہ بات اس لیے کی کیونکہ اس نے شہادت کی فضیلت کو دیکھ لیا تھا۔ فرمایا ایک جہنمی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا تو وہ عرض کرے گا سب سے برا ٹھکانہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین بھر سونا دینے کے لئے تیار ہے۔ عرض کرے گا ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کم کا مطالبہ کیا تھا لیکن تو نے ایسا نہ کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر وہ تین افراد پیش کئے گئے جنہیں جنت میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا اور وہ تین افراد بھی پیش کئے گئے جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا۔ جنت میں جنہیں سب سے پہلے پیش کیا جائے گا۔ وہ شہید، غلام جس نے اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا اور پاک دامن صاحب اولا دوہ تین افراد جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا وہ امیر ہے جو لوگوں پر مسلط ہوا مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرتا ہو فخر کرنے والا فقیر (3)۔

امام حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا جو پہلا قطرہ گرتا ہے اس کے ساتھ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت ابوایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جو آدمی صبر کرے یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا جائے یا وہ غالب رہے تو اسے قبر کا عذاب نہیں دیا جائے گا (5)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارثہ

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 88 (2402) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 85 (2455)

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 106 (1642)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 130 (2555) 5۔ ایضاً، (2556)

WWW.NAFSEISLAM.COM

بن سراقہ نگہبان کے طور پر روانہ ہوئے، ایک تیر آیا جس نے آپ کو قتل کر دیا تو آپ کی ماں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ حارثہ سے میرے تعلق کو خوب جانتے ہیں۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں ورنہ میں جو کرنا چاہتی ہوں۔ کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے حارثہ کی ماں وہاں کوئی ایک جنت نہیں بلکہ بہت ساری جنتیں ہیں، حارثہ اس میں سب سے اچھی جنت میں ہے یا فرمایا فردوس اعلیٰ میں ہے (1)۔

امام احمد اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زمین پر فوت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اچھا بدلہ ہوتا ہے وہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا کی طرف پلٹے مگر شہید پسند کرتا ہے کہ وہ تمہارے پاس واپس آئے اور اسے ایک دفعہ پھر قتل کیا جائے (2)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی جنتی بھی ایسا نہیں کہ اس کے لئے دنیا کی طرف پلٹنا اچھا لگتا ہو اگر چہ اسے دس گنا اجر ملے مگر شہید وہ یہ پسند کرتا ہے کہ کاش اسے دنیا کی طرف دس مرتبہ لوٹایا جائے اور شہید کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شہادت کی فضیلت دیکھ لی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور بیہقی نے حضرت قیس جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ فضائل ہیں اس کے خون کا جب پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دے دی جاتی ہے، کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے بڑے خوف سے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے (4)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کی اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص شانیں ہیں ان کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے ایمان کا حلہ پہنایا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، اسے بڑے خوف سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جو یاقوت کا بنا ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس کی بہتر حور عین سے شادی کی جاتی ہے اور اس کے ستر قریبیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (5)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

امام بزار، بیہقی اور اصبہانی نے ترغیب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

---

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1034 (2654) دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 318، دار صادر بیروت
3۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 20 (4343) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24 (4252)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 25 (4254)
6۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 533 (9516)، دار الفکر بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء تین قسم کے ہیں: ایک وہ آدمی ہے جو اپنی جان اور مال لے کر جہاد پر نکلا، مقصود اللہ کی رضا تھا، وہ ارادہ کرتا ہے کہ نہ کسی کو قتل کرے نہ اسے قتل کیا جائے اور نہ ہی وہ جنگ میں شریک ہو، وہ صرف مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مرجائے اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، بڑے خوف سے اسے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حور عین (موٹی آنکھوں والی حور) سے شادی کی جاتی ہے، اسے کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار اور خلد کا تاج پہنایا جاتا ہے۔ شہید کی دوسری قسم یہ ہے جو اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے، وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل تو کرے اور اسے قتل نہ کیا جائے، اگر وہ مرجائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت ابراہیم کے بالکل برابر بیٹھا ہوگا جیسے فرمایا: فِیۡ مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ، شہید کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل کرے اور اسے شہید کیا جائے، اگر وہ مرجائے یا قتل کر دیا جائے تو وہ قیامت کے روز یوں آئے گا، تلوار سونتی ہوگی، اپنے کندھے پر رکھی ہوگی جب کہ لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے۔ تو وہ کہے گا کیا ہمارے لیے جگہ نہیں بناؤ گے جب کہ ہم وہ ہیں کہ ہم نے خون اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کہے یا کسی نبی کو کہے تو ان کے لئے راستہ چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کے حقوق سے آگاہ ہیں یہاں تک کہ وہ عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں کے پاس آئیں گے، وہ ان پر بیٹھ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ کیا جارہا ہے، وہ نہ موت کا غم پائیں گے، نہ برزخ میں غمگین ہوں گے، انہیں صیحہ خوفزدہ نہیں کرے گا انہیں حساب میزان اور صراط نہیں ڈرائے گا، وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوتا ہوا، دیکھیں گے وہ جس چیز کا بھی سوال کریں، انہیں عطا کر دی جائے گی وہ جس کی سفارش کریں گے، ان کی سفارش مانی جائے گی وہ جنت میں سے جو پسند کریں گے انہیں عطا کیا جائے گا، جنت میں جہاں پسند کریں گے وہاں وہ ٹھہریں گے (1)۔

امام احمد، طبرانی، ابن حبان اور بیہقی نے عتبہ بن عبد السلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ مومن ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے ملتا ہے، ان سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے جسے آزمایا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ میں ہوگا، انبیاء اس سے صرف درجہ نبوت میں فضیلت رکھیں گے۔ دوسرا شہید وہ مومن ہے جس نے گناہ اور خطائیں کیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ دشمن سے ملا جنگ کی اور شہید ہو گیا، یہ پاک کئے گئے شہداء ہیں، ان کے گناہ اور خطائیں ختم کر دی جائیں گی کیونکہ تلوار (جہاد) گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور جس دروازہ سے وہ جنت میں داخل ہونا چاہے گا، اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں، بعض دروازے بعض سے فضیلت رکھتے ہیں۔ تیسرا منافق ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 25 (4255) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہے یہاں تک کہ وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے، اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے تو وہ آدمی جہنم میں ہو گا کیونکہ تلوار (جہاد) نفاق کو ختم نہیں کرتا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے مگر قرض (2)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں تو میرے لیے کیا ہوگا؟ فرمایا جنت جب وہ واپس مڑا تو فرمایا مگر قرض۔ جبرئیل امین نے ابھی سرگوشی کر کے مجھے بتایا ہے (3)۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان جس کی روح اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہاری طرف لوٹے اور اس کے لئے دنیا اور مافیہا ہو مگر شہید کا معاملہ مختلف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت مجھے دنیا کی ہر چیز (خیموں والے اور مکانات والے) سے زیادہ محبوب ہے (4)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو قتل ہونے کی اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تمہیں جسم کی چٹکی لینے کی تکلیف ہوتی ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے حاضر ہوں گے تو ایک قوم آئے گی جنہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھی ہوں گی جن سے خون بہ رہا ہوگا۔ وہ جنت کے دروازے پر بھیڑ کریں گے تو ان کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ یہ کون ہیں بتایا جائے گا یہ شہدا ہیں جنہیں رزق دیا گیا ہے (6)۔

امام احمد، ابو یعلی، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت نعیم بن رضی اللہ عنہ ہمار سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا کون سا شہید افضل ہے؟ فرمایا جو صف میں شامل ہوتے ہیں تو وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیکھ کر دنیا میں مسکرائے تو اس پر کوئی حساب کتاب نہیں (7)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

---

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 26 (4261) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 129 (2554)

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 139، دار صادر بیروت 4۔ سنن نسائی باب تمنی القتل فی سبیل اللہ، جلد 2، صفحہ 60، کراچی

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 121 (1668) دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ معجم طبرانی اوسط، جلد 3، صفحہ 16 (2019)، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض 7۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 61 (6820) دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بہتر جہاد کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو پہلی صف میں شامل ہوتے ہیں، وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے بالا خانوں میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دیکھ کر مسکرائے تو ان کا حساب نہیں ہوتا (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شہید کا ذکر کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون سے ابھی زمین خشک نہیں ہوتی یہاں تک اس کی دو بیویاں اس کی طرف جلدی سے آتی ہیں، گویا یہ دونوں دایہ ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو بے آباد زمین میں گم کر دیا ہے، دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک حلہ ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے (2)۔

امام نسائی نے حضرت راشد بن سعید رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کیا وجہ ہے کہ مومنوں کو ان کی قبروں میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے مگر شہید کو آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جاتا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کے سر پر بجلیوں کے چمکنے کی آزمائش ہی کافی ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبشی آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سیاہ رنگ کا آدمی ہوں، بدبودار ہوں، بدصورت ہوں، میرے پاس مال بھی نہیں اگر میں ان لوگوں (کفار) سے جہاد کروں تو میں کہاں ہوں گا، تو حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں۔ اس نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو سفید کر دیا ہے، تیری خوشبو اچھی کر دی ہے اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا ہے۔ فرمایا اس کے لیے یا اس کے علاوہ کے لئے میں نے حور عین میں سے اس کی بیوی کو دیکھا ہے کہ اس نے اس کے اون کے جبے کو کھینچا ہے اور وہ اس کے اور اس کے جبہ کے درمیان داخل ہو گئی ہے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک بدو کے خیمہ کے پاس سے گزرے آپ صحابہ کے جلو میں تھے جو جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ بدو نے خیمہ کی ایک طرف اٹھائی پوچھا کون ہو؟ اسے بتایا گیا اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ ہیں جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ جنت کے بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ صحابہ نے دشمن سے جنگ کی، وہ بدو شہید ہو گیا، اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا گیا۔ حضور ﷺ اس کی میت کے پاس آئے، اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر حضور ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر آپ نے رخ انور پھیر لیا۔ فرمایا جو تم نے میری خوشی کو دیکھا یہ اس وقت ہوا جب میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی روح کی تعظیم دیکھی۔ جہاں تک میرے اعراض کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 532 (9514)، دار الفکر بیروت 2۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل الشہادۃ، جلد 3، صفحہ 363 (2798) بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 153 (2463)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حورعین میں سے اس کی بیوی اس کے سر کے پاس موجود ہے (1)۔

امام ہناد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کا جونہی خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس جنت کا ریحان اور جنت کا کفن ہوتا ہے اور آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے پاکیزہ خوشبو اور پاکیزہ روح آئی ہے، وہ جس دروازہ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جاتا ہے، وہ فرشتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتا ہے اور فرشتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ اسے لے جایا جاتا ہے، وہ شہداء کو سرسبز و شاداب باغوں اور ریشم کے قبوں میں پاتا ہے، ان کے پاس ہی بیل اور مچھلیاں کھیل رہی ہوتی ہیں، وہ ہر روز ایسا کھیل کھیلتی ہیں جو انہوں نے گزشتہ روز نہیں کھیلا تھا، مچھلی جنت کی نہروں میں رہتی ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو بیل اسے سینگھ مارتا ہے اور جنتیوں کے لئے اسے ذبح کر دیتا ہے۔ جنتی اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں وہ اس کے گوشت میں جنت کے نہروں کی خوشبو کا ذائقہ پاتے ہیں۔ بیل رات جنت میں بغیر چرواہے کے رہتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اس کے پاس آتی ہے۔ اسے دم مارتی ہے تو جنتی اس بیل کا گوشت کھاتے ہیں، وہ جنت کے پھلوں میں سے ہر پھل کا ذائقہ اس میں پاتے ہیں، وہ صبح و شام اپنی منازل کو دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ قیامت قائم ہو۔

جب مومن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے ریحان اور جنت کے ایک کپڑے کے ساتھ دو فرشتے بھیجتا ہے جس میں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ روح، ریحان اور اپنے رب کی طرف نکلو جو تم پر غصے نہیں تو وہ جسم سے عمدہ خوشبو کے ساتھ نکلتا ہے، جس عمدہ خوشبو کو کوئی ناک پاتی ہے جب کہ آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے عمدہ خوشبو اور بہترین روح آئی ہے، وہ جس دروازے کے پاس سے گزرتا ہے، وہ دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے وہ جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کہتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، فرشتے پہلے سجدہ کرتے ہیں اور وہ ان کے بعد سجدہ کرتا ہے۔ پھر میکائیل کو بلایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نفس کو لے جا اور مومنوں کی نفوس کے ساتھ ملا دو یہاں تک کہ میں قیامت کے روز تجھ سے ان کے بارے میں پوچھوں گا، اس کی قبر کو حکم ہوتا ہے جسے اس پر لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر ہاتھ کھول دیا جاتا ہے، اس کے لئے قبر میں ریحان رکھ دیا جاتا ہے اور ریشم سے اسے مضبوط کر دیا جاتا ہے، اگر اسے قرآن حکیم یا کوئی حصہ یاد ہو تو اسے اس کا نور پہنایا جاتا ہے اگر اس کو قرآن حکیم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو تو اسے سورج جیسا نور دیا جاتا ہے اس کی مثال دلہن جیسی ہے جسے اس کا محبوب ترین آدمی ہی جگاتا ہے۔

جب کافر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس دھاری دار کپڑا ہوتا ہے جو ہر بدبودار چیز

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 53 (4317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے بدبودار ہوتا ہے اور ہر کھردری چیز سے کھردرا ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے خبیث نفس نکلو تو نے اپنے لئے کتنی بری چیز آگے بھیجی ہے تو اس کا نفس یوں نکلتا ہے کہ وہ اتنا بدبودار ہوتا ہے جس کو کوئی انسان پاتا ہے پھر اس کی قبر کو حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر ایسے سانپ چھوڑے جاتے ہیں جو بختی اونٹوں کی طرح موٹے ہوتے ہیں۔ وہ اس کا گوشت کھاتے ہیں، اس پر ایسے فرشتے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو گونگے بہرے اور اندھے ہوتے ہیں، وہ نہ اس کی آواز سنتے ہیں اور نہ ہی اسے دیکھتے ہیں کہ اس پر رحم کرتے، وہ اکتاتے بھی نہیں۔ جب وہ اسے مارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس پر یہ سلسلہ یونہی جاری رہے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے(1)۔

امام طیالسی، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہداء کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ ہے جو عمدہ ایمان والا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے، وہ جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جس کی طرف لوگ اپنی نظریں اٹھائیں گے، آپ نے اپنی نظر اٹھائی یہاں تک کہ وہ ٹوپی سر سے گر گئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تھی یا حضرت عمر کے سر پر تھی۔ یہ پہلے درجہ کا شہید ہے۔ دوسرا وہ ہے جو مومن ہے، جس کا ایمان عمدہ ہے، جب وہ دشمن سے ملتا ہے تو بزدلی کی وجہ سے گویا اس کی جلد میں کیکر کا کانٹا پیوست ہو گیا ہے، ایک آوارہ تیر آتا ہے جو اسے قتل کر دیتا ہے، یہ دوسرے درجہ میں ہے، تیسرا آدمی وہ ہے جو اچھے اور برے عمل کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، یہ تیسرے درجہ میں ہوگا۔ چوتھا وہ ہے جو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے، یہ چوتھے درجہ میں ہوگا(2)۔

امام ابو درداء اور ابن حبان نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہید قیامت کے روز اپنے خاندان کے ستر افراد کی سفارش کرے گا(3)۔

امام طبرانی نے اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت یزید بن شجرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں جب لوگ نماز کے لئے اور جنگ کے لئے صفیں بناتے ہیں تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں حور عین کو مزین کیا جاتا ہے اور انہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب مجاہد آگے بڑھتا ہے تو حوریں کہتی ہیں اے اللہ اس کی مدد فرما اور جب وہ پیٹھ پھرتا ہے تو حوریں اس سے حجاب کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ اسے بخش دے تم دشمنوں کے منہ پھیر دو اور حور عین کو ذلیل و رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس سے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حور عین میں سے دو بیویاں اس کی طرف اترتی ہیں۔ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہے اور کہتی ہیں ہم

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 8، صفحہ 241 (7941) بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 29 (4262)

3۔ سنن ابوداؤد، جلد 1 صفحہ 341، وزارت تعلیم اسلام آباد

WWW.NAFSEISLAM.COM

تیرے لیے ہیں اور وہ کہتا ہے میں تم دونوں کے لئے ہوں پھر اسے سو حلے پہنائے جاتے ہیں جو انسان کے بنے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی نباتات سے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے تو یہ اسے کافی ہو جائیں۔ آپ فرماتے تھے بے شک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قاسم بن عثمان جوعی کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ایک آدمی کو بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا وہ صرف یہ بات کہتا تھا اے اللہ تو نے محتاجوں کی حاجت کو پورا کیا اور میری حاجت کو پورا نہ کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا وجہ ہے تو اس سے زیادہ بات نہیں کرتا؟ اس نے کہا میں ساری بات تجھے بتاتا ہوں ہم سات ساتھی تھے جو مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے، ہم نے دشمن کے علاقہ میں جہاد کیا تو ہم سب گرفتار ہو گئے، ہمیں الگ لے جایا گیا تاکہ ہماری گردنیں اڑا دی جائیں تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سات دروازے کھلے ہیں، وہاں حور عین میں سے سات لڑکیاں ہیں، ہر دروازے پر ایک لڑکی ہے، ہم میں سے ایک آدمی آگے بڑھا تو اس کی گردن اڑا دی گئی، میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا، وہ زمین کی طرف اتری یہاں تک کہ چھ کی گردنیں اڑا دی گئیں اور میں باقی رہ گیا اور وہ ایک دروازہ اور ایک لڑکی رہ گئی، جب میں آگے بڑھا تاکہ میری گردن اڑا دی جائے تو امیر کے ساتھیوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ مجھے اس کے حوالے کر دیا جائے تو امیر نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے اس لڑکی کو کہتے ہوئے سنا اے محروم کون سی چیز تجھ سے فوت ہوئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اے میرے بھائی جو چیز مجھ سے فوت ہو گئی میں اس پر حسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ قاسم بن عثمان نے کہا میں اسے ان تمام سے بہتر خیال کرتا ہوں کیونکہ اس نے دیکھا جو اس کے دوستوں نے نہیں دیکھا تھا اور اسے شوق و محبت کے عالم میں عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے اسماء و صفات میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب دو آدمیوں پر بہت خوش ہوتا ہے، ایک وہ جو اپنے گھر والوں اور پیاروں کے درمیان موجود تھا تو وہ اپنے بستر اور لحاف کو چھوڑتا ہے اور نماز کی طرف جاتا ہے، وہ محض اس چیز میں رغبت رکھتا ہے جو میرے پاس موجود ہے اور اس چیز سے ڈرتا ہے جو میرے پاس عذاب موجود ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے ساتھی بھاگ جاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ بھاگ جانے میں اس پر وبال کیا ہو گا اور واپس آنے میں کیا انعام ہو گا تو وہ واپس آ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو، وہ اس چیز میں رغبت کی وجہ سے واپس آ گیا ہے جو میرے پاس ہے اور میرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس نے ایسا کیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے (3)۔

---

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 246 (241) بغداد　2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 57 (4326)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 123 (2531)، کتاب الجہاد، بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، انہیں دیکھ کر وہ مسکراتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے۔ ایک وہ جب جماعت بھاگ جاتی ہے تو اس کے بعد بھی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جنگ کرتا رہتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو دیکھو اس نے میرے لئے کیسے صبر کیا۔ دوسرا وہ جس کی خوبصورت بیوی ہو، نرم اور خوبصورت بستر ہو، وہ رات کو اٹھتا ہے، اپنی خواہش چھوڑتا ہے اور مجھ سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو سفر میں ہوتا ہے اس کے ساتھ قافلہ کے لوگ ہیں وہ جاگتے رہتے ہیں یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہیں پھر سو جاتے ہیں۔ وہ سحری کے وقت اٹھتا ہے وہ وسعت وتنگی دونوں حالتوں میں بیدار ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اسے شہادت کا مرتبہ نصیب ہو پھر وہ طبعی موت مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا درجہ دیتا ہے (1)۔

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ بن حنیف رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خلوص دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کو طلب کیا اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے اگرچہ اسے اپنے بستر پر موت آئے (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صدق دل سے شہادت کو طلب کیا اسے اس کا مقام دے دیا جاتا ہے اگرچہ شہادت اسے نصیب نہ ہو (3)۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾

”جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسول کی دعوت پر اس کے بعد کہ لگ چکا تھا انہیں (گہرا) زخم ان کے لئے جنہوں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 87 (2411) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، جلد 13، صفحہ 48 (157) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (156)

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے نیکی کی ان میں سے اور تقویٰ اختیار کیا اجر عظیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کہا انہیں لوگوں نے کہ بلاشبہ کافروں نے جمع کر رکھا ہے تمہارے لئے (بڑا سامان اور لشکر) سو ڈرو ان سے تو (اس دھمکی نے) بڑھا دیا ان کے (جوش) ایمان کو اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (ان کے عزم وتوکل کا نتیجہ یہ نکلا کہ) واپس آئے یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ نہ چھوا ان کو کسی برائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ تو شیطان ہے جو ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے پس نہ ڈرو ان سے بلکہ مجھ سے ہی ڈرا کرو اگر تم مومن ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حمراء الاسد کی طرف نکلے جب کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ مشرکوں نے کہا ہم انہیں مکمل طور پر ختم کرنے سے پہلے ہی واپس آگئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ باقی ماندہ افراد پر دوبارہ حملہ کریں۔ اسے خبر پہنچی کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ان کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس خبر نے اسے اور ابوسفیان کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ عبدالقیس کا ایک وفد اس کے پاس سے گزرا۔ ابوسفیان نے کہا محمد کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم نے ان کے ساتھیوں پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تاکہ انہیں نیست و نابود کر دیں۔ جب حمراء الاسد کے مقام پر قافلہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی جو ابوسفیان نے کہی تھی تو رسول اللہ ﷺ اور مومنوں نے یہ کہا ہمیں اللہ کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام موسیٰ بن عقبہ نے مغازی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق بدر کی طرف نکلیں۔ شیطان نے لوگوں میں سے اپنے پیروکاروں کو برانگیختہ کیا۔ وہ لوگوں کو خوف دلانے لگے کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ قریش نے تمہارے لیے رات جیسا لشکر جمع کیا ہے، وہ امید رکھتے ہیں کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور تمہارا سب کچھ چھین کر لے جائیں۔ اس لیے اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کے خوف سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہی اور اپنا تجارتی سامان بھی ساتھ لے گئے، کہا اگر ابوسفیان سے ملاقات ہوگئی تو وہی ہمارا مقصود ہے، اگر اس سے ملاقات نہ ہوئی تو اپنا سامان بیچیں گے۔ بدر میں منڈی لگتی تھی جو تمام سال کی ضروریات کو پورا کرتی۔ صحابہ کرام چلے یہاں تک کہ بدر کے تجارتی میلہ میں پہنچے، خرید و فروخت کی، ابوسفیان نے وعدہ خلافی کی نہ وہ آیا اور نہ ہی اس کے ساتھی آئے۔ صحابہ کے پاس سے ابن حمام گزرا، اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ہیں جو ابوسفیان اور قریش کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابن حمام قریش کے پاس آیا انہیں بتایا۔ ابوسفیان خوفزدہ ہوگیا اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ انعام و کرام کے ساتھ واپس ہوگئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ سویق کا نام بھی دیا گیا۔ یہ سن تین ہجری شوال کے مہینہ میں ہوا۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 199، مصر

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو سفیان کے دل میں غزوۂ احد کے موقع پر رعب ڈال دیا جب کہ مسلمان اس سے تکلیف اٹھا چکے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوسفیان نے تم سے اپنا حصہ لیا وہ لوٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے۔ غزوۂ احد کا واقعہ شوال میں ہوا تھا۔ تاجر ذی قعدہ میں مدینہ آتے، ہر سال بدر صغریٰ میں قیام کرتے۔ یہ لوگ غزوۂ احد کے بعد آئے تھے مسلمانوں کو مصیبت پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تھی۔ جو مصیبت مسلمانوں کو پہنچی تھی وہ ان پر بڑی شاق گزری تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ساتھ چلنے کے لئے کہا فرمایا تم ابھی کوچ کرو گے تو حج کا مقام پاؤ گے۔ اس چیز پر اگلے سال تک قادر نہ ہو گے۔ شیطان آیا اس نے اپنے دوستوں کو خوفزدہ کر دیا، کہا کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے تو لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جاؤں گا خواہ کوئی بھی میرے ساتھ نہ چلے تو آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر، عمر، علی، عثمان، زبیر، سعد، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان اور ابو عبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم ستر صحابہ کے قریب نکلے۔ یہ ابوسفیان کی تلاش میں تھے۔ صحابہ نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ صفراء کے مقام پر جا پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب مشرک احد سے واپس ہوئے تو کہنے لگے نہ تو تم نے حضرت محمد کو قتل کیا نہ تم نے نوجوان عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھایا تم نے کتنا برا کیا واپس چلو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سنا۔ آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ صحابہ نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی یہاں تک کہ آپ حمراء الاسد یا ابی عنبہ کے کنوے تک جا پہنچے۔ سفیان کو شک ہوا۔ مشرکوں نے کہا ہم واپس لوٹتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹ آئے۔ اسے بھی غزوہ شمار کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ ابوسفیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا اگلی جنگ بدر کے تجارتی میلہ کے موقع پر ہوگی جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ بزدل تو پلٹ آیا، بہادر نے جنگ اور تجارت کا سامان لیا، وہ بدر کے مقام پر آئے، وہاں کسی کو نہ پایا۔ صحابہ نے وہاں کاروبار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر صغریٰ کی طرف تشریف لے گئے جب کہ ابھی صحابہ کو زخم تھا۔ یہ اس لیے نکلے تھے کیونکہ ابوسفیان نے یہی وعدہ کیا تھا۔ ایک بدو ان صحابہ کے پاس سے گزرا پھر وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہا تھا۔

وَنَفَرَتْ مِنْ رَفِقَتَي مُحَمَّدٍ وَعَجْوَةٍ مَنْثُورَةٍ كَالْعَنْجَدِ

میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں اور بکھری ہوئی عجوہ کھجوروں کے پاس سے گزرا جو ردی کشمش کی طرح تھیں۔

ابوسفیان اس بدو کو ملا پوچھا تو ہلاک ہو گیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بدر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 247 (11633) مکتبۃ العلوم والحکم

WWW.NAFSEISLAM.COM

صغریٰ میں چھوڑا ہے ابوسفیان نے کہا وہ بات کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں جب کہ ہم کہتے ہیں اور سچی بات نہیں کرتے۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کے لشکر نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان واپس لوٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے، کون ہے جو اس کی تلاش میں نکلے؟ تو نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور چند دوسرے صحابہ نے لبیک کہی اور مشرکوں کا پیچھا کیا۔ ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ اس کا پیچھا کر رہے ہیں، وہ ایک تاجروں کے قافلہ کو ملا، کہا تم حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دو، تمہارے لیے یہ انعام ہے۔ مسلمانوں کو بتاؤ میں نے تمہارے لئے اتنا بڑا لشکر جمع کیا ہے میں ان کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ تاجر آئے اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے یہ خبر دی گئی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی جب غزوۂ احد کے موقع پر واپس ہوئے تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو مدینہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں، اپنے اونٹوں کو چھوڑ دیں تو وہ مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں، اگر وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھ جائیں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے تو وہ مدینہ کا قصد کرنے والے نہیں۔ وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی کہ مشرکوں کا پیچھا کریں تا کہ یہ دکھائیں کہ مسلمانوں میں قوت ہے۔ مسلمانوں نے دو یا تین دن تک ان کا پیچھا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بھانجے میرے دونوں باپ یعنی حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر ان لوگوں میں سے تھے۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ کو جو تکلیف پہنچی مشرک واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ واپس نہ آجائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ان کا پیچھا کرے گا؟ تو ستر آدمیوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی، ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ صحابہ قوم کے پیچھے چلے۔ کفار نے اس بارے میں سن لیا پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہو گئے۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی دشمنوں سے ملاقات نہ ہوئی(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم اٹھارہ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز نصف شعبان کو ہوا تھا۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 312، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

غزوۂ احد کا اگلا دن سولہ شوال آیا تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کفار کا پیچھا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مؤذن نے یہ اعلان بھی کیا کہ ہمارے ساتھ وہی چلے جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں پر نگہبان چھوڑا ہے اور کہا اے بیٹے میرے اور تیرے لیے یہ موزوں نہیں کہ ہم ان عورتوں کو اس طرح چھوڑ جائیں کہ ان میں سے کوئی مرد نہ ہو اور میں تجھے اس بات میں بھی ترجیح نہیں دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاؤ، تم اپنی بہنوں کے پاس رہو تو اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے نکلے تھے تا کہ انہیں یہ خبر پہنچے کہ آپ ان کی تلاش میں نکلے ہیں اور کفار یہ گمان کریں گے آپ کے پاس بڑی طاقت ہے اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس نے انہیں دشمن کا مقابلہ کرنے سے کمزور نہیں کیا (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو سائب رحمہ اللہ جو عائشہ بنت عثمان کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ بنو عبد الاشہل میں سے ایک صحابی غزوۂ احد میں شریک ہوا، اس نے کہا میں غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا تھا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا۔ ہم دونوں زخمی ہو کر واپس لوٹے۔ جب حضور ﷺ نے دشمن کا پیچھے کرنے کا اعلان فرمایا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ ہم سے فوت ہو جائے گا، ہمارے پاس سواری بھی نہیں کہ اس پر ہم سوار ہو جائیں اور ہم سخت زخمی ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب کہ میں دونوں سے تھوڑا زخمی تھا۔ جب اس کے لئے چلنا مشکل ہو جاتا تو ایک وادی میں اسے اٹھا لیتا اور ایک وادی میں وہ چلتا یہاں تک کہ ہم بھی وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ یہ مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے آپ وہاں تین دن، پیر، منگل اور بدھ کو ٹھہرے پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔ تو یہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس دعوت پر لبیک کہی (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرح سے مراد زخم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مِنۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ قرأت کرتے تھے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ میں فاصلہ کرو۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 117 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1115 (541)، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے لوٹ جانے پر شرمندہ ہوئے تو کہا واپس لوٹو اور ان کا خاتمہ کردو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو واپس لوٹ گئے۔ وہ ایک بدو کو ملے، اس کے لئے انعام مقرر کیا، اس سے کہا اگر تم حضرت محمد اور آپ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ فرما دیا۔ آپ ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ راستے میں بدو سے ملے۔ بدو نے بات عرض کی تو صحابہ نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، پھر مسلمان حمراء الاسد سے واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اور بدو کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ناس سے مراد ابوسفیان ہے اس نے قافلہ والوں کو کہا تھا اگر تم حضور ﷺ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے لشکر تیار کئے ہیں۔ قافلہ والوں نے حضور ﷺ کو بتایا تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ واپسی پر ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ سے ملا جو مدینہ طیبہ سامان لا رہا تھا جب کہ قریش اور حضور ﷺ کے درمیان پہاڑ حائل تھا۔ ابوسفیان نے قافلہ والوں سے کہا اگر تم حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو میرا پیچھا کرنے سے واپس کر دو تو مجھ پر لازم ہے کہ انعام دے کر تمہیں راضی کروں، اگر تم انہیں میرا پیچھا کرتے ہوئے پاؤ تو انہیں بتانا کہ میں نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور وہ مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہا ہے، اگر تم چاہو تو مدینہ لوٹ جاؤ۔ اس خبر نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے یقین میں اور اضافہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی احد سے واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ان کا پیچھا کرتے ہوئے نکلے۔ جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے تو بدو اور دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے یہ ابوسفیان ہے جو لوگوں کو لے کر تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان نے غزوۂ احد یا غزوۂ احزاب کے موقع پر قریش، غطفان اور ہوازن قبائل کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ سب مل کر حضور ﷺ پر حملہ آور ہوں۔ یہ خبر حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ تک پہنچی۔ عرض کی گئی اگر مسلمانوں میں سے ایک جماعت جائے اور آپ کو خبر لا دے۔ ایک جماعت گئی یہاں تک کہ جب وہ اس جگہ پہنچے جس بارے میں ذکر کیا گیا تھا کہ وہ وہاں ہیں تو کوئی فرد نہ دیکھا تو پھر وہ واپس لوٹ آئے۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 120 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مردویہ اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ کو یہ خبر دی گئی کہ کفار نے بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو چند افراد کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں بھیجا تو بنوخزاعہ کا ایک بدو انہیں ملا۔ اس نے کہا قوم (قریش) نے تمہارے لئے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہوا ہے تو صحابہ نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ابوسفیان نے غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی تھی کہ ہمارا آئندہ مقابلہ بدر میں ہوگا جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ممکن ہے ایسا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وعدہ کے مطابق چلے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر اترے آپ تجارتی منڈی میں شریک ہوئے اور خرید و فروخت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان **فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ** سے یہی مراد ہے۔ اس سے مراد غزوۂ بدر صغریٰ کا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بدر میں اس سے ملیں گے۔ صحابہ کو ایک آدمی ملا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی وہاں تو مشرکوں کی بہت بڑی جمعیت ہے۔ بزدل تو واپس لوٹ آئے، جو بہادر تھے انہوں نے تجارت اور جنگ کا سامان ساتھ لے لیا اور یہ کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پھر صحابہ بدر کی طرف نکلے، وہاں آئے کاروبار کیا اور کسی کافر سے مقابلہ نہ ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

امام بخاری، نسائی، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا۔ جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا اور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ کہا جب لوگوں نے یہ بات کہی۔ **اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ** الخ (3)۔

امام بخاری، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آپ کا آخری کلام یہ تھا **حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ** کہا تمہارے نبی نے بھی یہی کہا جب لوگوں نے آپ کو یہ کہا کہ مشرکوں نے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے (4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 121

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 317، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 326 (3167)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب آپ کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا اور یہی وہ کلمہ ہے جو تمہارے نبی اور آپ کے صحابہ نے اس وقت کہا تھا جب انہیں بتایا گیا کہ کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بڑی مصیبت میں واقع ہو تو یہی کہا کرو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابن ابی دنیا نے ذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم جب شدید ہوتا تو آپ اپنا ہاتھ سر اور داڑھی پر پھیرتے اور لمبا سانس لیتے اور کہتے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابونعیم نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یہ خوف زدہ کے لئے امان ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز کے موقع پر دس کلمات کہے وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں کافی اور جزا والا پائے گا، پانچ دنیا کے لئے اور پانچ آخرت کے لئے حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

میرے قرض کے لئے اللہ کافی ہے، جو چیز مجھے پریشان کر رہی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، جس نے مجھ پر سرکشی کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھ سے حسد کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھے تکلیف دینا چاہی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، موت کی تکلیف کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، قبر میں سوال کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، میزان کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، صراط پر اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں لوٹنے والا ہوں(2)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت سے مراد یہ ہے کہ وہ صحیح و سالم واپس آئے اور فضل سے مراد یہ ہے کہ ایک تجارتی قافلہ گزرا جب کہ یہ تجارتی منڈی کا زمانہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید لیا آپ نے بہت سا نفع کمایا پھر نفع کو اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں لفظ فضل سے مراد تجارت اور نفع ہے(4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر
2۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 217، بیروت
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب غزوۂ بدر صغریٰ کے لئے بدر کی طرف نکلے تو آپ کو دراہم دیئے گئے۔ آپ نے بدر کے تجارتی میلہ میں ان کے ساتھ خرید و فروخت کی اور ان سے نفع کمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے کہا نعمت سے مراد عافیت ہے، فضل سے مراد تجارت ہے اور سوء سے مراد قتل ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّمۡ یَمۡسَسۡهُمۡ سُوٓءٌ سے مراد ہے کہ انہیں کسی نے تکلیف نہ دی اور اتَّبَعُوۡا رِضۡوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی(2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں پڑھتے تھے اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيۡطٰنُ يُخَوِّفُكُمۡ اَوۡلِيَآءَهٗ)

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ شیطان مومنوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مومنوں کو کفار سے ڈراتا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان تمہاری آنکھوں میں اپنے اولیاء کو بڑا کر کے پیش کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ تمہیں ڈراتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں ابراہیم علیہ السلام سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد شیطان کا خوفزدہ کرنا ہے اور شیطان سے شیطان کا دوست ہی ڈرتا ہے۔

وَلَا يَحۡزُنۡكَ الَّذِيۡنَ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡكُفۡرِ‌ۚ اِنَّهُمۡ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا‌ؕ يُرِيۡدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجۡعَلَ لَهُمۡ حَظًّا فِى الۡاٰخِرَةِ‌ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ لَنۡ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيۡـئًا‌ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۷۷﴾

"اور (اے جان عالم) نہ غم زدہ کریں آپ کو جو جلدی سے کفر میں داخل ہوئے ہیں بے شک یہ لوگ نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لئے ذرا حصہ آخرت (کی نعمتوں سے) اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ بے شک جنہوں نے خرید لیا کفر کو ایمان کے عوض میں ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 122 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی وہ منافق لوگ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد کفار ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا سے مراد منافق ہیں (2)۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

''اور نہ خیال کریں جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو مہلت دے رہے ہیں انہیں یہ بہتر ہے ان کے لئے صرف اس لئے ہم تو انہیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ کرلیں گناہ اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل وخوار کرنے والا''۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابوبکر مروزی نے جنائز میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کوئی بھی انسان نیک ہو یا برا اس کے لئے موت زندگی سے بہتر ہے، اگر نیک ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اگر وہ بدکار ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر مومن کے لئے موت بہتر ہے اور کافر کے لئے موت بہتر ہے جو میری تصدیق نہ کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کافر اور مومن کے لئے بہتر ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کافر جتنا عرصہ زندہ رہتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے اتنا ہی سخت عذاب ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر کسی کے لئے موت بہتر ہے، مومن مرتا ہے تو آرام پاتا ہے، جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1127 (547)، دارالصمیعی الریاض 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1128 (546)

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

”نہیں ہے اللہ تعالیٰ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس حال پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے کہا اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو بتائیں ہم میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ یعنی وہ سعادت مندوں کو بدبختوں سے ممتاز کر دے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زیبا نہیں کہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑے جس گمراہی پر تم ہو یہاں تک کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان جہاد اور ہجرت کے ذریعے الگ کر دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد کے موقع پر ان میں تفریق کر دی۔ یعنی منافقوں کو مومنوں سے الگ کر دیا(3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حَتّٰى يُمَيِّزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ پڑھا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ انہوں نے یاء کو مخففہ اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غیب پر رسول ہی مطلع ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَجْتَبِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے لئے مختص کر لیتا ہے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے يَجْتَبِيْ کا معنی يَسْتَخْلِصُ نقل کیا ہے کہ چن لیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1139 (548)، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

''اور ہرگز نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے لئے بلکہ یہ بخل بہت برا ہے ان کے لئے طوق پہنایا جائے گا انہیں وہ مال جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خبردار ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَّذِيْنَ..... کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے بخل کیا ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں (النساء: 37) اس سے مراد اہل کتاب ہیں وہ خود احکام الٰہی کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کو چھپانے کا حکم دیتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل کیا اور اپنی زکوٰۃ ادا نہ کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مومن اور کافر ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کے مال کو گنجے اژدھا کی شکل دی جائے گی جس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح ہوگا۔ وہ اس کی بانچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، امام نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر وہ آدمی جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 126، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 127 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 126

4۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 508 (1338) دار ابن کثیر دمشق

کے مال کو گنجے سانپ کی شکل میں بدل دیا جائے گا۔ آدمی اس سے بھاگے گا جب کہ وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا۔ وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں یہاں تک کہ وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس آدمی کا مال ہو وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز گنجے سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا جس کے منہ میں زہر کے دو چھالے ہوں گے۔ وہ سر میں ٹونکا مارے گا جو اس کے دماغ تک پہنچے گا۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں وہ اس کی قبر میں اسے ڈسے گا، وہ آدمی کہے گا میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تو سانپ کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو بخل کیا کرتا تھا (2)۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز صاحب مال پر مال گنجے سانپ کی صورت میں مسلط ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب اس نے زکوٰۃ نہ دی ہوگی۔ سانپ اس کا پیچھا کرے گا تو وہ اس سے پناہ چاہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے حجر بن بیان سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کوئی رشتہ دار جب کسی رشتہ دار کے پاس آئے اور اس سے اس مال میں سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہے وہ اس پر بخل کرے قیامت کے روز جہنم سے اس کے لئے ایک سانپ نکلے گا، وہ زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا یہاں تک کہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کوئی آدمی اپنے سردار کے پاس آتا ہے اور اس سے اس مال کا سوال کرتا ہے جو سردار کے پاس ضرورت سے زائد ہوتا ہے مگر وہ سائل کو دینے سے انکار کر دیتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے ایک سانپ منگایا جائے گا جو مال اس نے روکا تھا اسے چٹ کر جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی رشتہ دار کسی رشتے دار کے پاس آتا ہے اس سے وہ مال طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہوتا ہے، وہ سائل پر بخل سے کام لیتا ہے تو اس کے لئے جہنم سے اللہ تعالیٰ ایک سانپ نکالے گا جسے شجاع کہتے ہیں، وہ اپنی زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا پھر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا (5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہوگی اس کا مال سامنے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1129 (549)، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہوگا جب وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا چلتے جاؤ تم نے مجھ میں اللہ کا حق ادا کیا ہوا ہے پھر اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی ہوگی جب بھی وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا تو ہلاک ہو تو نے مجھ میں سے اللہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ مال اس کے لئے ہلاکت کی بددعا کرتا رہے گا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرتا ہے وہ اپنے قریبیوں سے اس حق کو روک لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے تو اس مال کو سانپ بنا دیا جاتا ہے جو اس کا طوق بنا دیا جاتا ہے، وہ سانپ سے کہتا ہے میرا اور تیرا کیا تعلق تو سانپ کہتا ہے، میں تیرا مال ہوں(2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَيُطَوَّقُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اس امر پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ مال لائیں جس سے انہوں نے دنیا میں بخل کیا(4)۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ

''بے شک سنا اللہ نے قول ان گستاخوں کا جنہوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے حالانکہ ہم غنی ہیں ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا نیز قتل کرنا ان کا انبیاء کو ناحق (بھی لکھ لیا جائے گا) اور ہم کہیں گے کہ (اب) چکھو آگ کے عذاب (کا مزہ)۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے کیا دیکھا

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 380 (10657)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1134 (550)، دار الصمیعی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1135 (551)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہودی ایک آدمی کے گرد جمع ہیں جسے فنحاص کہتے ہیں۔ یہ ان کے علماء میں سے تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس اے فنحاص اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو۔ اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جسے تم اپنی کتاب تورات میں پاتے ہو۔ فنحاص نے کہا ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں، اللہ ہمارا محتاج ہے، ہم اس کی بارگاہ میں اس طرح آہ وزاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے سامنے آہ وزاری کرتا ہے، ہم تو اس سے غنی ہیں، اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا، جس طرح تمہارے صاحب کا گمان ہے وہ تمہیں ربا سے منع کرتا ہے اور ہمیں وہ ربا دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے غنی ہوتا تو ہمیں ربا نہ دیتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فنحاص کے منہ پر سخت طمانچہ رسید کیا، فرمایا اے اللہ کے دشمن اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ عہد نہ ہوتا جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے تمہارے ساتھی نے میرے ساتھ کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کس چیز نے تجھے یہ کام کرنے پر برانگیختہ کیا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے بہت گستاخانہ بات کی ہے، یہ گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور وہ غنی ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی وہ اللہ کے حق کی وجہ سے غضب ناک ہو گیا تو پھر میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ فنحاص نے اس بات کا انکار کر دیا کہا میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انہیں جو غصہ آیا تھا اس کے بارے میں وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فنحاص یہودی کی طرف بھیجا تا کہ اس سے مدد طلب کریں اور اسے خط لکھا۔ حضرت ابو بکر صدیق کو فرمایا مجھ پر معاملہ کو درہم برہم نہ کر دینا۔ جب فنحاص نے خط پڑھا تو کہا تمہارا رب تو محتاج ہو گیا ہے۔ حضرت ابو بکر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ بنو قینقاع کے یہودیوں کے ساتھ معاملہ ہوا تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی جو بنو مرثد سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔ آپ نے اس سے گفتگو کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے فنحاص اللہ سے ڈرو، ایمان لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو۔ فنحاص نے کہا اے ابو بکر تم گمان کرتے ہو کہ ہمارا رب فقیر ہے اور وہ ہمارے مال ہم سے قرض لیتا ہے قرض تو محتاج غنی سے لیتا ہے جو تم کہتے ہو، اگر یہ حق ہے تو اللہ تعالیٰ محتاج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر بنی مرثد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 129، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو تھپڑ مارا جس نے یہ کہا تھا وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا ایسی بات کرنے والا یہودی تھا (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں شبل سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فنحاص یہودی تھا اس نے کہا تھا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدہ: 73) اور کہا تھا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (المائدہ: 64) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرۃ: 245) تو یہودی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے اے محمد کیا ہمارا رب محتاج ہے جو اپنے بندوں سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے کہا تھا ہمارا رب ہم سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے، بے شک فقیر غنی سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ سے وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب ان یہودیوں نے اس زمانہ کو نہیں پایا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ان قتل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے عَذَابَ الْحَرِیْقِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں دن میں ستر بار آگ میں جلایا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ کا مطلب یہ ہے کہ جو جرم نہ کرے میں اسے عذاب دینے والا نہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 130 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ تحقیق اللہ نے اقرار لیا ہے ہم سے کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایک قربانی کھالے اس کو آگ۔ آپ فرمائیے آچکے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے بھی دلیلوں کے ساتھ اور اس معجزہ کے ساتھ بھی جو تم کہہ رہے ہو۔ تو کیوں قتل کیا تھا تم نے انہیں اگر تم سچے ہو۔ اگر یہ جھٹلاتے ہیں آپ کو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے جو لائے تھے معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب۔ ہر نفس چکھنے والا ہے موت کو اور پوری مل کر رہے گی تمہیں تمہاری مزدوری قیامت کے دن، پس جو شخص بچالیا گیا آتش (دوزخ) سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر ساز و سامان دھوکہ میں ڈالنے والا''۔

امام ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی صدقہ کرتا، جب اسے قبول کیا جاتا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تو اسے کھا جاتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سے قبل امتوں میں سے جب کوئی قربانی کرتا لوگ نکلتے کہ دیکھیں کیا قربانی قبول ہوئی یا نہیں، اگر قربانی قبول ہوتی تو آسمان سے سفید آگ آتی جو قربانی کو کھا جاتی، اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو آگ نہ آتی۔ لوگ پہچان جاتے کہ قربانی قبول نہیں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اہل کتاب نے آپ سے سوال کیا کہ قربانی کریں تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، مقصود انہیں خاموش کرانا اور عار دلانا تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اگر تم قربانی کرو جسے آگ کھا جائے تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے ورنہ آپ نبی نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک انسان کے خون میں شریک ہو جاتا ہے جب کہ اس انسان کو اس کی پیدائش سے پہلے قتل کیا گیا ہوتا ہے پھر امام شعبی نے یہ آیت تلاوت کی۔ اس زمانہ کے لوگوں کو ان کا قاتل قرار دیا گیا جب کہ ان کی پیدائش سے سات سو سال پہلے انہیں قتل کر دیا گیا تھا لیکن ان لوگوں نے کہا ان لوگوں نے انہیں حق اور سنت کے مطابق قتل کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَاۤ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء معجزات لاتے اور بعض رسولوں کی نبوت کی علامت یہ ہوتی کہ ان میں سے کوئی ایک گائے کا گوشت اپنے ہاتھ پر رکھتا۔ آسمان سے آگ آتی تو اسے کھا جاتی تو اللہ

تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَإِنْ كَذَّبُوكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے جھوٹ بولا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے نبی کو اذیت دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وہ اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ بینات سے مراد حرام وحلال، زبر سے مراد انبیاء کی کتابیں اور کتاب منیر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چیز کوئی گناہ بڑھا دیا جاتا ہے جب کہ وہ ایک ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور دلاسہ دینے والے آتے ان کے پاس کوئی آتا وہ اس کی آواز سنتے لیکن اس کی ذات نہ دیکھتے اس نے کہا اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ اللہ کی رضا کی خاطر ہر مصیبت پر صبر ہے، اس کے ہاں ہر ہلاک ہونے والی چیز کا نائب ہے، جو چیز فوت ہو جائے اس کے تدارک کی صورت ہے۔ پس اللہ پر ہی اعتماد کرو، اسی سے امید رکھو کیونکہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا وفیہا سے بہتر ہے چاہو تو یہ پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر آپ نے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ کی تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح جانا اور شام کو واپس لوٹنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں کسی کی کمان کے درمیان کے فاصلہ کے برابر کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں جو آدمی جنت میں داخل ہوگا اسے اتنا نور دیا جائے گا جتنا وہ گھسٹتا ہے یہاں تک کہ پل صراط سے تجاوز کر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنْ زُحْزِحَ کا یہی مطلب ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ پسند کرے کہ اسے جہنم کی آگ سے دور رکھا جائے اور اسے جنت میں داخل کیا جائے تو وہ اپنی موت کو یوں پائے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے پاس وہی چیز لائے جو وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے پاس لائیں (2)۔

---

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 327 (3170)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت

www.NafseIslam.com

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَقَدْ فَازَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ سعادت مند ہوا اور کامیاب ہو گیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبداللہ بن رواحہ کا قول نہیں سنا۔

وَعَسَى اَنْ اَفُوْزَ ثمت اَلْقَى حُجَّةً اَتَّقِي بِهَا الفِتَانَا

ممکن ہے میں نجات پا جاؤں پھر میں ایسی دلیل پاؤں جس کے ذریعے فتنوں سے بچ جاؤں۔

امام ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے متاع الغرور کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ دنیا کی زندگی چرواہے کے زاد راہ کی طرح ہوتی ہے کہ کھجوروں کی ایک مٹھی یا تھوڑا سا آٹا اسے زاد راہ دیا جاتا ہے جس کو کھا کر وہ دودھ پی لیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ متروک سامان ہے، اللہ کی قسم ممکن ہے یہ لوگوں سے کم ہو جائے، اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اس سامان سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑ و اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

"یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور یقیناً تم سنو گے ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت باتیں اور اگر تم (ان دل آزاریوں پر) صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کیا کہ وہ انہیں آزمائے گا وہ دیکھے گا وہ دین پر کیسے صبر کرتے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے زہری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد کعب بن اشرف ہے وہ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکوں کو حضور ﷺ اور مومنوں پر حملہ آور ہونے پر بھڑکاتا تھا، حضور ﷺ اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا(3)

امام ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاری ہیں۔ مسلمان یہودیوں سے یہ بات سنتے تھے کہ عزیر بن اللہ اور نصاری سے سنتے تھے المسیح بن اللہ۔ مسلمانوں کو ان کی وجہ سے جنگوں کا سامنا کرنا پڑتا اور مسلمان یہ بھی سنتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور جس کا تمہیں حکم دیا وہ قوی ہے(4)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 133، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کی اذیتوں پر صبر کریں، وہ کہتے تھے اے اصحاب محمد تم کچھ بھی نہیں ہو، ہم تم سے اللہ کے ہاں بہتر ہیں، تم گمراہ ہو۔ تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم اپنا کام جاری رکھو اور صبر کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے اس اذیت پر صبر کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سے ہے یعنی یہ ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ٛ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

”اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو تو (الٹا) انہوں نے پھینک دیا اس وعدہ کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انہوں نے خرید لی اس کے عوض تھوڑی سی قیمت سو بہت بری ہے وہ چیز جو وہ خرید رہے ہیں“۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو حکم دیا تھا کہ وہ نبی امی کی اتباع کریں جو اللہ اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے۔ فرمایا اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، فرمایا میرے وعدے کو پورا کرو، میں تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کروں گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو حکم دیا آپ کی تصدیق کرو، تم میرے پاس وہ پاؤ گے جو تم پسند کرتے ہو (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ بن وقاص رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے تورات اور انجیل میں ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو تم اپنی کتابوں تورات وانجیل میں لکھا پاتے ہو تو وہ اسے پس پشت ڈال دیتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں اور ہ ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

WWW.NAFSEISLAM.COM

پختہ وعدہ لیا کہ وہ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کے اوصاف واضح کریں گے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا جو آدمی علم حاصل کرے اسے لوگوں کو بھی سکھائے، علم چھپانے سے بچو کیونکہ علم چھپانا ہلاکت ہے، جس چیز کا علم نہ ہو اس میں تکلف سے کام نہ لے، خطرہ ہے کہ وہ دین سے ہی خارج ہو جائے جب کہ وہ تکلف کر رہا ہو گا، یہ بات کہی جاتی ہے ایسا علم جس کا اظہار نہ کیا جائے اس کی مثال اس خزانے جیسی ہے جس سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا۔ وہ حکمت جو ظاہر نہ کی جائے اس کی مثال بت جیسی ہے جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حکمت آموز باتوں میں سے یہ بات کہی جاتی ہے ایسے عالم کو مبارک ہو جو علم کا اظہار کرتا ہے اور اس سننے والے کے لئے مبارک ہو جو یاد رکھتا ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جو علم سیکھتا ہے پھر کسی اور کو سکھاتا ہے، اسے خرچ کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ ہے وہ آدمی جو بھلائی کی بات سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے اور اس سے نفع اٹھاتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں قوم کے پاس آیا اس قوم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی تھے کہا تمہارا بھائی کعب تمہیں سلام کہتا تھا اور تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ یہ آیت وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ تمہارے بارے میں نہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا تو بھی جا کر اسے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہ آیت نازل ہوئی جب کہ وہ یہودی تھے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ عبداللہ کے اصحاب اسے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِيْثَاقَهُمْ پڑھتے تھے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کی یہ تفسیر بیان کرتے تھے کہ وہ حق بات کہیں اور عمل سے اس کی تصدیق کریں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے پڑھتے تھے اور عمل میں اسے پس پشت ڈال دیتے تھے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وعدہ کو پھینک دیا (7) ابن جریر نے سدی سے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے طمع کرتے ہوئے اپنایا اور حضور ﷺ کے نام کو چھپایا (8) کہا انہوں نے چھپایا اور اسے بیچا اور قیمت کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہ کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے تورات کو بدل دیا (9)۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136
6۔ ایضاً　7۔ ایضاً　8۔ ایضاً　9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے وعدہ نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں بیان نہ کرتا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے اگر وہ میثاق نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا ہے تو میں تمہیں زیادہ تر باتیں نہ بتاتا جو تم مجھ سے پوچھتے ہو۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

''ہرگز آپ یہ خیال نہ کریں کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پر اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انہوں نے کیے ہی نہیں تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں عذاب سے ان کے لئے ہی تو دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔

امام بخاری، امام مسلم، امام احمد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نقل کی ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ، ان سے کہو اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے کئے پر خوش ہو اور جو اس نے عمل نہیں کیا اس پر تعریف پسند کرے تو اسے عذاب ہوگا تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا؟ حضرت عباس نے فرمایا تمہارا اس آیت سے کیا تعلق۔ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 187 اور یہ آیت تلاوت کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک چیز پوچھی تو انہوں نے اسے چھپایا اور اس کے برعکس کوئی اور چیز بتائی۔ وہ نکلے ظاہر یہ کر رہے تھے کہ آپ نے ان سے جو پوچھا تھا وہی انہیں بتایا اور اس پر تعریف کے طالب ہوئے اور جو پوچھا گیا تھا اس کے چھپانے پر خوش ہوئے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ منافق گھروں میں بیٹھے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ پر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس گھروں میں بیٹھنے پر خوش ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے معذرت پیش کی اور قسم اٹھائی اور خواہش کی کہ جو عمل انہوں نے کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حدیج اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما مروان کے پاس

بیٹھے ہوئے تھے جب کہ وہ مدینہ کا امیر تھا۔ مروان نے کہا اے رافع یہ آیت (مذکورہ) کن کے بارے میں نازل ہوئی۔ رافع نے کہا یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے ساتھ جانے سے معذرت کی۔ کہنے لگے ہمیں مصروفیات نے آپ کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہم پسند کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ گویا مروان نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ رافع اس سے گھبرا گیا۔ زید بن ثابت سے عرض کیا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو میں نے کہا کیا آپ اسے جانتے ہیں، حضرت زید نے فرمایا: ہاں۔ جب دونوں مروان کے پاس نکلے حضرت زید نے اس سے فرمایا کیا تم میری تعریف نہیں کرو گے کہ میں نے تیرے حق میں گواہی دی تو رافع نے عرض کی میں آپ کی تعریف کرتا ہوں کیونکہ آپ نے حق کی گواہی دی۔ حضرت زید نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کہنے والے کی تعریف فرمائی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہا یہ منافق نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں اگر آپ جہاد کے لئے نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکلیں گے۔ جب نبی کریم ﷺ نکلے تو یہ گھروں میں بیٹھ گئے اور انہوں نے جھوٹ بولا اور اس پر وہ خوش ہوئے اور اسے وہ حیلہ خیال کرتے جو انہوں نے اپنایا (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں۔ جو دنیا پانے پر خوشی کا اظہار کرتے کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے گمراہی کو مزین کر کے پیش کرتے۔ وہ یہ پسند کرتے کہ لوگ انہیں علماء کہیں جب کہ وہ اہل علم نہ تھے۔ لوگوں کو ہدایت اور خیر پر برانگیختہ نہ کرتے جب کہ یہ پسند کرتے کہ لوگ یہ کہیں کہ انہوں نے یہ عمل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں ان پر کتاب نازل کی گئی۔ انہوں نے ناحق فیصلے کیے اور احکام الٰہی میں تحریف کر دی، یہ عمل کرتے خوش ہوتے اور انہوں نے یہ بھی پسند کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے۔ وہ اس بات پر بھی خوش ہوتے کہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ پر آنے والی وحی کا انکار کیا جب کہ وہ یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ جو لوگ حضرت محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز اور روزے سے نہیں رکھے۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے وہ یہ گمان نہ کریں گے کہ وہ جہنم سے بچ جائیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ کون سے یہودی تھے جنہوں نے ایک دوسرے کو لکھا تھا کہ حضرت محمد ﷺ نبی نہیں، اپنے کلمہ پر اکٹھے رہو، اپنے دین اور اپنے پاس موجود کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو ان یہودیوں نے اسی طرح کیا، اس پر خوش ہوئے اور حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ کفر کرنے پر بھی خوش ہوتے (4)۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور ﷺ کے نام کو چھپایا جب سب نے اس امر پر اتفاق کیا تو اس پر خوش ہوئے۔ ساتھ ہی وہ اپنا تزکیہ کرتے تھے اور کہتے تھے ہم روزہ، نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور ہم حضرت ابراہیم کے دین کے پیروکار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم حضرت محمد ﷺ کا نام جو چھپاتے ہو، اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہو اور یہ پسند کرتے ہو کہ عرب تمہاری پاکیزگی پر تمہاری تعریف کریں جب کہ تم ایسے نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا نام چھپاتے اور یہ اعلان کرتے کہ ہم حضرت ابراہیم کے دین پر ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی اس بات پر خوش تھے کہ کتاب کے تبدیل کرنے پر لوگ خوش ہیں اور اس پر ان کی تعریف کرتے ہیں تو یہودیوں کا مالک نہیں اور تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جو عطا فرمایا اس پر خوش ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ خیبر کے یہودی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ حضور ﷺ جو پیغام حق لائے ہیں۔ یہ اس پر راضی ہیں، وہ آپ کی اتباع کرنے والے ہیں جب کہ وہ گمراہی کو پکڑنے والے تھے۔ انہوں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا حضور ﷺ ان کی اس پر بھی تعریف کریں (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل خیبر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے ہم آپ کی رائے پر ہیں اور ہم آپ کے حمایتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلا دیا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ہم نے دین کو قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ جو انہوں نے عمل کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے۔

امام مالک، ابن سعد اور بیہقی نے دلائل میں حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ ثابت بن قیس نے کہا یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے میں ہلاک ہونے والا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے کہ ہم پسند کریں کہ ہماری ایسے عمل پر تعریف کی جائے جو ہم نے نہ کیا ہو جب کہ میں تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکبر سے منع کیا

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 137 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138 | 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً | 6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 429 (497) بیروت

ہے، میں جمال کو پسند کرتا ہوں، ہمیں منع کیا گیا کہ ہم اپنی آواز آپ کی آواز سے بلند کریں جب کہ میری آواز بلند ہے۔ فرمایا اے ثابت کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اچھی زندگی گزارے، شہادت کی موت مرے اور جنت میں داخل ہو۔ انہوں نے اچھی زندگی گزاری۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سب نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خوف لاحق ہوا ہے پھر مکمل روایت ذکر کی۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جو بڑے عبادت گزار اور فقیہ تھے بادشاہ ان کے پاس حاضر ہوتے ان علماء نے انہیں رخصتیں دیں اور بادشاہوں نے انہیں عطیات دیئے۔ علماء اس بات پر خوش تھے کہ بادشاہوں نے ان کی بات مانی ہے اور انہیں عطیات دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا کیا آپ جھکیں گے نہیں تا کہ ہم آپ کی پشت پر سوار ہو جائیں۔ فرمایا شاید آپ عراضین میں سے ہو جائیں پوچھا عراضون کون ہیں؟ اس نے کہا جو یہ پسند کرتے ہیں جو انہوں نے عمل نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے، جب تیرے سامنے حق پیش کیا جائے اس کا قصد کر اور باقی سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے فلا یحسبنهم نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فلا یحسبنهم کو سین کے کسرہ اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے صفازة کا معنی منجاة کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن زید سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

**اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾**

''بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کون سے معجزات لائے تھے؟ انہوں نے کہا عصا، ید بیضاء، نصاریٰ کے پاس آئے، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کس شان کے ساتھ آئے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی جلد 6، صفحہ 355، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

انہوں نے کہا وہ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ کہنے لگے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا کو سونا بنا دے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی تا کہ وہ اس میں غور و فکر کریں (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے پاس رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ نصف رات ہو چکی تھی یا اس سے کم یا زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ پھر آپ بیدار ہوئے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ نیند کے آثار کو دور کرنے لگے۔ پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ انہیں ختم کیا (2)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، طبرانی اور حاکم نے کنی میں اور بغوی نے معجم صحابہ میں حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، اس رات آپ کی نماز لیٹ ہوگئی۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ سو گئے۔ جب نصف رات ہو چکی، آپ بیدار ہوئے اور آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر آپ نے مسواک کیا وضو فرمایا اور گیارہ رکعت نماز ادا فرمائی۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

"وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار، پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز منادی کرنے والا ندا کرے گا اولو الالباب کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے تم کن اولو الالباب کا ارادہ کرتے ہو تو وہ اس آیت کی تلاوت کرے گا، ان کے لئے جھنڈا باندھا جائے گا، قوم ان کے جھنڈے کے پیچھے پیچھے چلے گی اور وہ ان لوگوں کو کہے گا، اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ یہ نماز کے بارے میں حکم ہے، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز نہ

---

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 12 (12322)، بغداد

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 657، وزارت تعلیم اسلام آباد

WWW.NAFSEISLAM.COM

پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے، اگر وہ بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے (1)۔

امام حاکم نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں بواسیر کی تکلیف تھی تو حضور ﷺ نے انہیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا (2)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بواسیر کی تکلیف تھی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو (3)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کی نماز کے بارے میں پوچھا جب کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی وہ افضل ہے، جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لئے کھڑے ہونے والے کے اجر سے نصف اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی، اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ہوگا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد نماز اور غیر نماز میں اللہ کا ذکر اور قرآن پڑھنا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہا اے ابن آدم یہ سب تیرے حالات ہیں، اللہ کا ذکر کرو اس حال میں کہ تم کھڑے ہو، اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر اس کا ذکر کرو اگر اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی اور تخفیف ہے (6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں سے کوئی بندہ اس وقت تک کثرت سے ذکر کرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹ کر کرے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ، اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے جب کہ صحابہ غور وفکر کر رہے تھے۔ فرمایا اللہ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو بلکہ اس کی مخلوق میں غور وفکر کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو غور وفکر کر رہے تھے تو فرمایا مخلوق میں غور وفکر کرو خالق میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت عثمان بن ابی دہرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضور ﷺ صحابہ

---

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 212 (9034) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 328 (3172)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، باب تقصیر الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 376 (1066) دار ابن کثیر دمشق

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 375 (1064) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 140 مصر، 6۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ خاموش بیٹھے تھے، بات چیت نہیں کر رہے تھے۔ فرمایا تم بولتے کیوں نہیں؟ عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح کرو، اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر چیز میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے التفکر میں، ابن منذر، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابن مردویہ، اصبہانی نے ترغیب میں اور ابن عساکر نے حضرت عطا رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں سے سب سے عجیب عمل جو تم نے دیکھا ہے وہ مجھے بتایئے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا عمل عجیب نہیں تھا، ایک رات آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے لحاف میں داخل ہوئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ آپ اٹھے وضو فرمایا پھر نماز پڑھنا شروع کی، روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر گرتے رہے پھر آپ نے رکوع کیا تو آپ روتے رہے پھر سجدہ کیا تو آپ روتے رہے پھر سر اٹھایا تو آپ روتے رہے، آپ یونہی نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے، نماز کے لئے بلایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلے پچھلے گناہوں سے محفوظ فرما دیا ہے۔ تو فرمایا کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا اس پر افسوس جس نے اس آیت کو پڑھا مگر غور وفکر نہ کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے التفکر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسے مرفوع ذکر کیا جس نے سورۂ آل عمران کو پڑھا، اس میں غور وفکر نہ کیا تو اس کے لئے ہلاکت ہے۔ پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ دس کو شمار کیا۔ اوزاعی سے کہا گیا اس میں غور وفکر کی غایت کیا ہے فرمایا انہیں پڑھے تو ان کا معنی سمجھتا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں بلکہ کئی صحابہ سے یہ روایت سنی ہے وہ فرماتے ایمان کی ضیاء اور اس کا نور غور وفکر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زید اور ابن منذر نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ام درداء سے سوال کیا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کون سی ہے؟ فرمایا غور وفکر اور عبرت حاصل کرنا۔

امام ابو الشیخ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ایک لمحہ کی سوچ وبچار ساری رات قیام

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرنے سے بہتر ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے(1)۔

امام دیلمی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رات اور دن کے پھرنے میں ایک لمحہ کی سوچ و بچار اسی سال کی عبادت سے بہتر ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لمحہ کا غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

امام ابوالشیخ اور دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی آسمان اور ستاروں کی طرف دیکھ رہا ہو اور کہے اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تیرا ایک پیدا کرنے والا رب ہے، اے اللہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے پس اسے بخش دیتا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿١٩٤﴾

”اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اے ہمارے رب! بے شک سنا ہم نے منادی کرنے والے کو کہ بلند آواز سے بلاتا تھا ایمان کی طرف (اور کہتا تھا) کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے مالک! پس بخش دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور (اپنے کرم سے) موت دے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں جو وعدہ کیا تو نے ہمارے ساتھ اپنے رسولوں کے ذریعہ اور نہ رسوا کر ہمیں قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا“۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں کہا کرتے تھے اللہ کا بڑا نام رب رب ہے۔

---

1۔ مسند الفردوس، جلد 2، صفحہ 71 (2405) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 70 (2397)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَنۡ تُدۡخِلِ کا معنی ہے جسے تو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جنہیں جہنم سے نہیں نکالا جائے گا (2)۔

امام ابن جریر اور حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک عمرہ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور عطاء ان کے پاس گئے۔ میں نے ان سے اس آیت وَ مَا هُمۡ بِخٰرِجِیۡنَ مِنَ النَّارِ (البقرۃ: 167) کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ اس سے مراد کافر ہیں۔ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس آیت اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جب وہ کسی کو آگ سے جلائے تو اس نے اسے رسوا نہیں کیا رسوا کرنا اس سے کم درجے کا عذاب ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ کی تفسیر پوچھی تو فرمایا یہاں منادی سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور خطیب نے متفق ومفترق میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں منادی سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ تمام لوگ حضور ﷺ کے ارشاد کو (براہ راست) نہیں سنتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے انہوں نے اللہ کی دعوت کو سنا، انہوں نے جواب دیا، اس میں احسان کیا اور اس پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور جنوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا۔ جہاں تک مومن جن کا تعلق ہے اس نے کہا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا (الجن: 1) انسانوں میں سے مومن نے کہا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ تمہارے ساتھ پورا کیا جائے گا (8)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ کا معنی ہے ہمیں قیامت کے روز رسوا نہ کرنا اور جس نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہے اس سے تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں۔ تو ان کے رب نے جواب دیا جو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے ہیں یعنی اہل توحید اور اہل اخلاص میں سے ہیں انہیں قیامت کے روز ذلیل ورسوا نہیں کروں گا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 142 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی اور رسوائی انسان کو اس حد تک پہنچے گی کہ وہ آرزو کرنے لگے گا کہ اسے جہنم میں پھینکنے کا ہی حکم دے دیا جائے (1)۔

امام ابو بکر شافعی نے رباعیات میں حضرت ابو قرصافہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ قیامت کے روز ہمیں ذلیل نہ کرنا اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں تشہد سے فارغ ہو تو کہے اے اللہ جو میں بھلائی جانتا ہوں اور جو بھلائی نہیں جانتا میں اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو میں برائی جانتا ہوں یا جو نہیں جانتا سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا نیک لوگوں نے تجھ سے سوال کیا اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے نیک لوگوں نے تیری پناہ چاہی۔ پھر آپ نے رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً (البقرہ: 201) پڑھی کہا۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پھر مذکورہ آیت کی دعا پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ مستحب ہے کہ فرض نمازوں میں قرآن کی دعائیں پڑھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں دعاء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بہترین دعا وہ ہے جو قرآن کے موافق ہو (4)۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَسْقَلَانُ اَحَدُ الْعَرُوْسَیْنِ عسقلان دولہا دولہن میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ستر ہزار افراد کو حساب کے بغیر بھیجے گا جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پچاس ہزار شہداء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وفد کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ ان میں شہداء کی کئی صفیں ہوں گی جن کے سر ان کے ہاتھوں میں خون بہا رہے ہوں گے، ان کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی، وہ کہہ رہے ہوں گے رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا، نہر بیضہ میں غسل کرو تو اس سے سفید ہو کر نکلیں گے، جنت میں جہاں چاہیں گے گھومتے پھریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 187 (1770) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 264 (3025) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3034) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3038)

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

"تو قبول فرمالی ان کی التجا ان کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمہارا جز ہے بعض کی، تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لئے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹا دوں گا ان (کے نامہ اعمال) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزاء ہے (ان کے اعمال حسنہ کی) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے"۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کہ میں یہ نہیں سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے میں عورتوں کا بھی ذکر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو انصار نے کہا یہ وہ پہلی عورت ہے جو ہم پر سبقت لے گئی ہے (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رویت نقل کی ہے آخری نازل ہونے والی آیت یہ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اختتام تک نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی بندہ تین دفعہ یارب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے حضرت حسن بصری کے سامنے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتا رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا (آل عمران: 193) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مہاجروں کو ہر اعتبار سے گھروں سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں جانے والی پہلی جماعت ان فقراء و مہاجرین کی ہوگی جن کے ذریعے مصائب سے بچا جاتا تھا۔ جب انہیں حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے، اگر ان میں سے کسی کو سلطان سے حاجت ہوتی تو وہ پوری نہ ہوتی وہ مر جاتا مگر اس کی خواہش اس کے سینے میں ہوتی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جنت کو بلائے گا تو وہ زیب و زینت کے ساتھ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، انہیں شہید کیا گیا اور میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں اور میری راہ میں انہوں نے جہاد کیا؟ تم جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ بغیر کسی حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے آئیں گے، وہ سجدہ کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم صبح و شام تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1136 (552) دار الصمیعی الریاض

نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں۔ ہر دروازے سے ان پر فرشتے داخل ہوں گے اور یوں سلام کریں گے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:24)(1)

امام حاکم نے اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے کون سی جماعت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا مہاجر۔ وہ قیامت کے روز جنت کے دروازے کے پاس آئیں گے، اسے کھلوانا چاہیں گے۔ جنت کے داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب وکتاب لے لیا گیا ہے تو یہ کہیں گے کس قسم کا حساب؟ اللہ کی راہ میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر تھیں یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ تو ان کے لئے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے وہ چالیس سال تک جنت میں آرام کریں گے(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سامنے ایک آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ بلال ہے۔ میں وہاں سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اکثر جنتی مہاجر فقراء اور مسلمانوں کے بچے ہیں۔ میں نے اغنیاء اور عورتوں میں سے کم کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے کہا گیا جہاں تک اغنیاء کا تعلق ہے ان کا دروازے پر حساب وکتاب ہو رہا ہے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے انہیں دو چیزوں نے جنت سے غافل کر دیا ہے سونا اور ریشم۔

امام احمد نے حضرت ابوالصدیق رحمہ اللہ سے اس نے اصحاب نبی سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رویت نقل کی ہے کہ مومن فقراء اغنیاء مومنوں سے چار سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ غنی مومن کہے گا کاش میں بھی فقیر ہوتا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ان کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جب کوئی مصیبت و آزمائش کا وقت ہوتا تو یہ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے، جب مال غنیمت حاصل کرنے کا وقت ہوتا تو دوسرے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے، دوسری قسم کے لوگوں کو دروازوں سے دور رکھا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سعید بن عامر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان فقراء جنت میں اغنیاء سے پچاس سال پہلے داخل ہوں گے یہاں تک کہ کوئی غنی آدمی ان کی جماعت میں داخل ہوگا اس کا ہاتھ پکڑ لیا جائے گا اور اسے باہر نکال دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس امت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟ وہ سامنے آجائیں گے۔ کہا جائے گا تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمیں آزمائش میں ڈالا گیا تو ہم نے صبر کیا۔ تو اسے خوب جانتا ہے، اموال اور حکومت پر تو نے غیر کو والی بنایا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144، مصر 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 80 (2389) دار الکتب العلمیہ بیروت

انہیں کہا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو باقی لوگوں سے ایک زمانہ پہلے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ صاحب مال اور صاحب اقتدار لوگوں پر حساب کی شدت باقی رہے گی۔ پوچھا گیا اس روز مومن کہاں ہوں گے؟ فرمایا ان کے لئے نور کی کرسیاں رکھی جائیں گی ان پر سایہ کیا جائے گا، ان کے لئے وہ دن، دن کی ایک ساعت سے بھی چھوٹا ہوگا واللہ اعلم۔

امام ابن ابی حاتم نے شداد بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اس پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن پر زیادتی نہیں کرتا۔ جب تم میں سے کسی پر کوئی ایسی چیز آئے جو پسندیدہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾

"(اے سننے والے!) نہ دھوکہ میں ڈالے تجھے چلنا پھرنا ان کا جنہوں نے کفر کیا ملکوں میں۔ یہ لطف اندوزی تھوڑی مدت کے لئے ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ لیکن وہ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہوں گے رواں ہوں گی ان کے نیچے ندیاں (وہ متقی) ہمیشہ رہیں گے ان میں یہ تو مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو (ابدی نعمتیں) اللہ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں نیکوں کے لئے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے کہ رات اور دن کا ان پر پھرنا اور نعمتوں کا حاصل ہونا کفار کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ عکرمہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہنم کتنی بری منزل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد ان کا سفر کرنا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ نہ دے سکے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا کوئی حکم ان کے سپرد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حال پر ان کو قبض کر لیا(2)۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ابرار اس لیے فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے آباء اور اولاد سے نیک سلوک کیا جس طرح تیرے والد کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیرے بیٹے پر بھی تیرا حق ہے(3) ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع روایت نقل کی ہے جب کہ پہلی تعبیر زیادہ صحیح ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابرار سے مراد وہ لوگ ہیں جو اولاد کو اذیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145، مصر 2۔ ایضاً 3۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 190 (94)، مصر قاہرہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

نہیں دیتے۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابرار سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہیں (1)۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

''اور بے شک بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی (اور نیاز مندی) کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا حقیر قیمت پر، یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے''۔

امام نسائی، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایک حبشی پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا باہر نکلو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضور ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے چار تکبیرات پڑھیں۔ فرمایا یہ اصحمہ نجاشی ہے۔ منافقوں نے کہا اسے دیکھو۔ ایک نصرانی آدمی کا نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ ہم نے تو پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی اور ان صحابہ کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے نجاشی کے لئے دعائے استغفار کی، اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جب آپ کو اس کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو جو ایک شہر میں فوت ہوا ہے۔ منافقوں نے کہا ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو ان کے دین کا پیروکار بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس نوجوان کے لئے دعائے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 146 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

نماز جنازہ پڑھی حضرت نجاشی کا وصال حبشہ میں ہوا تھا وہاں ان کی نماز جنازہ کا کوئی اہتمام ممکن نہ تھا اس لئے سرور دو عالم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام فرمایا نیز علماء نے تصریح کی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے لوگوں کے لئے میت غائب تھی جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھی اس لئے صحابہ کے لئے نماز جنازہ غائبانہ تھا جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھا۔

مزید برآں نماز فرض کفایہ ہے اور ہمہ وقت کسی نہ کسی جگہ مسلمانوں کی اموات ہوتی رہتی ہیں اسے اگر غائبانہ نماز جنازہ کو معمول بنا جائے گا تو تنگی کی کیفیت پیدا ہوگی اور اس پر قائم رہنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ ترجمہ (ترح فتح القدیر جلد 2، صفحہ 118، دارالفکر فصل فی الصلاۃ علی المیت) تو منافقوں نے آپ پر طعن کیا انہوں نے کہا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے جب کہ نجاشی آپ کے دین پر نہ تھا تو یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے یہ بھی کہا اس نے آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی کیونکہ درمیان میں سمندر حائل ہیں تو یہ آیت فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرۃ: 115) نازل ہوئی۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا دوسرے لوگوں نے کہا یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور دوسرے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت وحشی بن حرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ، ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں جب کہ وہ کافر مرا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتے پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے یہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے مسلمان ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے موجود تھے اور جنہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۠ ﴿۲۰۰﴾

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمربستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 146، مصر

2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 136 (361) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبرانی، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147

4۔ ایضا، جلد 4، صفحہ 146

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مبارک، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت داؤد بن صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ نماز کے بعد نماز کا انتظار ہوتا (1)۔

امام ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے، فرمایا اے بھتیجے جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں ہوتا تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ یہ آیت اس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جو مسجدیں آباد کرتے، اپنے اپنے اوقات میں نماز پڑھتے، پھر مساجد میں ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں پر صبر کرو، اپنے آپ اور اپنی خواہشات پر قابو رکھو، مساجد میں ہی رہو، اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں تعلیم دی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے فرمایا کیا تمہیں اس چیز کے جاننے میں خواہش ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور اجر کو بڑھاتا رہتا ہے؟ ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی حالت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا کا یہی معنی ہے یہی مساجد میں رباط ہے۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (3)۔

امام ابن جریر نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، عبدالرزاق، امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ابی حاتم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسی باتیں نہ بتاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہاری

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

WWW.NAFSEISLAM.COM

خطائیں معاف کردے اور تمہارے درجات بلند کردے؟ وہ مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوغسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مسجد میں رہنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگ دین کے معاملات میں صبر کریں، اسے سختی، نرمی، خوش حالی اور تنگ دستی کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ اور انہیں حکم دیا کہ کفار کے مقابلہ میں صبر کریں اور مشرکوں کی تاک میں رہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اپنے دین کے معاملہ میں صبر کرو، جو تم نے وعدہ کیا ہوا سے پورا کرو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کی تاڑ میں رہو یہاں تک کہ وہ اپنا دین تمہارے دین کو اپنا کر چھوڑ دے، میرے اور تمہارے درمیان جو معاملات ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو تا کہ تم جب کل مجھے ملو تو تم کامیاب ہو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں صبر کرو، گمراہوں کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے دشمن کی تاڑ میں رہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جہاد پر صبر کرو، دشمن کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اپنے دین پر ہمیشگی اختیار کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مصیبت کے وقت صبر کرو، نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرائض پر صبر کرو، نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہو اور اس نے جو تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے ان پر کمربستہ رہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صبر کرو، اللہ کے دشمن کا مقابلہ کرو اور اللہ کی راہ میں ڈٹ جاؤ۔

امام ابونعیم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے مومنو! پانچ نمازوں کی ادائیگی میں صبر کرو، دشمنوں سے تلوار کے ساتھ جنگ کرنے میں ڈٹ جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 5 (4205)، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوعبید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں رومیوں کے لشکر اور ان سے خطرات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا امابعد جب بھی بندۂ مومن پر کوئی سختی آتی ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے، ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت لکھی (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن بھی دشمن کی تاڑ میں رہنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں دشمنوں کی تاڑ میں رہتا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ آدمی قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے (3)۔

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک دن اور رات دشمن کی تاڑ میں رہنا ایک ماہ کے روزوں اور اس کے قیام سے بہتر ہے اگر اسی حالت میں وہ آدمی فوت ہو گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، وہ شیطان سے امن میں رہے گا۔ طبرانی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ قیامت کے روز اسے شہید اٹھایا جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے ایک ماہ تک سرحدوں کی حفاظت ایک زمانہ تک کے روزوں سے بہتر ہے جو آدمی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ فزع اکبر سے محفوظ ہوگا، اسے رزق اور جنت کی خوشبو دی جائے گی، سرحدوں کی حفاظت کا عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے روز اسے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا (5)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کا یہ عمل ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کی راہ میں دشمن سے نگہبانی کرنے کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور قیامت تک اس کا رزق جاری رہتا ہے (6)۔

امام احمد نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمانوں کے ساحلوں کی تین دن تک نگہبانی کی یہ ایک سال تک سرحدوں کی نگہبانی کے قائم مقام ہو جائے گی۔

---

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148، مصر

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فضل المرابط جلد 7، صفحہ 120 (1664) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 41 (4287) باب المرابط فی سبیل اللہ

4۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 52 (1913) دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ مجمع الزوائد جلد 5، صفحہ 528 (9554) دارالفکر بیروت

6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 18، صفحہ 256 (641) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل صالح جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، اسے شیطان سے امن ہوگا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے فزع سے محفوظ اٹھائے گا (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والا اگر اپنی چوکی میں فوت ہوا تو اس کا عمل قیامت تک لکھا جاتا رہے گا، اسے غذا دی جائے گی اور جنت کی خوشبو نصیب ہوگی، اس کی ستر حوروں سے شادی کی جائے گی، اسے کہا جائے گا یہاں ٹھہر و لوگوں کی شفاعت کرو یہاں تک کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔

امام طبرانی نے ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں کوئی کجی نہیں واثلہ بن اسقع سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے اچھا طریقہ شروع کیا تو اسے اس کا اجر اس کی زندگی اور اس کی زندگی کے بعد بھی ملتا رہے گا یہاں تک کہ اس عمل کو چھوڑ دیا جائے جس نے برا طریقہ شروع کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا جائے جو آدمی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اسے قیامت کے روز اٹھایا جائے (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ایک رات سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ مقصود مسلمانوں کی نگہبانی ہوتی ہے تو اسے پیچھے رہنے والے روزے داروں اور نمازیوں کا ثواب ملتا ہے (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں کوئی حرج نہیں وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو ایک آدمی بھی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل کر دیتا ہے یہ خندق سات زمینوں اور آسمانوں کے برابر ہوگی (4)۔

امام ابن ماجہ نے کمزور سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کی سرحد کی نگہبانی کی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو جب کہ یہ عمل رمضان شریف کے علاوہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سو سال کے روزوں اور اس کی عبادتوں سے افضل ہے اور رمضان شریف میں ایک دن سرحدوں کی نگہبانی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو تو یہ اللہ کے ہاں دو ہزار سالوں کے روزوں اور عبادتوں سے افضل ہے، اگر اللہ تعالیٰ اسے گھر والوں کی طرف صحیح و سالم لوٹا دیتا ہے تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا، اس

---

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الجہاد، جلد 3، صفحہ 348 (2827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 410 (772)، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، باب الجہاد، جلد 5، صفحہ 527 (9499) 4۔ ایضاً (9500)

کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور قیامت تک سرحدوں کی نگہبانی کے عمل کا اجر اس کے حق میں لکھا جاتا رہتا ہے(1)۔

امام ابن حبان اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ سرحدوں کی نگہبانی پر مامور تھے، لوگ گھبرائے اور ساحل کی طرف نکل گئے پھر کہا گیا کوئی خطرہ نہیں۔ لوگ لوٹ آئے جب کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیوں کھڑے ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اللہ کی راہ میں ایک ساعت پھرنا حجر اسود کے پاس لیلۃ القدر میں قیام کرنے سے بہتر ہے(2)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی راہ میں ایک دن سرحدوں کی حفاظت دوسری جگہ ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں جس نے اللہ کی راہ میں ایک رات سرحدوں کی حفاظت کی یہ عمل ایک ہزار دن روزے رکھنے اور ان میں قیام کرنے کی طرح ہے(3)۔

امام بیہقی نے ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کی ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور اس کام میں ایک دینار خرچ کرنا سات سو دینار کسی اور جگہ خرچ کرنے سے افضل ہے(4)۔

امام ابو الشیخ نے ثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے سرحدی زمین میں ایک نماز دو ہزار نمازوں جیسی ہے۔

امام ابن حبان نے حضرت عتبہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنگ دور جگہ ہو، چٹیاں زائد ہو جائیں، غنیمتیں حلال سمجھی جانے لگیں تو تمہارا بہترین جہاد سرحد کی حفاظت ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دینار، درہم جبہ اور عمدہ چادر کا پجاری تباہ و برباد ہو گیا، اگر اسے عطا کیا جائے تو راضی ہو جائے، اگر عطا نہ کیا جائے تو ناراض ہو جائے، ہلاک ہوتے ہیں اور سر کے بل گر پڑتے ہیں جب انہیں کانٹا لگے تو نہ نکلے۔ مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے، اس کا سر پراگندہ ہے، اس کے قدم غبار آلود ہیں، اگر نگہبانی کے لئے آگے ضرورت ہو تو اگلے حصہ میں ہوتا ہے، اگر فوج کے پیچھے حصے میں خرابی ہو تو پیچھے حصے میں ہوتا ہے(5)۔

امام مسلم، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

---

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، جلد 3، صفحہ 349 (2867)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 40 (4286)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 156 (2635)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 43 (4295)

5۔ صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 1057 (2730) دار ابن کثیر دمشق

WWW.NAFSEISLAM.COM

کی بہترین زندگی یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو جب وہ کوئی خوفناک آواز سنتا ہے تو تیزی سے اس کی طرف جاتا ہے اور وہیں شہادت اور موت کی خواہش کرتا ہے اور وہ آدمی جو پہاڑ کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں تھوڑی سی بکریوں کے ساتھ رہتا ہو، وہ نماز پڑھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے یہ لوگوں سے بہتر حالت میں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ام مبشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ سند رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں کہ مرتبہ کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جو گھوڑے کی پیٹھ پر ہو جو دشمن کو خوفزدہ کرتا ہے اور دشمن اسے خوفزدہ کرتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی چوپال کی تین دن کی حفاظت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے کہ مدینہ طیبہ یا بیت المقدس کی مسجد میں لیلۃ القدر نصیب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ تو رکھے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والا اس آدمی سے اجر میں بڑھ کر ہے جو ایک ماہ روزے رکھتا ہے اور قیام کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے جنازہ میں نکلے۔ جب اس کا جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیے کیونکہ یہ ایک گناہ گار آدمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اسے اسلام پر دیکھا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ اس نے ایک روز اللہ کی راہ میں نگہبانی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر مٹی ڈال دی۔ فرمایا اس کے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ یہ جہنمی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر لوگوں کے اعمال کے بارے میں نہ پوچھا، کرو ان کے دین کے بارے میں پوچھا کرو (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو جب سے شروع کیا نبوت و رحمت سے شروع کیا پھر وہ ملک و رحمت کی طرف لوٹ جاتا ہے پھر جبریہ ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کو اس طرح کھائیں گے جس طرح گدھے کھاتے ہیں۔ اے لوگو تم پر جہاد لازم ہے جب تک میٹھا اور سرسبز و شاداب ہو قبل اس کے کہ کڑوا اور مشکل ہو جائے۔ یہ عام ہوگا قبل اس کے کٹا ہوا ہو جائے۔ جب غزوہ کی جگہیں دور ہو جائیں، غنائم کھائی جانے لگیں، حرام کو حلال جانا جانے لگے تو تم پر رباط ضروری ہے کیونکہ یہ بہترین جہاد ہے۔

---

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 42 (4291) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42 (94-93-4292)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (4297)

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا چار چیزیں ایسی ہیں کہ مدت کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے، ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، دوسرا وہ آدمی جس نے علم حاصل کیا جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا، تیسرا وہ آدمی جس نے صدقہ کیا تو اس کا اجر اس پر جاری رہے گا جب تک وہ صدقہ لوگوں پر جاری رہے گا، چوتھا آدمی جس نے نیک بچہ چھوڑا جو اس کے لئے دعا کرتا رہا۔

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر رات سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

امام دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے رات میں آل عمران کے آخر کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات عبادت لکھ دی جائے گی۔

# سورۃ النساء

امام ابن ضریس نے فضائل، نحاس نے اپنی ناسخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اس وقت نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی (2)۔

امام احمد، ابن ضریس نے فضائل قرآن، محمد بن نصر نے الصلوٰۃ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سات (سورتوں) کو سیکھ لیا وہ عالم ہے (3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور دوسو آیات والی سورتیں عطا کی گئیں، ہر سورت سو آیات یا اس سے زائد پر مشتمل ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورت ہے جو دوسو آیات سے کم پر مشتمل ہو اور مفصل سے بڑی ہو (4)۔

امام ابویعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ایک رات رسول اللہ نے کوئی چیز پائی۔ جب صبح ہوئی تو آپ سے عرض کی گئی درد کا اثر آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 144، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، باب تالیف القرآن، جلد 2، صفحہ 747، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 752 (2070)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دار الکتب العلمیہ بیروت